DAMAGE BOOK

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222253
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۲۳ Accession No. ۱۱۵۱۴

Author عزیز الدین احمد ع ۔ ش

Title ثمرہ و ثبات

This book should be returned on or before the date last marked below.

ثمرۂ دیانت

Checked 1978

مصنفہ

قاضی عزیز الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر

و ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال

مصنف

آداب فرنگ و مفید الملازمین وغیرہ وغیرہ

مطبوعہ

منشی گنگا پرشاد ورما و برادران پریس لکھنؤ

قیمت عمدہ کاغذ ۱۲ / معمولی کاغذ ۶ / (کل حقوق محفوظ) دوسری بار ۱۰۰۰ جلد

To

C. L. M. Eales Esquire C. S,

BARRISTER-AT-LAW

Judge of Azimgurh

THIS HUMBLE WORK

IS

WITH KIND PERMISSION

DEDICATED.

بحضور

جناب سي ال ايم ايلس صاحب بہادر سي ايس

يهہ كتاب اونكي اجازت سے بكمال ادب

بطور اظهار شكر گذاري و احسانمندي منسوب كيجاتي هے *

تمہید طبع اول

اس کتاب کو پبلک کے روبرو پیش کرتے ہوے مجھے بہت پس و پیش ہوتا ہے۔ یہ پس و پیش کچھ آیکے پڑھنے والون کے خوف سے ہے اور کچھ لکھنے والے کی کم مایگی سے۔

یہ کتاب دل بہلانے یا مزاح کی غرض سے نہین لکھی گئی اور نہ اردو علم ادب مین کوئی لٹریچر کی ترقی اس سے مقصود تھی یہ ایک بڑے گروہ کی سوشل حالت کا فوٹو کھینچا گیا ہے جو فوٹوگرافر کی نالائقی سے چاہے اچھی طرح نہ کھینچ سکا ہو۔ ہاتھ پیر آنکھ ناک فوٹوگرافر نے سب بنا دیے ہین مگر اپنی کم مایگی اور نالائقی کے سبب سے رنگ روپ چمک دمک چاہے اچھی نہو سکے۔

یہ اس گروہ کا فوٹو ہے جسکی چال ڈھال طرز انداز پر اصلی ترقی ملک کی بہت کچھ منحصر ہے۔ جتنا تعلق کچہری آنیوالے پبلک کو چھوٹے چھوٹے عملے والون سے رہتا ہے اتنا بڑے افسرون سے نہین رہتا اور جتنا فرش پر بیٹھکر اور قلم کان مین کھونسکر کام کرنیوالے خلقت کو نقصان پہونچا سکتے ہین اور پہونچاتے ہین وہ کرسی پر بیٹھنے والے حکام سے نہین پہونچ سکتا۔

یہ اُس گروہ کی اصل زندگی کا فوٹو ہے جسکی عکسی تصویر تو درکنار شبیہ بھی اس وقت تک کسی نے نہین کھینچی ہے خصوصاً جن صاحبون [illegible] محکمون مین [illegible] بہت اچھے [illegible] ایسے تھے کہ جنکو ہندوستانی [illegible] دیانت مین ترقی دینے کا دلی شوق تھا انمین سے زیادہ [illegible] مسٹر [illegible] صاحب بہادر و مسٹر فوار صاحب کے نام لکھنے کے قابل ہین۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر اس موقع پر مین دیانت کے مشہور دوست مسٹر جان اوڈونل صاحب بہادر چیف سکرٹری گورنمنٹ و مسٹر بیسٹ صاحب بہادر کا نام نامی چھوڑ دون۔ یہ سب حکام والا مقام ہمیشہ اسکے ساعی رہے اور ہین کہ ہندوستانی عمال ور افسرون مین ایمانداری زیادہ مروج ہو۔ جو جو تدبیرین اسکے متعلق اونکے ذہن مین آئین وہ سب تجربہ کی گئین دیانت دار افسرون کی قدر و منزلت بڑھائی گئی انکی ترقیان کی گئین انکا وقار ہوا یہ سب کچھ ہوا لیکن ہنوز روز اول ہے۔ یہ مین نہین کہتا کہ جو حالت اب سے دس برس پہلے تھی وہی اب بھی ہے ضرور اب پچیس ۲۵ فیصدی کا فرق ہے پہلے دو چار ضلع مین ایک آدھ متدین مل سکتا تھا اور اب زمانہ کے رفارم کی بدولت ہر ضلع مین دو چار موجود ہین۔ یہ ترقی جو کچھ ہوئی وہ افسرون کے درجے مین ہوئی عمال مین

دیانت اسوقت تک ایسی مفقود ہی کہ گویا نہین۔ اسکا سب سے زیادہ سبب کوئی شک نہین کہ سوسائٹی کی نقص ہین اور تعلیم کی کمی۔ میرا یہ مقولہ ہرگز نہین کہ تعلیم یافتہ اشخاص متدین ہوتے ہین یا آنکہ جو لوگ ایکبارگی بڑے عہدون پر مقرر ہوتے ہین وہ ہمیشہ متدین ہوتے ہین۔ کیونکہ بدنصیبی سے دو چار ایسے لوگ بھی ہونگے جو پورے پورے تعلیم یافتہ اور اعلیٰ درجے کے متمول اور معزز ہین مگر کمبخت عیب ان مین بھی موجود ہی۔ لیکن یہ ضرور ہی کہ تعلیم کے اثر سے سوسائٹی ضرور اچھی ہو جاتی ہی اور رفتہ رفتہ سب نقائص کم ہو جاتے ہین دیکھیے ہماری قوم فاتح کی جو اول درجے کی سوسائٹی ہی اسمین رشوت۔ جھوٹھ۔ فریب اور اسی قسم کے کمینہ پن کے جوڑ توڑ جو ہندوستانیون مین رائج ہین اسیقدر کم پائے جائینگے جتنا ہندوستانیون مین زیادہ۔

رشوت کے علاوہ ہندوستانیون مین ایک بڑا نقص آجکل بداندیشی اور غمازی کا پڑ گیا ہی جسکی وجہ سے مین نے ہر جگہ دیکھا ہی کہ نئے فیشن کی سوسائٹی ہمیشہ تنگ رہتی ہی اور وہ جوڑ توڑ اس قسم کے ہوتے ہین جو سمجھ مین نہین آسکتے اور آخرکار حکام بھی بوجہ اپنی ناواقفیت کے اکثر دھوکا کھا جاتے ہین اور انصاف کا خون ہو جاتا ہے۔

مین نے اس غرض سے یہ ایک مختصر سی کتاب بطور آزمایش کے لکھی ہی اور بہت ہی ڈرتے ڈرتے ایک فرضی طور پر اپنی سوسائٹی کے حالات کو پبلک کے روبرو اس امید سے پیش کیا ہی کہ ای کاش اب بھی قوم کو غیرت آئے اور اپنی اصلاح کرے۔

اگر یہ کتاب یا یہ طرز تصنیف پسند خلائق ہوا تو مین اپنی دوسری محنت مین کسی قدر طوالت کے ساتھ کل محکمون کے حالات لکھونگا اس کتاب مین اختصار مجھے اس درجے تک مدنظر خاطر رہا کہ مجکو خوف ہی کہ بعض جگہ برا معلوم ہوتا ہوگا اور اوسکے لیئے مین معافی چاہتا ہون

مجکو امید ہی کہ میری ناچیز محنت اُن نوجوان افسرون کو زیادہ مفید ہوگی جو حال ہی مین ملازمت سرکار مین داخل ہوے ہین اور جنکو ہندوستانی عملون کے اندرونی حالات سے واقفیت نہین ہی۔

مین آخر مین پھر بہ ادب التماس کرتا ہون کہ اس کتاب مین جو نقائص ہون اور مجکو امید ہی کہ ضرور ہونگے اُن سے مجکو اطلاع دیجائیگی تا اگر مین پھر اس قسم کی کوئی جرأت کرنے کے قابل رہون تو اوسکی اصلاح کی کوشش کرون۔

خاکسار

عزیز الدین احمد۔ بستی اگست ۱۸۸۶ء

تمہید طبع ہٰذا

پچھلے چار برس مین اس ناچیز کتاب کی جو قدر ہوئی اوسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ ہندوستان کے ہر حصہ مین بہت شوق سے پڑھی گئی اور مصنف کے پاس بے تعداد خطوط اظہار مسرت کے آئے سب سے زیادہ قابل تذکرہ حضور مسٹر الفرڈ لائل صاحب بہادر کے سی. بی لفٹنٹ گورنر (سابق) ممالک مغربی و شمالی کا عالی صحیفہ تھا جسمین حضور ممدوح نے یہ الفاظ تحریر فرمائے تھے "ہز آنر کتاب کو دلچسپ اور مفید تصور فرماتے ہین اور اوسکی ہر ایک کامیابی کے خواہان ہین"۔

یہ الفاظ مجھ ایسے کم مایہ اور ناچیز مصنف کے دل بڑھانے کو بہت کافی ہین۔

علاوہ اسکے ہندوستانی پبلک نے بھی جسکے واسطے دراصل یہ کتاب لکھی گئی تھی بہت ہی قدر کی۔ پہلے ایڈیشن کی کل جلدین فروخت ہو گئین اور اب تک برابر مانگ ہی اسواسطے دوبارہ یہ کتاب پھر شائع کیجاتی ہی اور امید ہی کہ ملک اپنی عنایت اور کرم سے اسمرتبہ بھی ان صفحات محقر کو محروم نہ رکھیگا۔

اس ایڈیشن مین چند باب بڑھا دیے گئے ہین اور جا بجا ضروری ترمیم کردی گئی ہے۔

مجھے اسی مقام پر ایک ڈفنس پیش کرنا ہے مجکو معلوم ہوا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف سے چند کایستھ صاحبان نے یہ خیال کیا کہ مین نے کسی بری نیت سے کایستھون پر حملہ کیا ہے یہ خیال محض غلط ہے مین نے ہرگز کسی فرقہ یا گروہ کی تعریف اور دوسرے کی مذمت اس کتاب مین نہین کی اگر غور سے دیکھا جاے تو اس کتاب مین ہندو مسلمان دونون کی تعریف اور دونون کی مذمت موقع موقع سے آئی ہے۔ یہ میرا ارادہ ہرگز نہین کہ مین اس کتاب مین اپنے اون بھائیون کو جو صدہا ہزارہا برس سے برادرانہ برتاو ہمارے ساتھ کررہے ہین اور دکھ درد مین شریک ہین اونکی کوئی توہین یا تذلیل کرون۔

یہ بالکل اتفاقیہ بات تھی کہ دیانت حسین اور بیرون لال دو خاص ہیرو اس کتاب مین دو مذہبون کے ہوگئے۔

بہرحال مین اون سب صاحبون سے جنھون نے ایسا خیال فرمایا ہو یا جسکو اس سبب سے کچھ رنج پہونچا ہو دست بستہ معافی کا خواہان ہون۔ مین اس سے زیادہ کمینہ کسیکو نہین سمجھتا جو اس ملک مین رہکر دو بڑی قومون مین نفاق اور رنج کا باعث ہو۔

عزیز الدین احمد گڈھوالی۔ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ع

باب اول

فیروز نگر

فیروز نگر مین بہت دنون سے یہ دستور تھا کہ مسٹر ڈبلیو سی پارکر ڈپٹی کمشنر ضلع مذکور ہر سال دو ہونہار بھرتی کرتے تھے انکو تعلیم بہت ہی بزرگانہ مہربانی سے دیتے اور آخر کار ملازمت سرکار مین لیتے تھے مسٹر پارکر ایک پرانی قطع کے سویلین تھے گو ایشیائی طریقہ خوشامد انکو پسند تھا لیکن پھر بھی ہزار غنیمت تھے ہندوستانی شرفا کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اس ضلع مین بہت برسون سے تھے اور عموماً لوگ انکو پسند کرتے تھے جو کچھ انمین نقص تھا وہ یہ ہے کہ ذرا کام مین کاہل تھے اور اس سبب سے ضلع مین عملونکا بڑا زور تھا فیروز نگر سرحدی اضلاع مین بہت ہی اچھی جگہ تھی ٹون ہال میوزیم کنٹونمنٹ سب کچھ تھا بہت سی پرانی عمارات بھی قابل دید تھین۔

اب مین سب سے پہلے اپنے دو دوستون کو ناظرین سے ملانا چاہتا ہون جو اس قصہ کے ہیرو ہین۔

سید دیانت حسین و لالہ بیرون لال۔

یہ دونون صاحب بھی ایکسال دو بارکری امیدوار ہوئے۔

سید دیانت حسین راجہ سید لیاقت حسین خان بہادر کے فرزند ارجمند تھے۔ راجہ صاحب اس ضلع کے ایک بڑے فیاض اور عالی حوصلہ تعلقہ دار تھے ہر سال ہزارہا روپیہ خیر خیرات مین اٹھتا تھا اور اس فیاضی کے بدولت وہ مقروض رہا کرتے تھے۔ ایک سال اسکو بہت زمانہ ہوا فیروز نگر کے ہندو و مسلمانون مین جھگڑا ہوا بڑی لاٹھی چلی راجہ صاحب گو ان تعصبات سے ہمیشہ علیحدہ رہتے تھے لیکن یار لوگون نے پیشواے اسلام سمجھکر انکو بھی پھانس دیا مسٹر پارکر بھی کچھ ناراض ہوگئے تھے مہینون مقدمہ لڑا سیکڑون بیرسٹر آئے اور بہت روپیہ خرچ ہوا گو آخر کار راجہ صاحب بری ہوگئے لیکن اسقدر زیر بار ہوگئے کہ دو ہی چار برس مین سب ریاست بک بکا گئی اور راجہ صاحب نے بھی اسی سال سفر آخرت اختیار کیا جب راجہ صاحب نے انتقال کیا سید دیانت حسین کی عمر صرف انیس برس کی تھی یہ بہت

و ہمیشہ خندہ پیشانی تھے اخلاق اور تہذیب عمدہ رکھتے لڑکپن ہی سے انکی دیانت کی دھوم تھی و بقول سعدی

بالائے سرش ز ہوشمندی ۔ می تافت ستارۂ بلندی

جب آپ تک انگریزی تعلیم پائی تھی اور ایشیائی علوم مین بھی دستگاہ کامل رکھتے تھے راجہ صاحب کے انتقال نے سید دیانت حسین کو کالج چھوڑ دینے پر مجبور کیا۔ چونکہ اور کوئی معاش باقی نہ تھی لہذا نوکری کی تلاش تھی۔

سید دیانت حسین بچپن ہی سے نہایت راست باز اور مہذب تھے۔ انگریزی خیالات کو بہت پسند کرتے تھے اور لباس بھی انگریزی پہنا کرتے تھے آنریبل سید احمد خان بہادر کے بڑے پیرو تھے اور سید صاحب کی تصنیفات بڑے شوق سے پڑھتے تھے اس انقلاب کے بعد سید دیانت حسین نے سب جگہ جانا آنا چھوڑ دیا تھا یہان تک کہ انگریزون سے بھی نہین ملتے تھے اسی سال انکی شادی ہونیوالی تھی لیکن اس حادثہ کی وجہ سے ملتوی ہوگئی تھی۔ مسٹر پارکر کو اس بنے ہوئے گھر کے بگڑنے کا بہت رنج تھا اور انھون نے ایک روز خود دیانت حسین کو بلا بھیجا بڑی عنایت سے پیش آئے اور کمال محبت سے اظہار تاسف فرمایا اور نہایت تشفی دیکر انکو کام سیکھنے کا حکم دیا یہ مین پہلے عرض کر چکا ہون کہ مسٹر پارکر پرانے فیشن کے انگریز تھے لہذا یکبارگی بڑی نوکری دینا پسند نہین کرتے تھے اسلئے کم درجے سے سررشتہ مین کام کرنے کا حکم دیا۔

لالہ پرون لال چھدمی لال چٹھی رسان کے بیٹے تھے قوم کے کایستھ تھے مرقی اعتدیہ پستہ قد سیہ فام چیچک رو اور نہایت کم سخن تھے بیس برس کی عمر تھی فارسی کی معمولی تعلیم پائی تھی اور انگریزی صرف درجہ سوم تک پڑھی تھی مڈل بھی پاس نہ تھے۔ چھدمی لال فیروزنگر کا باشندہ تھا اور کنبہ بہت تھا دو بیوہ بہنین تھین انکے بچے خود اپنے گھر کے لوگ سب ملاکر چودہ آدمیون کا خرچ تھا منتظم آدمی تھا خدا جانے کسطرح بسر کرتا تھا کہ تھوڑی اوقات مین گذر ہوتی چلی جاتی تھی جس سال پرون لال امتحان مڈل مین فیل ہوئے اتفاق سے اسی سال انکی ہمشیر بھی بیاہی گئی تھی چھدمی لال گو خوش انتظام آدمی تھا لیکن آپ خیال کیجیے تھوڑی پونجی مین کوئی کیا کرے ہرچند بچایا لیکن زیربار ہوگیا۔ چھدمی بیکار ہوگیا۔ اب جس پریشانی سے بسر ہونے لگی وہ بہت قابل افسوس تھی۔

فیروزنگر کالج کے پرنسپل مسٹر ہوبرن بڑے خدا ترس اور رحیم انگریز تھے مختصر یہ ہے کہ پورے عیسائی تھے۔ پرون لال کی اس قابل رحم حالت سے وہ کسیقدر آگاہ تھے اور ایک ذریعہ سے اس حد کو متاسف ہوئے کہ انھون نے مسٹر پارکر سے پرون لال کی سفارش کردی۔

باب دوم

دیانت حسین اور پرون لال کی خلقی عادتین

قبل اسکے کہ یہ قصہ اپنی طفولیت سے تجاوز کرے مصنف کو ضروری معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنے دونون دوستون کی خلقی عادات اور افتاد طبیعت سے بھی ناظرین کو آگاہ کردے لالہ پرون لال ایک شریر بدباطن ورقابوست لفاظ اور خوشامدی آدمی تھا لالچ نے افلاس کو اور چمکا دیا تھا پورے پیرزال بنگئے تھے۔

خوشامد کا حال سنئے سررشتہ دار اور عملے تو بڑی چیز تھے چپراسی اور رند کوریون تک کو "حضور" کہتے تھے وہ وقتہ سب کی دربارداری کرتے تھے اور اسوجہ سے عام طور پر عملے انسے رضامند تھے ایک روز اتفاقیہ منشی خوشوقت لال وصلباقی نویس صدر کچہری نہین آئے تھے صاحب ڈپٹی کمشنر نے تلاش کی ادھر ادھر آدمی گھومے مگر وہ نہ ملے سبکو بڑا خوف ہوا کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی کیونکہ وہ کئی بار پہلے بھی غیر حاضر ہو چکے تھے جیسے ہی چپراسی نے رپورٹ دی

کہ حضور ''وہ نہین ملتے''۔ معاً پرون لال ہاتھہ باندھکر کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ تابعدار کا گھر اور اُنکا بالکل ملحق ہے وہ کچہری آتے ہی تھے کہ دفعتاً اُنکو دست آنے شروع ہوے اور اسقدر بیچین ہوگئے کہ آنے کے قابل نہ رہے مجھسے حضور مین اطلاع کرنے کو کہدیا تھا مگر مین کام مین پھنس گیا عرض کرنا بھول گیا یہ قصور میرا ہی معاف فرمایا جاوٴن'' اس برمحل دروغگوئی نے دو فائدے کیے اول تو صاحب ضلع منشی خوشوقت لال کی غیر حاضری سے ناراض نہین ہوے دوسرے تمام عمال کچہری اوسی روز سے پرون لال کے معتقد ہوچلے۔

اسی طرح ایک روز لالہ پرون لال اسسٹنٹ کمشنر کی کچہری مین بیٹھے ہوے تھے کوئی مقدمہ پیش تھا اُنکے سررشتہ دار پنڈت بھیرون ناتھہ نے سر اجلاس کسی سے کچھہ مانگا۔ کانسٹبل اجلاس سے اور پنڈت جی سے کچھہ عداوت تھی اُسنے صاحب سے اسکی مخبری کی اور اسکا جھلا پڑا پرون لال کی جھوٹی شہادت اُس معاملے مین بھی مفید ثابت ہوئی اور سررشتہ دار صاحب کی بات بالا رہی۔

ایک روز اور بڑا مزہ ہوا میر محمد حسین صاحب سررشتہ دار کلکٹری کچہری مین تھے دفعتاً اُنکے گھر سے اطلاع آئی کہ انکی صاحبزادی نہایت علیل ہوگئی میر صاحب موصوف اُسکو بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ وہ لڑکی بھی غضب کی ذہین و طباع تھی فارسی عربی کے علاوہ انگریزی بھی خوب جانتی تھی اور اُس شہر مین اُسکی لیاقت اور حسن کی ایک خاص شہرت تھی۔ میر صاحب علالت سنکر گھبرا گئے اور اُسی وقت کچہری سے چلے گئے پرون لال بھی ہمراہ ہوا اور دوسری صبح تک بے آب و دانہ وہان موجود رہا اور ایسی متوحش صورت بنائے ہوے تھا کہ غیرون کو باپ سے زیادہ ہی متردد معلوم ہوتا تھا سررشتہ دار صاحب کو یوں الیقین اُسکی دلی محبت کا ہوگیا اور اُس روز سے اُسکی بہت خاطر کرنے لگے۔

بخلاف اسکے میر دیانت حسین اپنی وضع اور حق پرستی کے بدولت تمام کچہری مین نکو ہو چلے ایک روز مسٹر پارکر سنوز کچہری نہین آئے تھے اور میر محمد حسین صاحب سررشتہ دار اجلاس پر بیٹھے لفافے کھول رہے تھے اتنے مین ایک اہل غرض آیا اور اپنے مقدمے کی تاریخ دریافت کی منشی جی نے اپنا حق مانگا وہ زمیندار بھی کمبخت ہنسوڑ تھا جیب سے ایک ڈبل نکالکر مٹھی مین بند کرکے منشی جی کی طرف ہاتھہ بڑھایا منشی جی نے جھپٹ کے اسکی مٹھی کھولی ڈبل پیسہ دیکھکر سخت برہم ہوے غصہ مین ایک تھپڑ زمیندار کو ماردیا اور کچہری سے نکلوادیا زمیندار نہایت شریر تھا جیسے ہی پارکر صاحب آئے اُسنے برآمدہ ہی مین کل قصہ کہہ سنایا صاحب نے اجلاس پر بیٹھتے ہی پوچھا کہ ''منشی یہ کیا کہتا ہے''۔

منشی حضور کچھہ نہین یہ میرے پاس تاریخ دریافت کرنے آیا تھا مین نے اس سے کہا کہ باہر کاز لسٹ لٹکتی ہے جاکے دیکھ لے اسپر اُس مردود نے میر دیانت حسین کو ایک پیسہ دکھا کر کہا کہ تم چلکر بتلادو مجھے غصہ آیا کہ اتنے بڑے رئیس زادے کو اسطرح مبتذل سمجھتا ہے مین نے ایک طمانچہ ضرور ماردیا اور خداوند نعمت یہ آدمی نہایت شریر و مفسدہ پرداز ہے۔

صاحب۔ دیانت حسین تم بتلاوٴ کیا ہوا۔

دیانت حسین۔ حضور یہ تو سچ ہے کہ اسنے کسی مقدمہ کی تاریخ ضرور دریافت کی تھی منشی جی نے کوئی شے جسکا نام ''حق'' بتلایا اس سے طلب کی اُسنے ٹھٹھے کے طور پر ایک ڈبل پیسہ دکھلایا منشی جی کو غصہ آیا ایک تھپڑ ماردیا مجھے کچھہ واسطہ نہین اور نہ اوس غریب نے مجھے کچھہ دینے کو کہا۔

منشی جی (آہستہ سے) دیانت حسین یہ کیا غضب ہے (زور سے) اجی اپنا ایمان سنبھالو میان صاحبزادے قدرت خدا مین پر ہاتھہ صاف کیا جاتا ہے۔

مسٹر پارکر سررشتہ دار صاحب پر بہت خفا ہوے اور گو انہی نیکی سے اُسوقت رفت گذشت کر دیا لیکن جب بھی انپر اسکا بڑا اثر ہوا اور اوسی دن سے دیانت حسین اور میر محمد حسین سررشتہ دار مین ظاہر ظہور نا اتفاقی ہو گئی۔

باب سوم دیانت حسین کی پہلی نوکری

پندرہ روز بعد نائب صلباقی نویس نے پندرہ روز کی رخصت لی سررشتہ دار نے تو پرون لال کے لیے بہت کوشش کی مگر مسٹر پارکر نے دیانت حسین کو عوض مقرر کیا دیانت حسین کو ایسی چھوٹی چھوٹی نوکریان نہایت ناپسند تھین اور اسمین وہ اپنی توہین بھی سمجھتے تھے لیکن مسٹر پارکر کی ضد نے مجبور کیا اور بچارے کو یہ ذلتین بھگتنا پڑین دوسرے دن وقت مقررہ پر کچہری گئے وہان عجب تماشا دیکھنے مین آیا منشی خانہ مین کیا کہون کیا ہو رہا تھا کئی درجن لالہ اور دو چار مسلمان سب ایک ہی فیشن کے بڑی بڑی نوکدار پگڑیان باندھے عینکین لگائے اور ایک ایک قلم کان مین کھونسے خوش گپ اُڑا رہے تھے میر دیانت حسین نے جاکر کسیقدر مسکرا کر دریافت کیا دو مجھے کہان بیٹھنا ہوگا،،۔

محرر کلیات ۔ گر بر سر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی

اس گستاخ جواب پر تمام عملون نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور دیانت حسین ایسے جھیپ گئے کہ انکی آنکھون مین آنسو بھر آئے شاید تمام عمر مین ایسی بیہودہ گفتگو اُنھون نے کبھی سنی بھی نہ تھی مگر خدا جانے کیا سوچکر یہ اس بیہودہ پن پر متوجہ نہوئے اور ایک لماری کے پاس جسپر سررشتہ وصلباقی نویس لکھا تھا بیٹھ گئے اور لالہ خوشوقت لال وصلباقی نویس نے کسیقدر اخلاق سے بٹھلایا۔

دیانت حسین ۔ مین نے تو کبھی یہ کام نہین کیا لیکن جو بتلایئے مین کرون۔

وصلباقی نویس ۔ ابھی تو زیح ... لموار اور نقشجات ماہواری سب بنانے کو پڑے ہین جو آپسے ہو سکے کیجئے۔

میر دیانت حسین نے پہلے پچھلی سہ ماہی کے تمام نقشجات توزیع وغیرہ کو دیکھا اور اُسکے طریقہ پر غور کیا جب سمجھہ مین آگئے فوراً سب نقشے بنا ڈالے اور خود ہی انگریزی مین ترجمہ کرکے سر دفتر کو دے آئے تمام کاغذات جو پریشان پڑے ہوئے تھے اُنکو تحصیلوار مرتب کرکے بستہ مین باندھ دیا انکی تیزی اور دیانت دیکھکر عملے یون باتین کرنے لگے۔

ایک ۔ لونڈا غضب ہی بھیر کی اس ہاتھ چلت ہین۔

دوسرا اور خوش خط بہت ہین۔

تیسرا ۔ بھائی ہونہار کی کا بات ۔ سچ ہی شدنی نونہال برگ جرب۔

چوتھا ۔ دماغ زبہت ہی ۔ دو تین دن مان ٹھیک ہو جائیگے

پانچوان ۔ ابی کتبک چبیگی کیری تیون کی آڑ مین ٭ آخر کو عام ہوسکے کبھی ہرایین ٭

دو ہی تین دن مین سید دیانت حسین نے اپنی لیاقت کا سکہ بٹھلا دیا اور پچھلا کام صاف کر دیا۔ گو انکی لیاقت کے سب قائل تھے مگر اُسکے ساتھہ ہی خائف بھی تھے جبتک یہ کچہری مین رہتے دادستد بالکل مسدود رہتی کوئی زمیندار سے بات تک نکرتا۔

ایک روز لالہ خوشوقت لال دیانت حسین کو علیحدہ لیگئے اور یون تقریر کی۔

مہربان من ابھی تم کا اور تمھار عمر کیا ۔ منھہ سے دودھ شیر مادر کی مثال عنبر بیز ہی اور ابھی چشم بد دور عقل داڑھ تک نہین نکلی یہ مان شک نہین شک کہ ہونہار ہوشمند ہو عاقلہ ہوشعور دار ہو بڑے پدر کے پسر ہو اور مادر نیک اختر کے فرزند ہو مگر نا تجربہ کار ہو ۔ نوکری موسی کا خانہ نہین خمدار تیر تیغی ہی نوکری سب کوئی حصول مطلب کے واسطے کرتا ہے تنخواہ اہ زمانہ مان ایسی قدرے قلیل ہی کہ گذر اوقات خیلے دشوار حکام کچھہ قدر نا ہین کرت انکے حساب کالی رعایا سب

بے ایمان جو لئے دہو جو نئے دہو پھر یا مین ایسے وقت مان نہ لینا بیوقوفی نہین تو کا ہے۔ سنو میانصاحب تم مرد مسلمین ہو۔ تمھارے مذہب مان انگریز کی نوکری تک گناہ ہی جب یے روزگار ہی سے گناہ کبیرہ صغیرہ ہو گیا تو ہمار دیانت مین جو کچھ دست غیب ملے ضرور لینا چاہیے اور سررشتہ و صلباقی مین اب رہ کیا گیا نیلام کی ٹکس گئی قدرے قلیل جو ہی وہ سالانہ رقم مفصل کے باقی نویس سے ملت ہی اور امروز فردا سب اشخاص مجتمع ہین بھی نا وصول کا ہے۔ میان سنو ہم بے ایمان نہین۔ نا ہین تو پوشیدہ لے لیتے فرشتہ خان تک نہ راز افشا ہوت تو اب ہمار یہ راے ہی کہ جو کچھ ملے ہم آپ نصفا نصف منقسم ہوی جایا کرین علاوہ برین یہ رقم داخل رشوت نہین ہوی سکت ہی نہ مقدمہ ہم کری نہ معاملہ۔ ڈگری ڈسمس ہمار اختیار نہین۔ اگر کیو مزید لطفات ہمار تو اضع یا حق حقوق دیجاے تو ہان کون گناہ ہے نہ ہم زور کرتے نہ کرتے جبر۔ جو دیجاے کوئی تو کا ہے خطر آئندہ میانصاحب آپ جانین اور آپکا کام عقب سے ہمارے شکوہ نہ کیجیے گا کہ دیوان جی تنہا خوری کر گئے۔

دیانت حسین نے اس لکچر کو سنا اور یہ جواب دیا۔

مجکو اس سے معاف رکھیے مین آپکا شکر گذار ہون کہ آپنے میر بھی خیال رکھا مگر منشی جی مین اس قطع کا آدمی نہین ہون فاقہ پر فاقہ کر دونگا لیکن اپنے نام کو بے عزت نہونے دونگا اگر آپ مجھسے کھٹکتے ہون تو اس سے مطمئن رہیے مجھے اپنی فرات سے غرض ہی اور ون کو مین کیون روکنے لگا۔

وقصہ مختصر میر دیانت حسین نے بہت آب و تاب سے یہ پندرہ دن ختم کیے اور تمام دفتر مین انکا شہرہ ہو گیا کہ نئی قطع کا امید وار اپنے آپکو اسم با مسمی ثابت کرنیوالا ہی مسٹر مایر کرنے بھی انکے کام سے مسرت ظاہر فرمائی یہ پھر بدستور امید واری کرنے لگے۔

باب چہارم موشی خانہ

وہ ہی تین روز میر دیانت حسین کی بیکاری کو گذرے تھے کہ تحصیلدار صاحب حضرت پور کی ایک رپورٹ آئی اسکا مضمون یہ تھا کہ دفعتاً محرران موشی خانہ پیرا و مراد پور بیمار ہو گئے اور تحصیل مین کوئی امیدوار موجود نہین جنسے کام لیا جاے صدر سے فوراً دو شخص عوض مقرر فرمائے جائین سررشتہ دار صاحب بخوبی جانتے تھے کہ یہ ذلیل نوکری ہے لیکن محض دیانت حسین کو پریشان کرنے کی غرض سے صاحب سے کہا کہ حضور پیرون لال اور دیانت حسین بھیجدیے جائین

صاحب۔ ہون۔

صاحب کا منظور کرنا تھا کہ غریب دیانت حسین تھرا اٹھے اور وہ اس حد کو پریشان ہوئے کہ صاحب سے کہی ڈالا حضور کانجی ہوس کی نوکری پر مجھے نہ بھیجیے۔

صاحب۔ تم چھوکرے ہو تمھاری نیکی بدی ہم خوب سمجھتا ہی ہم جو حکم دین تعمیل کرو۔ اور یہ یاد رکھو کہ شہر روم ایک دن مین آباد نہین ہوا تھا۔

اب اسکا کیا جواب ہو سکتا تھا سوا اسکے کہ ع۔

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد

اب سنیے تحصیل مین پہونچکر پیرا اور مراد پور کے حالات جو سنے گئے تو بیچارے دیانت حسین کو اور بھی وحشت ہوئی پیرا دریاے گنگا کے متصل ایک پولیس اسٹیشن تھا وہان بہت موشی بھی نہین آتے تھے اور نہ کوئی آباد جگہ تھی وہان لالہ پیرون لال تعینات ہوئے۔ مراد پور نام تو اچھا ہی لیکن جگہ ایسی بری ہی کہ خدا کسی انسان کو نہ لیجائے ڈھائی ڈھائی کوس چارون طرف گانون کا نام نہین سرکاری جنگل بہت تھا اسی وجہ سے موشی بکثرت آتے تھے ٹھیک جنگل مین موشی خانہ تھا وہین ہمارے دوست میر دیانت حسین تعینات ہوئے۔

لالہ پرون لال نے تو پہونچتے ہی تھانہ کے لوگون سے اور گرد نواح کے بدمعاشون سے دوستی بڑھائی اور کچھ آپسمین معاہدہ کرلیا وہ لوگ راتون کو نکل جاتے سو سو پچاس پچاس مویشی ہانک لاتے انمین سے دس پانچ رجسٹر مین چڑھائے جاتے اور باقی سب علحدہ رہتے خوراک مویشیون کو پرون لال ہی پر کیا منحصر کوئی محرر دیتا ہی نہین لہذا خوراک و فیس دونون ہضم پرون لال نے اس نوکری کو بہت پسند کیا اور مستقلی کی دعامین کرتے تھے گیارھوین روز وہان کا محرر اچھا ہوگیا اور پرون لال واپس آئے - اس گیارہ دن مین پرون لال نے دس بارہ روپیہ علاوہ تنخواہ و خوراک کے بنائے شاباش - !

برعکس انکے ہمارے میر دیانت حسین کو مویشی خانہ عذاب جان ہوگیا پہونچتے ہی ایک آدمی چرواہا نوکر رکھا جو سہ الگ انکو ایا پانی کی نا دین گرواوین مویشیون کی اذیت انسے دیکھی نہ جاتی تھی لہذا جو سرکار سے ملتا تھا اس و نانا اپنے جیب سے مویشیون کو کھلاتے تھے تنہائی کا یہ عالم تھا چار دن تک آدمی کی صورت نہین دکھائی دیتی تھی نہ کچھ کھانے کو ملتا تھا نہ کوئی آدمی بات کرنے کو مویشی خانہ کی نوکری نہین کی بلکہ خود داخل کانجی ہوس ہوگئے اسی زمانے مین آپ نے ایک مثنوی بھی تصنیف کی تھی جسکے چند شعر ہم یہان نقل کرتے ہین -

کرنے کا نہین یہ کام یارو — میرا تو ہے اب سلام یارو
کبتک کوئی بھیڑیان چرائے — کبتک کوئی سانیان کھلائے
بی اے کی ہوئی قید ہوائی — بھینسون کو کھلا رہے ہین سانی
سنید سے بنے اہیر اب تو — اس درجہ ہوئے حقیر اب تو
قسمت مین اگر یہی بدی ہے — اسکی تو بات ہی جدی ہے
سنید کا نہین یہ کام بھائی — اسپر کوئی چاہئے قصائی

بہرحال خرابی ایکسوین دن میر دیانت حسین کو مراد پوری ہوئی سنجات ملی اور اپنے گھر آکر پھر امیدواری کرنے لگے -

باب پنجم

دونون پھر نوکر ہوئے

چند روز بعد پھر کسی انتظام مین دو عہدے خالی ہوئے ایک اہلمدی فوجداری دوسرا نائب محافظ دفتری کلکٹری اہلمدی گو چند روزہ تھی مگر صاحب ڈپٹی کمشنر کے اجلاس کی تھی اسلیے مشہر پانے کرنے دیانت حسین کو اہلمد مقرر کیا اور لالہ پرون لال محافظ خانہ بھیجے گئے - اہلمدی فوجداری اس ضلع مین بڑی بافت کی نوکری تھی اور شیخ کریم بخش جو مستقل اہلمد تھے بڑے تیز اور چالاک شخص تھے انکی وجہ سے سب کا کام بھی خوب نکلتا تھا اور انکو فائدہ بھی خوب ہوتا تھا دیانت حسین اس قطع کے آدمی ہی نہ تھے یہ بیچارے چپ چاپ بیٹھے کام کیا کرتے تھے نہ کسی سے لینا نہ دینا مطلب نہ غرض اہل معاملہ کو تو پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے اور نہ کسی کو کوئی مسل وغیرہ کھاتے تھے انکی ذات سے وکلا اور مختارون کا حرج ہونے لگا جس کاغذ کی پہلے روپیہ آٹھ آنہ خرچ کرکے نقل لے سکتے وہ اب جبتک باضابطہ نہ لین دیکھنا بھی دشوار تھا ضابطہ کی نقل لینے مین ہزار بکھیڑے تھے پہلے درخواست دین سٹامپ داخل کرین چار پانچ روز دوڑین کچھ نقلنویس کو پہونچین تب کہین نقل ملے جو وکیل کسی قدر سمجھدار اور معزز تھے انھون نے معائنہ کی فیس داخل کرکے کاغذات دیکھنا شروع کیا یا انکہ خود حاکم عدالت سے زبانی کہکر مسل مانگ لیتے تھے لیکن عام لوگون کو بہت تکلیف ہوتی تھی ایکدن دیانت حسین کچہری مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مختار نے آکر سلام کیا -

دیانت حسین - آئیے تشریف رکھیے -

مختار - جہانگیر والی مسل آپ ہی کے پاس ہے نہ ابنا حق لے لیجیے مدعی کا بیان ذرا دکھلا دیجیے -

دیانت حسین - مختار صاحب آپ جان بوجھکر مجھے کیون ستاتے ہین مین نے کبھی کسی سے کچھ لیا ہے کہ آپ ہی سے

لوگ درخواست دیکر باضابطہ معائنہ کیجیے ۔

مختار ۔ آج ہی پیشی ہے اور سوال خوانی ہو چکی آپ ایک روپیہ کے عوض دو روپیہ لے لیجیے اور کیا لیجیے گا ۔ مولابخش نے دو روپیہ انکے قلمدان مین رکھدیئے (جو کھسہ سے بیچے) ۔

دیانت حسین ۔ ان روپیون کو پھینک کر ۔ آپ سوقت یہان سے اٹھ جایئے ۔ ہم ایسے بے ایمانون سے بات نہین کیا چاہیے ۔

مختار ۔ زبان سنبھال کے گفتگو کرو نہین ۔

ایک ایسی کریہ بات مولابخش مختار کی زبان سے نکل گئی جسکو دیانت حسین برداشت نکرسکتے تھے ۔ انھون نے فوراً جاکر مسٹر پارکر سے کل حال بیان کیا اور اسقدر انکا دل بھرا ہوا تھا کہ دوران گفتگو مین رونے لگے مسٹر پارکر پر بھی اس بات کا بڑا اثر ہوا اور ایسا غصہ آیا کہ فوراً حسب دفعہ ۱۶۱ پنلکوڈ مولابخش پر مقدمہ قائم کیا مقدمہ قائم ہوتے ہی سب بڑی فیس کے وکیل مختار اور جابہ عمال صدر مولابخش کی طرف ہو گئے مگر دیانت حسین کی طرف کوئی نہ تھا صرف بابو کیرت چندر ایم اے وکیل ہائیکورٹ جو اس ضلع مین ایک نامی وکیل تھے انکی شہادت سے بیان مستغیث کی تائید ہوئی انھون نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ "اس ضلع مین سوائے دیانت حسین کے کوئی عملہ متدین نہین ہے"

دیانت حسین سے پیشتر ہملوگ بے ضابطہ طور پر نقلین منگوا لیتے تھے مگر دیانت حسین نے وہ دستور بند کردیا اور اب بجز اسکے کہ فیس معائنہ داخل کرکے یا آپکی اجازت سے مسل دیکھین اور کوئی ذریعہ نہین ہے ۔ اس بات کو آپ محافظ خانہ سے رجسٹر معائنہ منگوا کر دیکھ لیجیے چنانچہ مسٹر پارکر نے رجسٹر منگوا کر دیکھا تو واقعی بڑا فرق نکلا دیانت حسین کے زمانہ قائم مقامی مین انیس روپیہ پندرہ روز مین داخل ہوے اور اوس سے قبل کبھی ایک روپیہ

مسٹر پارکر کو پورا اطمینان ہو گیا کہ دیانت حسین کا بیان سچ ہے انھون نے مولابخش پر دس روپیہ جرمانہ کیا اور دیانت حسین کی نسبت بہت اچھے الفاظ مین اپنی تجویز مین شکریہ ادا کیا ۔

اس مقدمے کے بعد دیانت حسین سے لوگون کی برہمی بہت بڑھ گئی اور یہ انکی نگاہ مین کھٹکنے لگے مسٹر پارکر کا خیال انکی طرف سے بد نہین ہوا ۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ خاطر کرنے لگے حسن اتفاق سے انھین ایام مین شاہ محمود حسین پیشکار حسام پور بمر گئے مسٹر پارکر نے فوراً دیانت حسین کو وہ جگہ دی یہ تقرر عملون کو جسقدر خوش آیند ہوا وہ ناظرین خود ہی اندازہ کرسکتے ہین مگر دیانت حسین نے نہایت شکر گزاری سے یہ عہدہ قبول کیا اور روانہ حسام پور ہوئے ۔

باب ششم

منشی پرون لال کی محافظ دفتری

ہمارے کرمفرما منشی پرون لال بھی اپنے کام مین غافل نہ تھے اگرچہ دیانت حسین نے اپنے کو غیر ہر دلعزیز بنایا تو اوسکے خلاف منشی صاحب نے اپنے کو ہر طرح ہر دل عزیز ثابت کیا سب عملون مین شیر و شکر ہو گئے ۔ ہر وقت ہنسی دل لگی ۔ گالی گلوج مین دل بہلاتے تھے کل عملون مین پرون لال کی ملنساری کی بڑی تعریف تھی ۔ منشی خادم علی محافظ دفتر ایک سیدھے سادے پرانی قطع کے پنجابی مسلمان تھے پرون لال کی اطاعت سے بہت خوش رہتے اور اس شفقت سے کام سکھلاتے تھے کہ لوگون کو تعجب ہوتا تھا پرون لال نے تمام ذمہ داری کے کام اپنے ہاتھ مین لے لیئے اور اہلمدون کی مسلون مین ایسے ایسے اعتراض نکالنے شروع کیے کہ سب گھبرا اُٹھے [illegible]

اون لوگون سے اپنا سالانہ حق نہین مقرر کرالیا یہچھا نہین چھوڑا میر خادم علی ہتدین تو تھے نہین وہی پرانی قطع کے علمے تھے پیرون لال کی ان سب تیزیون سے بہت خوش تھے وکیل مختار بھی پیرون لال کی خوش اخلاقی اور طاعت طرح تھے اور حکام محافظ خانہ بھی ان سے رضامند تھے - پیرون لال بڑے مزے سے نائب محافظ دفتری کرتے تھے ظاہری سامان بھی کچھ درست کرنا شروع کیا پرانا مکان بھی چھوڑ کر ایک کمرہ اپنی نشست کے لیے کرایہ پر لیا - یار آشنا جمع ہونے لگے ناچ رنگ کا بھی شوق چرایا شراب بھی اُڑنے لگی الغرض نائب محافظ دفتر ہوتے ہی انکا مزاج دوسرا ہوگیا انکی نائب محافظ دفتری کے تھوڑے ہی دن بعد ہولی آئی یار دوستون کے اصرار اور نئی نئی نوکری کی امنگ نے مجبور کیا ہولی کا جلسہ انکے یہان قرار پایا تمام عمال اور ہندوستانی حکام کو نیوتہ دیا قرب جوار کے زمیندار بھی آئے بابو بچاسنگہ کے ہان سے ایک بوسیدہ شامیانہ مانگ آیا وہی استادہ کیا گیا تختون پر فرش تھا ولایتی شراب کی بوتلین اور شیشہ کے گلاس ایکطرف اور ہندوستانی شراب اور مٹی کی کجھیان دوسری طرف رکھی ہوئی تھین دو تین رنڈیون کا ناچ تھا لالہ بھائی اور عملہ جوق جوق آتے آتے شرابین پی پی کر اشتغفیل ہوجاتے تھے اُس جلسے مین دیانت حسین یون یاد کیے گئے -

پیرون لال - وصلباقی نویس صاحب لونڈا تو بیکار ہی خوب بگیا -

وصلباقی نویس - کون دیانت حسین چراغ سحری سمجھو سررشتہ دار صاحب ناراض - اور تحصیلدار ہین منشی جیوننجی لال ایک دن گذر دشوار ہے -

سیاہہ نویس - اس تحصیل مین آجائین تو میان سے تو دوہی دن مین ناکون چنے چبوادون -

نقل نویس - ترکی بن سے کیا جاتا ہوسکے

مقدر مان سے ہوئی لے اب قصہ آغاز ہوا و بی بی ملہوکن کوئی ہولی گاو -

اتنے مین ڈپٹی برج لال رائے کشوری لال صاحب سب جج اور منشی ہجنیاتھ صاحب منصف بھی آگئے اور رنگ اُچھلنے لگا جب جبھی طرح چھپا لیدر ہوچکی ناچ شروع ہوا - یہ ہندوستانی حکام بھی پرانی رسم کی پابندی کے لحاظ سے برابر جلسہ مین شریک رہے - لالہ پیرون لال کے والد کا دل بانسون بڑھا جاتا تھا اور اپنے صاحبزادے کے سپوت ہونے کی بار بار اپنے کو مبارکباد دیتے تھے تمام شہر مین اس جلسہ کی دھوم تھی اور پیرون لال کی سیر چشمی اور عالی ہمتی کی تعریف - ڈپٹی صاحبان کے تشریف لیجانے سے واقعی منشی پیرون لال کی بڑی عزت افزائی ہوئی انکی زندگی کی تاریخ مین یہ پہلا دن ہے کہ ایسے جلیل القدر ہندوستانی حکام انکے مکان پر تشریف لیگئے - پیرون لال شراب کے نشہ مین بار بار ڈپٹی صاحبون کا شکریہ ادا کرتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎ ز قدر و منزلت شہ نگشت چیزے کم ۔ کلاہ گوشہ پیرون بہ آفتاب سید -

باب ہفتم

پیرون لال کا عروج

خدا کا کرنا یون ہوا کہ میر خادم علی بیمار ہوگئے اور انھون نے دو مہینے کی رخصت لی مسٹر پار کرنے بعوض پیرون لال یہ رخصت منظور فرمائی پیرون لال کی تقرری سے ہر شخص خوش ہوا کیونکہ خوشامد اور چالیہ بین سب لوگ انسے راضی تھے چونکہ عنقریب میر خادم علی صاحب ہمیشہ کے لیے ناظرین سے علیحدہ ہونے والے ہین اسلیے ہم انکے پورے پورے حالات بتلانا چاہتے ہین یہ ہم پہلے ہی عرض کرچکے ہین کہ وہ ایک پرانی فیشن کے بہت ہی سیدھے سادھے مسلمان تھے پینتالیس برس کی عمر تھی خضاب کرتے تھے اولاد کوئی نہ تھی انکی نیکی اور سیدھا پن ایسا مشہور تھا

کہ لوگ انکو ضرب المثل بنائے ہوئے تھے ہر شخص کے ساتھ وہ خلوص دل سے ملتے تھے اور جہاں تک اُن سے ہو سکتا تھا سب سے سلوک کرتے تھے بہت سے فقیر اور مساکین اُنکی ذوات سے پرورش پاتے تھے اور واقعی وہ بہت بڑے فقیر دوست آدمی تھے جو کچھ کماتے یا خیرات میں اُٹھایا یا کبوتروں میں صرف ہوتا جب پرون لال اُنکے یہاں پہلے محافظ دفتر ہو کر گئے تو ایمان کی یہ بات ہے کہ کام سے بالکل ناواقف تھے میر خادم علی نے بہت ہی شرافت سے اُنکو کام سکھلایا اور اپنی خاص اولاد سے کم نہیں سمجھا دو تین مرتبہ سو سو پچاس پچاس روپیہ سے سلوک بھی کیا پرون لال بھی بظاہر اپنے باپ سے زیادہ میر خادم علی کا لحاظ کرتے تھے اور ہمیشہ "جناب چچا صاحب قبلہ دوجہان" القاب لکھتے تھے اس زمانہ علالت میں پرون لال کچہری سے لوٹ کر برابر منشی خادم علی کے پاس رہتے تھے اور بیٹے سے زیادہ اُنکی خدمت کرتے تھے میر خادم علی چونکہ بہت نیک آدمی تھے اس وجہ سے تمام شہر کو اُنکی بیماری کا افسوس تھا اور سب لوگ برابر اُنکے دیکھنے کو آیا کرتے تھے ~~میر خادم علی چونکہ بہت نیک آدمی تھے اس وجہ سے تمام شہر کو اُنکی بیماری کا افسوس تھا اور سب لوگ برابر اُنکے دیکھنے کو آیا کرتے تھے~~ گو وہ کچھ ایسے زیادہ بیمار نہ تھے صرف ورم جگر کی شکایت تھی لیکن وہ اپنی زندگی سے مایوس اور بار بار یہ تمنا ظاہر کرتے تھے کہ پرون لال اُنکا مستقل جانشین ہو جائے کبھی کبھی پرون لال سے بھی مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ "بیٹا ہمارے بعد اپنی چچی کی بھی خبر لیجیو" اسکو سن کر پرون لال ہمیشہ رونے لگتے تھے میر خادم علی کی بیاہتا بی بی کوئی نہ تھی ایک باہری عورت پچیس سال سے اُنکے پاس تھی اور اُس سے نکاح کر لیا تھا ۔ میں حج وہ کر چکے تھے سولہ پارہ قرآن شریف کے حفظ کیے تھے نمازی اور پابند شرع ایسے تھے کہ تمام شہر میں اُسکا شہرہ تھا خادم علی کو اُسی کا بڑا خیال تھا اور اُنکو اپنے مرنے میں کچھ بھی رنج ہوتا تھا تو اپنی نعیمن المخانہ کی بیکسی و لاولدی کے سبب سے جب ایک دن خادم علی کسیقدر زیادہ علیل ہوئے لوگوں نے مسٹر پارکر سے اسکا تذکرہ کیا مسٹر پارکر اُنکے قدیم مربی تھے اپنے محافظ دفتر کو بہت عزیز رکھتے تھے اُنکو زیادہ بیمار سنکر بہت رنج کیا اور خود عیادت کو تشریف لیگئے اور دیر تک تشفی کی باتیں کرتے رہے دریافت کیا کہ "علاج کسکا ہوتا ہے" کہا "ابھی تو کسی کا نہیں جو جسنے بتلایا استعمال کیا جاتا ہے" فرمایا کہ "ڈاکٹر ہرچندر ناتھ بہت ہوشیار ہیں اُنکی دوا کرنا چاہیے" بعد اُسکے محافظ دفتر نے تمام اپنی بیکسی اور لاولدی کا قصہ سُنایا اور آخر یہ وصیت کی "میرے مرنے کے بعد لالہ پرون لال کو میری جگہ مستقل کر دیجیے گا وہ کام سے واقف ہیں اور میری بیوہ کی بھی خبر گیری کریگا" مسٹر پارکر نے اُنکی وصیت کو سُنا اور وعدہ کیا کہ میں آپکی خواہش ضرور پوری کرونگا اُسی وقت صاحب کے جاتے ہی ڈاکٹر ہرچندر ناتھ بُلائے گئے واقعی وہ بہت لائق ڈاکٹر تھے اور دوا بھی بہت جی لگا کر کرتے تھے پرون لال کو امید آئندہ پر بہت مسرت ہوئی اور وہ روز دعائیں مانگنے لگے کہ میر خادم علی اگر کل مرنے کو ہوں تو آج ہی مر جائیں ۔ دو چار روز بعد جب پرون لال نے دیکھا کہ اب محافظ دفتر نیب چلے اور ڈاکٹر بابو کا علاج مفید ہوا ایکدن آپ شفاخانے گئے اور ڈاکٹر بابو سے ملاقات کی ۔

پرون لال ۔ بہت دنوں سے آپکی ملاقات کا شوق تھا آپکی بڑی تعریف سُنی جاتی ہے ۔

بابو ۔ آپکی مہربانی ۔ ہم کس لائق ہیں ۔

پرون لال ۔ آپ محافظ دفتر کے یہاں کب سے نہیں گئے ۔

بابو ۔ پرسوں ہم گیا رہا اب تو اچھا ہی ایک دو ہفتہ میں کام لائق ہو جاویگا ۔

پرون لال ۔ آپنے بڑی محنت کی فیس تو بڑا بڑا دیے جاتے ہیں نہ ۔

بابو ۔ اُنھیں ۔ ایک دفعہ کھالی پانچ روپیہ دیا جب سے ہم

کچھ نہین مانگتا۔

پیرون لال۔ گستاخی معاف یہ مسلمان بھائی کسیکے نہین ہوتے آپ تو اسقدر جی لگاکر علاج کرتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ بابو تو ناتجربہ کار ہین۔ آپکو نیم حکیم بتلاتے ہین لالچی کہتے ہین ہاے رے زمانہ اُنکی برباد گنہ لازم۔ وہ تو صاحب کے ڈر سے آپکا علاج کرتے ہین نہین تو آپکو پاس نہ جانے دیتے۔

بابو۔ (غصہ مین آکر) او ناٹی نس۔ یہ شالا ہمکو لالچی بنایا اور ناتجربہ کار کہا۔

پیرون لال۔ اب مین کیا عرض کرون جو جو کہا خلاصہ یہ ہے کہ وہ بڑا بد آدمی ہے دیکھنے ہی مین بھولے بھالے مینا جناب اُنکے کاٹے کا منتر نہین۔

بابو۔ ہمکو اب وہ اگر پچاس روپیہ روز دیگا تب بھی ہم نہ جائیگا یہ مسلمان لوگ بڑا اِنگریٹ فل ہوتا ہے۔

پیرون لال۔ کیون جناب بابو صاحب انگریزون نے تو خوب خوب دوائین ایجاد کین ہزارہا زہر آپ کے استعمال مین لیسے ہونگے کہ ہندوستانی حکیمون نے نام بھی نہ سُنا ہوگا۔

بابو۔ او ہزارون زہر ایسا ہے کہ ایک سکنڈ مین کام تمام کر سکتا ہے۔

پیرون لال۔ جی ہان سنا سنکرات لیڈس سب سے زیادہ تیز زہر ہوتا ہے۔

بابو۔ او نہین! ہائیڈرک نائیک ایسڈ ایک سکنڈ مین روح نکال دیتا ہے۔

پیرون لال۔ ہائیڈرک نائک ایسڈ۔ ہائڈرک نائک ایسڈ یہ کوئی بھنگ کی طرح ہوتا ہے۔

بابو۔ او نہین پانی کے مثال۔

پیرون لال۔ وہان سے رخصت ہوے اور راستہ بھر ہائڈرک نائک ایسڈ کا نام یاد کرتے آئے۔ بعد واپسی کچہری پیرون لال میر خادم علی کے پاس آئے۔

پیرون لال۔ منشی جی آپ اب کیسے ہین چہرہ سے روز بروز آپکی حالت خراب ہوتی جاتی ہے اور آپ بتا علاج نہین کرتے۔

خادم علی۔ بیٹا مین تو اب اچھا ہون ڈاکٹر بابو کا علاج بھی ہوتا ہے اور کون ہے جسکی دوا کرون۔

پیرون لال۔ ڈاکٹر بابو کا خدا کے واسطے نام نہ لیجیے میرا تو اُنسے جی پھیکا ہو گیا۔

خادم علی۔ کیون بیٹا کیا ہوا۔

پیرون لال۔ کیا کہون کیا ہوا (ٹھنڈی سانس لیکر) کل مین اسپتال گیا تھا اُنکی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی فیس کے نہ پانے سے عارضہ کو طول کر رہے ہین بنگالیون سے ہمیشہ سابقہ نہ ڈالے عجب بیوفا ہوتے ہین

خادم علی۔ ہان پھر فیس تو ٹھیک اُنکو اچھی طرح سے نہین دیگئی اور بیٹا دیکھان سے جائے جو حال میرا ہے وہ تمسے پوشیدہ نہین۔ پھر اب کسکی دوا کرون۔؟

پیرون لال۔ تو آپ حکیم نبو صاحب کا علاج کیون نہین کرتے آج اُنکا مثل دوسرا حکیم اس شہر مین نہین ہے ڈاکٹری بھی کسیقدر جانتے ہین نواب شفاءالدولہ بہادر کا مطب کیے ہوے ہین۔

خادم علی۔ پھر بیٹا اُنھین کے پاس جاو (اتنا کہکر آنسو نکل پڑے) سوا تمھارے میرے کون آگے پیچھے ہے اولاد ہو تم ہو دوست ہو تم ہو۔ اسکی سیی سے خدا موت دیدے وہ قبول۔

پیرون لال۔ منشی جی آپ ایسا نفرمایے خدا آپ کا سایہ میرے سر پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اچھا مین ابھی جاتا ہون۔

پیرون لال۔ بعوض اسکے کہ حکیم نبو کے یہان جاتے [illegible] ٹیکہ ہال [illegible] اور [illegible]

کنبھاری نامے انکا ایک ہم مکتب تھا اُس سے ملاقات کی
کنبھاری - کہان چلے بھائی پرون -
پرون لال - تمسے ملاقات بھی کرنا تھی اور ایک
دوا بھی لینی تھی - یک کرشمہ دو کار -
کنبھاری - کون سی لیجیے گا چلیے دوکان دیکھیے -
پرون لال - مجکو اسوقت جلدی بہت ہے دوکان کی
سیر سے تو معاف کرو ذرا ایک شیشی مین ہائیڈرک نائٹرک
السڈ مجکو دیدو جو دام ہون وہ مین دیدون -
کنبھاری - زہر کے دینے کا بھائی حکم نہین ہے
جبتک کسی ڈاکٹر کا نسخہ نہو کیا کروگے اسکو -
پرون لال - بھائی میرے (داڑھی پر ہاتھ رکھکر)
جسطرح بنے دلوادو مجکو اشد ضرورت ہے -
کنبھاری - اچھا چلو ڈوڈ صاحب منیجر سے مین دلوا دون
وہ یقین ہے کہ میرے کہنے سے دیدینگے آدمی بہت نیک ہین
پرون لال اور کنبھاری مسٹر ڈوڈ کے پاس گئے - وہ خوشخلق
بہت خوشامد کی بہزار خرابی مسٹر ڈوڈ نے ایک شیشی مین
وہ السڈ دیا اور رجسٹر مین پرون لال کے نام اسکی فروخت
درج کرلی پرون لال اسکو لیکر میر خادم علی کے مکان پر آئے
وہان دو تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے -
خادم علی - کہو بیٹا حکیم نتو کے پاس گئے تھے -
پرون لال - جی ہان ایک شیشی مین کوئی انگریزی
دوا دی ہے شاید انگریزی جلاب ہے سوتے وقت نوش
کیجیے گا اگر یہ تاکید کردی ہے کہ بعد استعمال کے پھر بات چیت
نہ کیجیے گا فوراً لیٹ رہیے گا خدا چاہیگا تو بہت جلد فائدہ
ہوگا آپ ذرا مت گھبرائیے خدا چاہیگا تو آپکو بہت جلد صحت
ہوجائیگی ادھر تو لالہ پرون لال رخصت ہوئے اور
وہان میر خادم علی صاحب نے وہ دوا بعد غذا
سب کے سامنے نوش فرمائی اور سو رہے -

باب ہشتم

عملو نکا مشاعرہ

ہولی کے جلسہ مین سب عمال اور ہندوستانی حکام کی
تشریف بری سے پرون لال کا وقار واقعی پہلے سے
بہت زیادہ ہوگیا تھا - عام طور پر اب سب لوگ انسے ملنے
جلنے لگے اور ہر جلسہ اور تقریب مین ہمارے کرمفرما
لالہ پرون لال بھی پوچھے جانے لگے - ایک روز منشی
چرونجی لال تحصیلدار حسام پور صدر تشریف لائے
اور ہمارے دوست منشی پرون لال کے جدید کمرہ مین
مقیم ہوئے چونکہ تحصیلدار صاحب کو شعر و سخن کا بھی
کچھ شوق تھا اور ادھر لالہ پرون لال نے بھی کچھ
مشق بہم پہونچائی تھی ایک مشاعرہ قرار دیا گیا -
آٹھ بجے شب کے لیے نوٹس گشت کیا گیا چونکہ وہ نوٹس
بھی بہت ہی لطیف عبارت مین لکھا گیا تھا لہذا ہم
اسکو بھی حسب ذیل نذر ناظرین کرتے ہین -

نوید سرور جاوید

شکر ایزد کہ شادمانی سے غنچہ شگفتہ ہے اور احباب کے
دل مین محبت شگفتہ ہے شاعری اعلی ایک فن ہے
اور اُس ہنرمندی سے دل چمن چمن ہے نظر بران ایک
مشاعرہ کل نو ساخت ہشت ۸ گھنٹہ بروز جمعرات قرار
پایا ہے مصرع ذیل مین قلمطراز ہو سب صاحب زور
طبع دکھلائین اور جوہر پھیلادین - مصرع طرح

دکھلاو ذرا زور قلم اور زیادہ

فدوی شرمندہ حال پرون لال

دوسرے روز وقت معینہ کے لیے لالہ پرون لال نے
بہت ہی پر تکلف سامان کیے تھے شراب بھی قسم
قسم کی منگوائی ہندو مسلمان سب کے لیے پان حقہ کا
انتظام کیا فرش پر قالین قالینون پر گاؤ تکیے

بستہی نفیس سامان کیا گیا تھا۔ وقت مقررہ پر سب لوگ آنے شروع ہوئے۔ آٹھ بجے کا وقت نوٹس میں تھا لیکن گیارہ بجے تک لوگوں کا انتظار رہا۔ ٹھیک گیارہ بجے ڈپٹی برج لال تشریف لائے اور مشاعرہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے منشی چرونجی لال صاحب نے اپنی غزل سنائی چونکہ سب لوگ شراب پئے مست تھے لہذا اور بھی لطف دو گونہ ہو گیا تھا۔

منشی چرونجی لال صاحب

دکھلاؤ قہر اور ظلم اور زیادہ — کرتا ہوں عرض یار رحم اور زیادہ
جس دن سے ہم پر ہوا عشق میں داخل — عہدہ میں نہ بندہ ہوا کم اور زیادہ
گلشن کا ہوا حال تری چال سے بے حال — بلبل کا گلستان پہ ستم اور زیادہ
صیاد نہ کر ظلم تعدی نہ کرے گا — گل پر نہیں اب تیرا ستم اور زیادہ
جاتے ہو جگنا پھر کرے تیر تیرہ ہالکا — گنگا کی قسم ہوئے دم اور زیادہ
بیکار ہے پنج پیدل پاس کی یارو — ہوتا نہیں کچھ راہ سے علم اور زیادہ
منشی نہیں کچھ دور چرونجی کی عزیزو — ضعیف نہیں عمر میں کم اور زیادہ

چاروں طرف سے "اسیر واہ واہ" اور بلہاری بلہاری کی صدائیں آنی شروع ہوئیں۔
ایک گنگا کی قسم تحصیلدار جو تمہارا ظلم غضب تیر ہے۔
دوسرے علم قسم دوسری کا مجال جو تمہارا مقابلہ کرے۔
تیسرے پرمیشر سوگند تم اپنے زمانے کے مادھو رام ہو۔
اسکے بعد منشی گجادھر پرشاد صاحب محرر چوکیدارہ نے اپنی غزل سنائی۔

منشی گجادھر پرشاد

اول تو ہے جلنا کا ستم اور زیادہ — ملتی نہیں جیجی یہ الم اور زیادہ
سنتے ہیں کہ دریا میں تحصیلی جی ہے — رہتا ہے شب روز یہ ہم اور زیادہ
رشوت کا تو کیا ذکر نہیں ملتا — نقال ہے پاک ہیں دم اور زیادہ
جسکا نہیں گل بھجے کا پڑا اسکو عمر بھر — سو لفی تو پیار کرتے ہیں کم اور زیادہ
گنگا کی قسم دسوم گجادھر کی بھی ہے — دکھلا دو کوئی زور قلم اور زیادہ

منشی خوشوقت لال قلم مقتم ہے چوٹ آپس میں زیبا نہیں۔
دیوان جی تم کا تمہار شاعری کا ہم منشی قتیل کی چلم بھرا ہے دیکھو ہمارے طبیعت کا زور۔ ڈپٹی صاحب نے انصاف شرط ہے

منشی خوشوقت لال صاحب طالب

ہے شوق کسی کو کوئی ستم اور زیادہ — ہے ذوق کہ دے کوئی الم اور زیادہ
ملتی ہے نذر بھینٹ تو جی ڈرتا ہے یارو — کہدے نہ کسی سے یہ وہم اور زیادہ
کلوار کی دستک سے تحصیل میں تردد — بڑھ کے قرضے کا الم اور زیادہ
بیری کو بنا دیں نہ سر رام ایسی — گانجے کی تو ہے ہمکو قسم اور زیادہ
ایسوں نہیں سالانہ بھی موصول ہوا ہے — رہتا ہے میرے دل پہ یہ غم اور زیادہ
فرزند ہوا کرتے ہیں ہمنانہ کے پیدا — ہے ضعف سے اب پشت میں خم اور زیادہ
کہدے یہ گجادھر سے کہ یوں تجھ میں شاعر — طالب کا ہے یوں زور قلم اور زیادہ

گجادھر پرشاد۔ آپ ہمارے دشنام دہی کیوں کیا۔ تم کسو ہسطے ہمکو گالی دیتی۔ گنگا قسم ہمارے پاپوشن کے ہم جان کر دیوں سب شاعری دھری رہ جائی۔
خوشوقت لال مشفق من پہلے تم کیا سیو زبان میان میں رکھئے نہیں تو بگڑ جایگی۔
آپسمیں بری تو تو میں میں ہوئی اور وہ ہلڑ مچا کہ قریب تھا کہ تمام جلسہ درہم برہم ہو جائے کہ ڈپٹی برج لال صاحب نے سب کو ڈانٹا اور منشی پرون لال صاحب نے بھی سمجھایا اور وہ جھگڑا فرو ہوا۔
یوں تو تمام شعرا کی غزلیں پر از لطف تھیں لیکن ہمارے بالغ دماغ منشی پرون لال صاحب کا کلام اس نشہ کی جھونک میں عجب مزہ دیتا تھا اور ایسے ادھیں کی غزل پر ہم ناظرین سے شعر بازی کی رخصت چاہتے۔

غزل لالہ پرون لال صاحب

ہوئی ہے جو ظلم ہمیشہ ضیم اور زیادہ — جیسے نہ ہم اب گنگا قسم اور زیادہ
دعوت میں مری جان بلاؤ کچوری — دیوںگا کچھ قلفی ردکم اور زیادہ
بھائی مرا اتنا کرو عیش پسندی — [illegible] کا ہے لطف کرم الحیلہ
سوفی مان نشہ چھچھین ہوتا ہے ہوید — [illegible] تو نشہ دیتے ہے رم اور زیادہ
ہونے تو نہ لگا ہے غیر سے محبت — ہو جائے خفا ہم سے صنم اور زیادہ

جسکے کہ مرے ہائے چچا جان ہمارے — جی کو رہا کرتا ہے غم اور زیادہ
صد شکر کہ حکام ہیں سب خوش و خرسند — پیرون پہ ہے اب لطف و کرم اور زیادہ

باب نہم

میر خادم علی کا انتقال

پیرون لال نے محافظ قدر کی لالچ میں یہ حرکت کرنے کو تو کی لیکن تمام خیالات پریشان نے اونکو چین نہ لینے دیا۔ طرح طرح کے منصوبے کرتے تھے اور جو جو اس معاملے میں غور کرتے تھے اونکی پریشانی بڑھتی جاتی تھی کبھی وہ دعا کرتا تھا کہ خدا اوس دوا کا اثر نہو کبھی اپنا جواب سوچتا تھا کہ اگر راز افشا ہوا تو کیا کرنا ہوگا۔ ٹھیک دو بجے شب کو کنجہاری کے پاس چلا دروازے تک پہنچکر خدا جانے کیا سمجھ کر لوٹ آیا۔ اسی ادھیڑ بن میں ٹہل ٹہل کر رات کٹی علی الصباح میر خادم علی کے مکان پر پہنچا یہاں سب سوتا پڑا تھا۔

پیرون لال۔ جندو۔ او جندو۔ رمضان اور رمضان۔ کیواڑ کھول دے۔

جندو۔ (اپنی چارپائی پر کسمسا کر اور کروٹ بدلکر) یہ کون موئنڈی کاٹا صبح صبح پکارتا ہے میاں کی ابھی آنکھ لگی ہے کہیں جگ نہ اوٹھیں۔

پیرون لال۔ ذرا کیواڑ کھولدو میں ہوں۔ پیرون لال۔

رمضان ملازم محافظ قدر نے دروازہ کھولدیا۔ پیرون لال سیدھے محافظ قدر کے کمرے میں گئے جہاں وہ سوتے تھے دیکھا کہ آنکھیں بالکل پھر گئی ہیں جسم سرد ہو گیا تھا۔ دیکھتے ہی پیرون لال گھبرا اٹھا پہلے اوسنے چاہا کہ اولٹے پاؤں لوٹ جائے لیکن پھر کچھ سوچا ٹھہر گیا اور اوس شیشی میں جو کاغذ لگا تھا نوچ ڈالا اور باقیماندہ دوا پھینک دی۔ ایک دوسری شیشی میں سے کوئی دوا اونڈیل کر بھر دی بہ اطمینان تمام اوسنے اپنے حساب اپنی حفاظت کا سب انتظام کر لیا اور چپ چاپ قالین کے کونے پر بیٹھ گیا۔ اوسکی یہ کل کارروائی رمضان نے دیکھ لی۔

رمضان۔ منشی جی یہ کیا کرتے ہو اسی شیشی میں کی دوا توکل میاں نے رات کو کھائی تھی۔

پیرون لال۔ نہیں بھائی وہ دوسری شیشی ہے آپ کی دوا کہاں کھائی۔

رمضان۔ نہیں صاحب میں نے خود ہی گلاس میں اونڈیل کر پلائی تھی۔

پیرون لال نے جھٹ جیب میں سے دو روپیہ نکال رمضان کو دئے اور اوس سے وعدہ لیا کہ اسکا تذکرہ دوسرے سے نہو۔

رمضان افیونی آدمی دو روپیہ پاکر بیحد خوش ہوا اوسکو تذکرہ سے کیا مطلب تھا اور سچ یہ ہے کہ وہ بیچارا اصل بھید کو سمجھا بھی نہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد چند لوگ آئے۔

ایک۔ آج کیا ہے منشی جی ابھی بیدار نہیں ہوئے۔

پیرون لال۔ ہمیشہ تو بہت سویرے اوٹھتے تھے آج نماز بھی قضا ہو گئی۔

دوسرے۔ معلوم نہیں شب کو وہ دوا جو تم لائے تھے کھائی یا نہیں۔

پیرون لال۔ جی کہاں کھائی وہ تو شیشی ویسی ہی بھری رکھی ہے۔

تیسرے۔ یہ کیا خراب عادت انکی ہے کہ جی لگا کر اپنا علاج نہیں کرتے۔

پیرون لال۔ اسی سے تو جلدی اچھے نہیں ہوتے۔

ایک۔ تو اب جگانا چاہئے۔ دن بہت چڑھ گیا۔ محافظ قدر صاحب۔ اجی محافظ قدر صاحب بھئی اب اوٹھو تمھاری قسمت سے دوسری رات آئیگی۔

دوسرے۔ بڑے بیخبر سوئے ہیں خبر بھی نہیں ہوتے۔

تیسرے۔ (قریب جاکر اور جسم میں ہاتھ لگاکر) ہائے افسوس

پیرون لال۔ کیوں خیر تو ہے؟ للہ جلد بولئے۔

تیسرے۔ خیر کہاں وہ تو چل بسے! انا للہ وانا الیہ راجعون
اتنا سننا تھا کہ پرون لال نے بڑی زور سے چیخ مار کر رونا شروع کیا اور سب لوگ افسوس کرنے لگے (گھر میں رونے کی آواز پہونچی)

بی بی (گھبرا کر) ارے دیکھ تو کون روتا ہے۔

یہ کہکر محسن صاحبہ خود دوڑیں اور جیسے ہی دروازے کے قریب پہونچی تھیں کہ باہر کے شور و فغان نے اونکو اونکے بیوہ ہونے کی خبر دی وہ فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑیں۔ عورتوں اور مردوں نے وہ کہرام مچایا کہ سننے والوں کا دل ہلا جاتا تھا تھوڑی دیر میں انکی بی بی کو ہوش آیا اور پھر تو اسطرح بین کرکے باواز بلند رونا شروع کیا کہ توبہ توبہ خواہ مخواہ باہر نکلی آتی تھیں کہ دیکھو لوگو میرے میاں کو مجھے دکھلا دو۔ ہے ہے آج پچیس برس کا ساتھ چھٹتا ہے میں اب کسکی ہو کر رہونگی میری کون خبر لیگا مجھے کسکے سپرد کئے جاتے ہو میں تو تمکو تنہا نجانے دونگی یہ بین سنکر ہر شخص سکتے کے عالم میں تھا۔ تھوڑی دیر میں سارے شہر کے لوگ جمع ہو گئے اور سب لوگ اس ناگہان اور غیر طبعی موت پر تعجب اور افسوس کرتے تھے۔

ایک۔ بھئی واللہ کیا باخدا شخص دنیا سے اوٹھ گیا —

دوسرا۔ اور بامروت کتنے تھے واللہ انکا مثل دوسرا نظر نہیں آتا —

پرون لال۔ بھائی مجکو تو یتیم کر گئے ہیں بے باپ کا ہو گیا ہوں میں اب کسکے بھروسہ پر جیونگا —

تیسرے۔ اسمیں کچھ شک نہیں شاباش شاباش واللہ تمنے بھی وہ خدمت کی کہ خاص بیٹا بھی نکرتا یہ تو سب باتیں ہو رہی تھیں لوگ آتے تھے اور افسوس کرتے تھے مگر تجہیز و تکفین کا کچھ بھی سامان نہ تھا۔ انکی بیوہ کے پاس اتنا بھی نہ تھا کہ کفن کو کافی ہوتا گیارہ بجے تک نعش ویسی ہی پڑی رہی ساڑھے گیارہ بجے میر قدرت حسین صاحب تحصیلدار تشریف لائے دو تین درزی اور کپڑے کے تھان ساتھ لائے بارہ بجے غسل وغیرہ سے فراغت ہوئی اور جامع مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی صدہا آدمی شریک نماز تھے قریب دو بجے عیدگاہ میں دفن کئے گئے —

کسیکے منھ سے نکلا یہ تا دفن کے بعد
کہ اپنے خالق کے ڈالوہ میں سمائے ہوئے

میر خادم علی کی نیکیاں اسکی محتاج نہیں کہ اونکی وفات کے بعد ظاہر کیجائیں مگر اسمیں کچھ مبالغہ نہیں کہ فیروزنگر کے عملوں میں انکی نظیر مشکل سے دوسری ملسکتی ہے اونکے مرنے سے تمام خلقت نے اپنا ایک سچا بہی خواہ فقرا نے اپنا حامی مددگار پرون لال نے اپنا مربی وفا شعار اور اونکی بدنصیب بیوہ نے اپنا شوہر عاشق زار کھویا۔ اونکی بیوہ کی واجب الرحم حالت نہایت قابل افسوس تھی اونکے پاس دوسرے دن کھانے کا بھی سہارا نہ تھا عبرت کا مقام ہے کہ وہ شخص جو اسی روپیہ ماہوار کا تنخواہ دار ہو جسکو چار پانچ روپیہ روز کی بالائی آمدنی بھی ہو جسکے گھر میں میاں بی بی کے سوا کے تیسرا کھانیوالا نہو وہ اسطرح مرے کہ سوائے بے سر و سامانی افلاس و پریشانی کے کفن کے لئے بھی کچھ نہ چھوڑے وہ عورت جسنے اتنے زمانہ تک اس عیش و عشرت میں بسر کی اوسکے واسطے دوسرے دن کھانے کا ٹھکانا نہو۔ افسوس افسوس!!

مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار ایک پرانی وضع کے شریف آدمی تھے اونسے گو میر خادم علی سے کچھ ایسا رسم نہ تھا لیکن اس بے سر و سامان موت کا اونکو حد سے زیادہ افسوس تھا اور وہ بیچارے اس فکر میں تھے کہ کوئی انتظام چندہ وغیرہ کا کرکے اونکی بیوہ کا کچھ بندوبست کر دیا جائے پرون لال سے بھی اس بارے میں مشورہ کیا لیکن اوس نیک عورت نے اس گدائی کو گوارا نکیا اور اپنی جائداد فروخت کرکے فیروزنگر سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ ایکدن اتفاقاً تحصیلدار صاحب ڈاکٹر مکرنڈی سے ملنے گئے اونسے بھی اس حادثہ کا ذکر ہوا۔

ڈاکٹر۔ او بڑا افسوس ہے خادم علی بڑا نیک آدمی تھا میشر پارکر ہمسے بڑی تعریف کرتا تھا —

تحصیلدار۔ حضور ایسا شخص پیدا نہیں ہوا اور خداوند وہ

بے سروسامان بہت ہوئی کہ اللہ دشمن کو بھی نصیب نہ کرے وہ جو سنتے تھے کہ کوڑی کفن کو نہ چھوڑی وہی حالت آنکھوں سے دیکھنے مین آئی آگئی بی بی بہت پریشان ہین خدا رحم کرے۔

ڈاکٹر۔ وہ بیمہ والا روپیہ ابھی وصول نہین ہوا۔

تحصیلدار۔ بیمہ کیسا خداوند۔

ڈاکٹر۔ زندگی کا بیمہ ہمکو خوب یاد ہے کہ خادم علی نے ہمسے اپنی صحت کا جانچ کرایا تھا اور دس ہزار روپیہ پر منّی کی کسی کمپنی نے زندگی کا بیمہ کیا تھا۔ آپ کاغذ ڈھونڈھیے کمپنی فوراً روپیہ دیدے گا۔

تحصیلدار۔ خداوند نعمت ایسا تو کبھی سنائی نہین دیا۔

ڈاکٹر۔ او آپ لوگ نہین جانتا صاحب لوگ برابر زندگی کا بیمہ کراتا ہے اسکا بہت سوداگری ہوتا ہے۔

تحصیلدار۔ یہ تو حضور بہت عمدہ بات ہے ہمین خداوند اپنی زندگی کا چار لاکھ پر بیمہ کراؤنگا حضور کردیوین ہمین خداوند کمپنی کو کیا فایدہ ہے؟ ہمارے مرنے سے اس قدر جو روپیہ دیتی ہے۔

ڈاکٹر۔ او آپ نہین سمجھا اوسکا بڑا فایدہ ہی یا و آتمکو ماہوار دینا پڑتا ہے وہ بہت ہو جاتا ہے اور کمپنی کھاتا بہت کم دیتی ہے۔

تحصیلدار۔ پھر حضور ہماری بھی زندگی کا بیمہ کرا دیجئے مین ابھی جاکر کاغذ تلاش کرونگا اگر یہ روپیہ ملگیا تو اونکی بیوہ کی پرورش ہو جائیگی اور حضور کا نام ہوگا۔

ڈاکٹر۔ او ہمارا نام کسواسطے ہوگا۔ اچھا رخصت۔

تحصیلدار صاحب نے آکر پردن لال سے کل قصہ بیان کیا اور کاغذ تلاش کرنے کی تاکید کی۔

مسٹر پارکر نے خادم علی کی وفات سنکر بہت رنج کیا اور ایک دن کچہری بند رہنے کا حکم دیا۔ یہ پہلا مرتبہ ہے کہ ایک عملے کے مرنے پر ضلع کی کچہری بند ہوئی ہے۔

فیروز نامے اخبار نے جو اوس شہر کا مشہور اخبار تھا میر خادم علی کی وفات پر مونہنگ کالمومنین یہ نوٹ شائع کیا۔

"ہم نہایت افسوس کے ساتھ اپنے ضلع کے مشہور نیک اور فقیر مزاج محافظ دفتر کلکٹری میر خادم علی صاحب مرحوم کی وفات شائع کرتے ہین یہ اس ضلع مین پچیس برس کامل محافظ دفتر رہے انکی نیکی ہر شخص سے سچی ہمدردی شیرین زبانی ایسی نہ تھی کہ کوئی شخص انکو برسون بھلا سکے اوس فقیر مزاج شخص نے ایک کوڑی کفن کو نہ چھوڑی جو کچھ کمایا یا خدا کو دیدیا یا خدا کے بندو نکو ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار نے تجہیز و تکفین کے متعلق جو ہمدردی فرمائی وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے مسٹر پارکر نے بھی اسیطرح اوس نیک مرنے والے کی موت کی کچھ کم عزت نہین کی۔ ایک روز کچہری بند رہنے کا حکم دیا۔ ہم میر خادم علی مرحوم کے حق مین دعاے مغفرت کرتے ہین اور اونکی بیکس وخانہ برباد اہلخانہ کو صبر کی ہدایت کرتے ہین اونکے مرنے کے بعد اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اونکا جانشین کون ہوگا سب سے زیادہ حق محافظ دفتری کے لئے لالہ چھوٹن لال صاحب محافظ دفتر فوجداری کا ہے لیکن وہ کلکٹری کے کام سے واقف نہین اسلئے ہم اپنے ہونہار دوست منشی پردن لال صاحب کو اس عہدے کی پیشگی مبارکباد دیتے ہین اور ہمکو یقین ہے کہ مسٹر پارکر ہماری اس امید کو مایوسی سے تبدیل نہونے دینگے"

پانچ سات روز کامل مسٹر پارکر نے انتظام محافظ دفتری کی نسبت غور کیا سررشتہ دار صاحب کلکٹری و نیز سر دفتر پردن لال کے طرفدار تھے مسٹر پارکر کو بھی میر خادم علی مرحوم کی وصیت کا خیال تھا اسوجہ سے گو اونکی بڑی حق تلفی ہوئی مگر لالہ پردن لال محافظ دفتر کلکٹری مقرر کئے گئے دوستون نے مٹھائی کا تقاضا شروع کیا لالہ پردن لال نے یہ عذر کیا کہ بھلا اس محافظ دفتری کی کون خوشی جب منشی جی ہی دنیا سے اوٹھ گئے تو اب نوکری کا کون لطف اسمرتبہ مجھسے جلسہ یا مٹھائی کا نام نہ لو مجھکو

نہایت رنج ہوتا ہے یہ عذر دیکھنے مین ایسا واجبی تھا کہ کوئی شخص پھر دوبارہ اصرار نکر سکتا تھا۔

باب دہم

مسٹر بارکر کی رخصت

ہمارے دوست میر دیانت حسین کی نایب تحصیلداری کو پورا سال بھی نگذرا تھا اور ہمارے حبیب بابو اقبال لالہ بردن لال کی محافظہ دفتری کو سات آٹھ مہینے بھی نہوئے تھے کہ مسٹر بارکر جو ان دونون کے مربی تھے بوجہ علالت اپنی میم صاحبہ کے ضلع چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور دوسال کی رخصت کی درخواست کی گورنمنٹ نے منظور کر لی اور اونکی جگہ مسٹر پیرسن ضلع جہان آباد سے قایمقام ڈپٹی کمشنر ہوکر تشریف لائے ۔

مسٹر بارکر اوس ضلع مین بہت دنون سے تھے اسوجہ سے اونکے جانیکا ایک عام افسوس تھا چنانچہ انجمن رفاہ عام فیروزنگر نے اونکا رخصتی جلسہ کیا اور اوسمین ضلع کے تمام حکام روسا وکلا اور ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے مسٹر بارکر کے بنگلہ سے تا بہ انجمن جابجا مکانات پر خدا حافظ کا لفظ لکھا ہوا تھا آتشبازیان اس اہتمام سے بنوائی گئی تھین کہ اونمین سے گویا اوسکے حروف دکھلائی دیتے تھے ۔ تمام اسٹیشن کی یورپین لیڈیز و حکام تشریف لائے تھے سب سے پہلے راجہ منور علیخان بہادر تعلقدار امیر پور نے بزبان اردو یہ اڈریس پڑھا جو ایک پر تکلف کشتی مین انگریزی و اردو مین لکھنؤ کے مشہور مطبع ورما وبرادران مین سنہلے اور نیلے حرفون مین سفید اطلس پر چھپا ہوا تھا رکھکر مسٹر بارکر کی خدمت مین پیش کیا گیا ۔

اڈریس

مسٹر بارکر صاحب بہادر

آج ہملوگ روسا ضلع فیروزنگر آپسے خدا حافظ کہنے کو جمع ہوئے ہین آپ اٹھارہ برس کے بعد ہمسے جدا ہوتے ہین اور یہ جدائی ایسے بیموقع اور دفعتاً ہے کہ اوسکا افسوس ممکن نہین کہ ہم الفاظ مین ظاہر کرسکین اسوقت قانون لگان کا مسئلہ پیش ہے اوسمین آپ ایسے تجربہ کار کی موجودگی رعایا اور زمیندار دونون کے حق مین بہت کچھ مفید ہوتی ۔

آپ ہمارے ضلع مین پہلے اسسٹنٹ کمشنر ہوکر تشریف لائے اور اب خدا کا شکر ہے کہ آپ ڈپٹی کمشنر درجہ اول ہین آپ کے سامنے جو لوگ جوان تھے وہ بڈھے ہوگئے آپنے جنکو بچہ دیکھا وہ اب اچھے خاصے جوان ہین ۔ آپ ہملوگون کے تمام خاندانی رسم و رواج سے آگاہ ہین اس سبب سے ہمیشہ ہماری رعایت آپ ملحوظ رکھتے تھے کوئی شبہہ نہین کہ بوڑھے آپکو اپنا دوست اور جوان آپکو اپنا معزز ناصح اور لڑکے آپکو اپنا محبتی باپ سمجھتے تھے ۔ ہم کسی طرح اسوقت اوس احسان کا تذکرہ کئے بغیر نہین رہ سکتے جو آپنے اس ضلع کے مشہور رئیس راقت حسین خان کی اولاد کے ساتھ کیا اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہملوگونکے سچے بہی خواہ اور ہمدرد تھے ہملوگ خوش ہین کہ مسٹر پیرسن سا لایق اور نیک حاکم ہمارے ضلع مین آپکا جانشین ہوگا ہم نہایت دلی مسرت سے اونکو ویلکم کہتے ہین ۔

آخر مین ہملوگ پھر آپکے جانیکا افسوس ظاہر کرتے ہین اور آپ سے رخصت ہوتے ہین ۔

بوطن رفتنت مبارک باد ۔ بسلامت روی و باز آئی ۔

اسکے جواب مین مسٹر بارکر نے یون تقریر کی :۔

راجہ منور علیخان بہادر روسا و حکام ۔

جس دلکش اور افسوسناک لہجہ سے آپنے روسائے فیروزنگر کیطرفسے میرے رخصتی الفاظ کہے ہین اسکو ہمیشہ یاد رکھونگا مین بہت خوش ہون کہ آپلوگ میرے اٹھارہ برس قیام کے بعد جانے پر بھی میری جدائی سے متاسف ہین مین فیروزنگر کو کبھی ہندوستان نہین سمجھتا تھا بلکہ اپنا پیارا وطن اور اپنا گھر جانتا تھا (چیرز) آپنے اپنی تقریر مین اوس صاحب التعظیم ہونہار رئیس زادہ کا جو میری بائین طرف کرسی پر بیٹھا ہے کچھ ذکر کیا مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ یہ نوجوان بہت ہی

لایق اور قابل افتخار رئیس زادہ ہے مین نے اسکے پورے حالات مسٹر پرسن سے اور نیز گورنمنٹ سے ظاہر کردے ہین اور آپ لوگ اوسکو بہت جلد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دیکھینگے مجکو یقین ہے کہ میرے اس اعتبار کو میر دیانت حسین رایگان نکرینگے (لاوڈ چیرز)۔

جنٹلمین میم صاحبہ کی علالت نے مجھے اتنا جلد وطن جانے کو مجبور کیا ورنہ میرا خود اس سال فیروزنگر چھوڑنے کا اراد نہ تھا اور علی الخصوص ایسے وقت مین جبکہ مسئلہ قانون لگان زیر بحث ہے میری راے اس معاملے مین شاید آپ لوگون کے کسیقدر خلاف ہو اور جسکا مین اسموقع پر اظہار ضروری سمجھتا ہون۔

آپکو معلوم ہے کہ رعیت جڑ ہی اور زمیندار درخت جبتک اُنکی رعایا خوشحال نہوگی کسیطرح آپ لوگ خوشحال نہین ہوسکتے اس ملک مین جو سختیان رعایا سے کیجاتی ہین وہ آپلوگون سے کسیطرح مخفی نہین کسی کاشتکار کو ہرگز یہ بھروسہ نہین ہے کہ ایک سال کے بعد دوسرے سال بھی وہ اپنی زمین اپنی کاشت مین رکھ سکیگا۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ ترقی حیثیت اراضی کی ذرا بھی فکر نہین کرتا اور جسطرح ایک مسافر سرا مین آکر رہتا ہے اور اوسکے گرنے پڑنے کی ذرا بھی پروا نہین کرتا ویسا ہی وہ غریب کاشتکار ایکسال اپنی شکم پروری کے لئے کھیت لیتا ہے مگر اوسکے بنانے یا درست کرنیکی کوئی فکر نہین کرتا۔

کونسل مین جو مسودہ پیش ہے اوسمین کسیقدر ترمیم کی ضرورت ہے اور مین امید کرتا ہون کہ راجہ منور علیخان بہادر عنقریب کونسل مین اڈیشنل ممبر ہو کر جائینگے اوسوقت پوری اصلاح مسودہ کی ہو جائیگی کاشتکار اور زمیندار دونون کے مفید مطلب قانون بنجائیگا تاکہ آپلوگ اور وہ لوگ سب خوش و خورم رہین اور قیصر ہند کی سلطنت روز بروز مضبوط ہو۔ اب مین آپلوگون سے رخصت ہوتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ خدا کرے آپلوگ خوش خرم اور بااقبال رہین۔

(لاوڈ چیرز) اسکے بعد گو پروگرام مین تجویز نہ تھی لیکن میر دیانت حسین کے قدرتی جوش نے مجبور کیا اور اوٹھ کھڑے ہوے۔

میر دیانت حسین۔ میر مجلس صاحب مین بکمال ادب کے ساتھ کچھ بولنے کی اجازت چاہتا ہون۔ گو وقت تنگ ہے لیکن میرا بے اختیار دل مجھے خاموش نہین رہنے دیتا اور اسلیے مین اجازت کا مستدعی ہون (متواتر چیرز)۔

راجہ منور علیخان۔ بڑی مسرت کے ساتھ۔

میر دیانت حسین۔ راجہ صاحب مسٹر مارکر لیڈیز اینڈ جنٹلمین قبل اسکے کہ مین کوئی تقریر شروع کرون اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہون کہ میری تمام زندگی مین یہ پہلا موقع ہے کہ ایسے تمام مجمع مین مجھے زبان کھولنے کی جرأت ہوئی ہے اسلیے مین اپنی تقریر کی کمزوری کی پہلے ہی سے معافی مانگتا ہون۔

جنٹلمین مین اپنی طرف سے اپنے تمام خاندان کیطرف سے نہین نہین بلکہ تمام شہر کیطرف سے مسٹر مارکر کی جدائی کا افسوس ظاہر کرتا ہون۔ مسٹر مارکر آپ روسا مین غربا مین امرا مین ہر گروہ مین ہر دلعزیز ہی نہ تھے بلکہ بہت پیار اور محبت سے یاد کیے جاتے تھے۔ اٹھارہ برس قیام کے بعد جو شخص ہر دلعزیز رہے واقعی وہ بہت کچھ مبارکباد دینے کے قابل ہے۔ آپ ایک لایق منصف نیک دل اور خلیق کلکٹر تھے یہی الفاظ مین جو مین سمجھتا ہون کہ اسموقع پر مجھے عرض کرنیکے لیے کافی ہین اور اگر گستاخی معاف ہو تو آپکے لیے سننے کو بھی بہت ہین۔ اس سے زیادہ اور کوئی لفظ ہو نہین سکتے جو کسی ایماندار شخص کے منہ سے ایک اچھے شخص کی نسبت نکل سکین (لاوڈ چیرز)۔

مسٹر مارکر اور نیز میرے ضلع کے فخر رئیس راجہ منور علیخان بہادر نے کچھ تذکرہ مجھ ناچیز کا فرمایا۔ میرا حال بجنسہ ایک ایشیائی شاعر کے مقولہ کا مصداق ہے ؎

جسکا جانا نہین دنیا وہ لاچار نہین — جسکا مطلب بر آئے وہ طلبگار نہین
جسنے صحت کبھی پائی وہ بیمار نہین — جسنے ناخوش سے رہائی وہ گرفتار نہین

میری حالت میرے معزز باپ کے مرنے کے ساتھ ہی نہایت خراب

ہوگئی تھی میری یہ امنگ کہ مین آنرز کی ڈگری حاصل کرون مین ولایت مین جاکر سولسروس کا امتحان دون دل ہی دل مین رہ گئی اور مجھے ناچار نوکری کرنا پڑی مین نے اچھا یا برا قابل ملامت یا قابل تعریف (سنو سنو) قابل شرم یا قابل فخر جسطرح سرکاری خدمات انجام دین اوسکی داد مسٹر پارکر مین آپسے نہین مانگتا مین خلقت سے مانگتا ہون اپنے ملک کے آدمیونسے مانگتا ہون اور انسے مانگتا ہون جنکو مجھسے سابقہ پڑا ہی (لاؤڈ چیرز) میرے دوست شیخ مولا بخش اور اونکے ساتھی وکلا گو میری اس وحشیانہ حرکت سے ظاہر مین ناراض ہوے لیکن خدا کا شکر ہی کہ اونکا ایمان اونکا کانشنس (سنو سنو) انکا دل مجھسے ناراض نہین ہے ؎

قد سے خاشاک کے تیر پر وہ کھٹکے تو سہی + میری آنکھون مین وہ مژگان ہے کسی تیر پر گیسو

(لاؤڈ چیرز)

مسٹر پارکر آپ میری طرفسے دلی شکریہ قبول فرمایئے اور مین راجہ منور علیخان کے اس حملہ کو اونسے تھوڑی دیر کیواسطے قرض لیتا ہون۔ بسلامت روی و باز آئی —

اس تقریر کی سلاست و فصاحت اور بانکپن کو کچھ وہی لوگ جان سکتے تھے جو اس جلسہ مین حاضر تھے مختصر یہ ہے کہ مسٹر پارکر اور تمام حکام کے دلمین میر دیانت حسین کی عزت پہلے سے دس حصہ زیادہ ہوگئی —

گیارہوین اپریل کو مسٹر پارکر فیروزنگر سے روانہ ہوے اسٹیشن پر بڑی دھوم دھام سے رسم رخصت ادا کیگئی مسٹر پارکر نے کیریکٹر بک مین تمام ملازمان سرکار کی نسبت اپنا سیزدہ سالہ تجربہ تحریر فرمایا۔ لالہ بردن لال اور میر دیانت حسین کی نسبت جو لکھا اوسکو ہم حسب ذیل نقل کرتے ہین —

منشی بردن لال ہیرا آدرد ہے مین نے دو تین سال کامل تجربہ کے بعد اوسکو محافظ دفتر کلکٹری مقرر کیا وہ ذہین ہے محنتی ہے اور اعلی درجہ کا محاسب ہے میری رائے مین سر رشتہ داری کلکٹری کے لئے اس سے زیادہ کوئی دوسرا شخص اس ضلع مین موزون نہین ہے مین سفارش کرتا ہون کہ جگہ خالی ہونے پر میرے قایمقام اوسکا لحاظ فرماوینگے —

میر دیانت حسین کی نسبت یہ لکھا

میر دیانت حسین بی اے مسلمان راجگان فیروزنگر کے معزز خاندان کا ایک ممبر ہے اوسکا باپ راجہ سید لیاقت حسین خان میرا بڑا دوست تھا اور گورنمنٹ کا بڑا خیر خواہ تھا قرضداری کے سبب اوسکا کل علاقہ نیلام ہوگیا اور اوسنے تھوڑا عرصہ ہوا انتقال کیا دیانت حسین ایک ہونہار نوجوان افسر ہے اعلے درجہ کا ذہین اور لایق ہے اوسکی ایمانداری مثل ایک یوروپین افسر کے ہے اور مجکو اوسمین پورا اعتبار ہے مسٹر پرسن اوسکے حالات مجھسے سن چکے ہین مجھے امید ہے کہ بہت جلد اوسکو ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری دیجائیگی مین جب ولایت مین اس خبر کو سنونگا بہت ہی خوش ہونگا —

مسٹر پارکر کی جدائی کا ایک عالم افسوس تھا اوسکا اخلاق ہندوستانی روساء کے یہان جانا آنا ہر شخص سے بعنایت پیش آنا۔ اور ہندوستانیونکی عزت افزائی فرمانا سب کو نہایت پسند تھا اخبار فیروزنگر جو اوس شہر کا ایک نامی روزانہ اخبار تھا اور جسکے اڈیٹر لالہ کندن لال صاحب بی اے تھے مسٹر پارکر کے جانے پر یون نغمہ سنج ہوا —

"ہمارے جانے والے ڈپٹی کمشنر اٹھارہ برس کے بعد جسیم مہم کی علالت کیوجہ سے جدا ہوے مسٹر پارکر کوئی شک نہین بہت ہر دلعزیز تھے اونکا اخلاق عام تھا اور ضلع کی بہبودی کی طرف وہ پوری توجہ فرماتے تھے ہندو مسلمانونکی ہر تقریب اور تہوار مین وہ شریک ہوتے تھے اگر راے کستوری مل کے دسہرہ مین وہ شریک ہوے اور اونکے گھر تشریف لیگئے تو راجہ منور علیخان بہادر کی مجالس محرم اور شیخ رحیم بخش صاحب کے مولود شریف مین بھی شریک ہوے سب ہندوستانیون سے وہ عزت پیش آتے تھے ڈرائنگ روم مین ملاقات کرتے تھے انگریزی

انگریزی جوتہ پہنے سب کو اپنے کمرے میں آنے دیتے سب سے ہاتھ ملاتے اور نہایت محبت سے پیش آتے تھے۔ وضع اور لباس کے جھگڑوں سے ہمیشہ علیحدہ رہتے تھے مسٹر مارکر نے اپنے اٹھارہ برس کے قیام میں ہم کو کبھی یاد نہیں کسی کو سوائے آپکے تم کہا ہو یہی باتیں ہیں جنکے لئے ہم مسٹر مارکر کو یاد کرتے ہیں روسا کی طرف سے مسٹر مارکر کی رخصتی دعوت انجمن میں کیگئی اوسمیں مسٹر مارکر نے ہمارے ہونہار دوست راجہ دیانت حسین کی نسبت جو پیشینگوئی کی وہ بہت قابل اطمینان ہے مسٹر دیانت حسین نے جس فصاحت وبلاغت سے زبانی تقریر کی وہ اسبات کو اچھی طرح ثابت کرتی ہے کہ وہ مسٹر مورن کے شاگرد رشید ہیں اور ہمکو یقین ہے کہ مسٹر مورن بھی اسکو سنکر نہایت خوش ہوئے ہونگے۔

ہم خوش ہیں کہ ہمارے ضلع میں ایک لایق شخص گورنمنٹ نے مسٹر مارکر کی جگہ بھیجا ہم انکو خیر مقدم کہتے ہیں اور اسموقع پر ہم انسے صرف اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ مسٹر مارکر کی طرح اپنے کو ہر دلعزیز بنانا چاہتے ہیں تو اوسیطرح اپنے کو خلیق اور نیک ثابت کریں ہم محض زبانی جمع خرچ سے خوش نہیں ہوتے ہیں بلکہ واقعی اخلاق سے خوش ہوتے ہیں" اس سے ناظرین بخوبی جان سکتے ہیں کہ مسٹر مارکر در اصل کس عزت کے مستحق تھے۔

باب یازدہم

میر خادم علی مرحوم کی بیوہ

مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار نے باوجودیکہ لالہ بیرون لال کو بہت کچھ تاکید کر دی تھی کہ میر خادم علی کے کاغذات میں بہیہ کی دست آویز تلاش کریں لیکن بیرون لال نے اسپر کچھ توجہ نہ کی اور ایکدفعہ بھی میر خادم علی کی وفات کو نہ گذرا تھا کہ انکی بیوہ سے بے اعتنائیاں شروع کر دیں وہ بیچاری آدمی پر آدمی بھیجتی کہ ذرا بیرون لال کو بلا لاؤ لیکن یہ ادھر رخ بھی کرتے لالہ بیرون لال نے ایک موقعہ پر یہ بھی بیان کیا کہ میر خادم کی کوئی بی بی نہیں ہے بازاری عورت کی تعظیم کچھ ہمپر فرض نہیں اگر اصلی بی بی ہوتی تو ہم ضرور پرورش کرتے مگر ایک مرجائی عورت کی پرورش ہمسے نہیں ہوسکتی یہ فقرے کو بھی کسی نے میر خادم علی کی بیوہ کے کانوں تک پہنچا دیا تھا جسکو سنکر وہ بیچاری اور بھی بلک بلک کر رونے لگیں۔ ادھر قرضخواہوں کے تقاضے شروع ہوئے مکان والے نے مکان سے نکالنے کی دھمکی دی بنئے نے جنس بند کر دی ماماؤں نے نوکری چھوڑ دی القصہ کوئی مصیبت ایسی نہ تھی جو اس بیچاری نے برداشت نہ کی ہو جو کچھ باہر کا اسباب تھا وہ بیرون لال اٹھا لیگئے اندر کا اسباب فروخت ہو کر سوم دسواں چالیسی کی تقریبیں ادا ہوئیں اب بیچاری کے پاس بجز چند ظروف مسی اور ایک شالی چادر کے اور کچھ نہ رہ گیا تھا وہ بالکل اس شعر کے مصداق تھی۔ سہ

تنگدستی کے سبب جان سے بیزار ہیں ہم کھینچئے دار پہ اے چرخ کہ نادار ہیں ہم

یہ شالی چادر خاص کشمیر کی اسکو پچہتر روپیہ کی خرید تھی اور بالکل نئی تھی حجن صاحبہ (میر خادم علی کی بیوہ کا آیندہ سے اس کتاب میں حجن صاحبہ کے لفظ سے تذکرہ کیا جائیگا) نے ایک روز مصیبت ہی تکلیف میں اس چادر کے فروخت کا قصد کیا لالہ بیرون لال کو بلوایا جب وہ نہ آئے تو ایک سیدانی کو جو اتفاقئے پڑوس میں رہا کرتی تھیں بلا بھیجا۔

حجن۔ کہو بہن سیدانی کیا حال ہے۔ خدا تمھیں نیکی دے ایک کام ہمارا نہیں کر دیتیں۔ ہم بیکس اور محتاج ہیں ہمارا کام کر دو ثواب ہوگا۔

سیدانی۔ اے بی بی تمھیں دیکھ دیکھ کر ایسا دل دکھتا ہے کہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہوں ہی ابھی چادر کا ذکر تھا

کہ منشی جی زندہ تھے اور تم نوابی کرتی تھیں آج اون کے مرتے ہی سب کارخانہ درہم برہم ہوگیا وہ منوشی کا ہم لڑکا اُلٹا کبھی نہیں دکھائی دیتا کیا زمانہ ہے منشی جی نے پالا پرورش کیا بیٹے سے بڑھ کے جانا اور اب وہی چھوٹوں تمھیں بات بھی نہیں پوچھتا آخر کم اصل ہے نا سچ ہے اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں میرا اشرف جہانگیر اگر ہوتا تو تمھارے سب کام کر دیا کرتا لیکن وہ افیم والے صاحب کے یہاں نوکر ہے اور کسی کام کو غازیپور گیا ہے اچھا بی جو کھو میں کرنے کو مرحشیموں سے موجود ہوں۔

چھمن۔ اور کام کیا ہے ایک یہ نگوڑی چادر ہے اسکو کہیں سے بیچ لائیں تو یہاں کے قرضہ سے چھٹی ملتی خدا مجھے موت نہیں دیتا جو ان مصیبتیں جھیلنے کو بیٹھی ہوں خود چلے گئے اتنا کہکر رونے لگیں اور ہمیں یہ آفتیں جھیلنے کو چھوڑ گئے۔

سیدانی۔ نابی بی روتی کیوں ہو ہمکو دیکھو مصیبت سب پر پڑتی ہے جہانگیر کے ابا دگلہ والے پلٹن میں کمیدان تھے جہانگیر پیٹ ہی میں تھا کہ وہ اُٹھ گئے نہ کوئی والی تھا نہ وارث آٹھ بیس برس گذر گئے ایسی دسکی کرہی ہے کہ بے زرق نہیں رکھتا۔ اب اللہ رکھے جہانگیر بھی نوکر چاکر ہے۔

چھمن (روکر) خدا عمر دراز کرے تمھارے تو ایک بیٹا موجود ہے جنھیں اُٹھیوں جلی کے تو آگے پیچھے کوئی نہیں قصہ مختصر بی سیدانی ایک میلا کالے رنگ کے چار خانے کا چوڑیدار پاجامہ پہنے گزی کا روپٹہ جسمیں تین چار پیوند لگے اوڑھے ایک میلے رومال میں چادر باندھے اوسکے فروخت کو نکلیں راستہ میں جو ملا "کیوں میاں کوئی چادر تو نہ لوگے" یہ انکا سوال تھا یہ بیچاری گھر گھر گھومتی پھرتی تھی اور کوئی دیکھنے والا تک پیدا نہ ہوتا تھا محلہ حیدر گنج میں مرزا فتح بیگ ایک وکیل رہا کرتے تھے آمدنی تو اونکی کچھ بھی نہ تھی لیکن اپنے ٹھاٹ سے رہتے تھے بی سیدانی وہ چادر وہاں بھی لے گئیں بہت جھول تول کے بعد گیارہ روپیہ پر وہ چادر فروخت

ہوئی اور دوسرے دن ادائے قیمت کا وعدہ وکیل صاحب نے کیا سچ ہے ع سب گھٹا دیتی ہے مفلس کے غرض مال کے دام اب سُنئے بی سیدانی روز صبح اوٹھکر جوتیاں چٹخاتی مرزا صاحب کے یہاں چادر کے دام مانگنے جاتی ہیں اور "آج نہیں کل آنا" کے سوا دوسری بات نہیں ہوتے۔ ایک دن سیدانی بگڑ بیٹھیں

سیدانی۔ ای میاں تم کیسے بھلے مانس ہو تمکو میرا خیال نہ اُس مصیبت زدہ بیوہ کا خیال اپنے بچوں کا صدقہ خدا یاد وشالہ واپس کر دیا دام دیدو وہ بیچاری بڑی مصیبت میں گرفتار ہے

وکیل۔ ذرا زبان سنبھال کر گفتگو کر نہیں جھونٹا پکڑ کے نکال دونگا۔

سیدانی۔ خدا تیری مُنہ کو پھونکے تو اور مجھے جھونٹا پکڑ کے نکالے کوکہے ایک تو میرا مال کا مال لیا دوسرے خدا غارت کرے مجھے لاحن کہتا ہے۔

وکیل صاحب کو اسپر غصہ آیا اور اوھوں نے خوب اچھی طرح بی سیدانی کو پٹوایا سیدانی نے بڑا ہی شور غل مچایا اور محلہ بھر کی دہائی اور سرکار کی دہائی دینا شروع کی۔ وکیل صاحب گھبرائے کہ کہیں بڑھی نالش نکر دے اونھوں نے دینیدال ہیڈ کانسٹبل کو جو انکے بڑے دوست تھے بلا بھیجا دنیدیال فوراً چلے آئے وکیل صاحب نے کل قصہ بیان کیا دنیدیال نے یہ صلاح دی کہ پہلے بھی اسپر کوئی الزام لگا دینا چاہیئے جسمیں یہ کوئی نالش کرے تو لغو سمجھی جاے تھوڑی دیر میں دنیدیال کی نگاہ سیدانی کے ہاتھ پر پڑی وہ ایک انگوٹھی پہنے ہوئی تھی فوراً اوسی کی چوری کا مقدمہ قائم کرکے تحقیقات شروع کردی وکیل صاحب کے خدمتگار کو مدعی قرار دیا و سائیس اور چند اشخاص ساکنان محلہ کو گواہ کر دیا سب لوگوں کے اظہار تحریر کرنا شروع کردئے۔

عیدو (ملازم وکیل صاحب) مدعی۔ میری ایک انگوٹھی نقرئی جو اس عورت کے ہاتھ میں ہے باورچیخانہ سے یہ عورت لیکر بھاگی ہیں میں نے اسکو گرفتار کیا میں اسکو پہلے سے نہیں جانتا

کوئی عادی چور معلوم ہوتی ہے۔ انگوٹھی کی مالیت تخمیناً چار آنہ ہوگی —

جمن سائیس وکیل صاحب مدار و وزیر۔ ہملوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ باورچیخانہ مین یہ بڈھی گئی اور انگوٹھی چولھے کے پاس سے اوٹھا کر بھاگی ہم پہچانتے ہین کہ یہ انگوٹھی مدعی کی ہے جو بڈھی کے ہاتھ مین ہے - یہ انگوٹھی بہت دن سے عیدو کے پاس تھی —

رام رتن سنار - یہ انگوٹھی جو بڈھی کے ہاتھ مین ہے میری بنائی ہوئی ہے عیدو نے مجھ سے بنوائی تھی اور نگ اپنے پاس سے دیا تھا - قریب سال بھر کے عرصہ ہوا جب مین نے یہ انگوٹھی بنائی تھی —

ای لیجیے آناً فاناً مقدمہ تیار ہوگیا گواہ بھی سلسلہ وار درست ہوگئے اور ہیڈ کانسٹیبل صاحب سب کو تھانہ پر لیگئے بیچاری بڈھی ہرچند چلاتی تھی کہ ہے ای خدا کے بندو یہ کیا قہر ہے مین مصیبت زدی خدا کی ماری کس غضب مین گرفتار ہوئی - یہ انگریزی عملداری ہے یا بھوپال یہ ملکہ ٹوریا کا راج ہے یا نیپال یہ میرزا مونڈی کاٹا مجھے پھانسے دیتا ہے - یہ تلنگے حرامزادے مجھے بے ابرو کئے ڈالتے ہین ای خدا ای خدا ای میرے رب کریم ان خدائی فوجدارونکی کوئی خبر لینے والا نہین ہے ای حضرت بی بی تمھین اپنی لونڈی کی آبرو بچاؤ" یہ غریب تو دوشالہ کا قصہ رو رہی تھی اور پولس کے حضرات چوری کا اقبال تحریر کر رہے تھے سیدانی کا بیان پولس مین حسب ذیل تحریر ہوا —

مین قوم کی رنگریزن شاہجہانپور مین میرا گھر ہے بھیک مانگنے اس شہر مین بھی آنکلی آج تیسرا فاقہ ہے کہ دانہ نصیب ہوا جب پیٹ نے نہین مانا تو مین نے عیدو کی یہ انگوٹھی ضرور اوٹھائی مجھ سے قصور ہوا سرکار مالک ہے —

القصہ حسب ضابطہ چالان مرتب ہوکر تحصیلدار صاحب کے اجلاس مین بھیجا گیا اب مقدمہ اجلاس پر پیش ہوا۔

جب تک ثبوت کے گواہ گذرتے رہے بوڑھی بیچاری ٹھنڈی سانسین لیکر آسمان کیطرف دیکھتی اور سسکتے کے عالم مین چپ لکھ ٹی اس غریب کو یہ نہین معلوم تھا کہ پولس کیا چیز ہے اور مجسٹریٹی کیا شئے ہے وہ نہین جانتی تھی کہ پولس اور عدالت مین کیا فرق ہے وہ سبکو ایک سمجھتی تھی اور ان نیرنگیونکو دیکھ دیکھکر ششدر رہتی جب عدالت نے اوس کو فرد جرم سنائی تو اوسنے یہ جوابدیا۔

سیدانی - مین نے کیا تو کیا اور نہین کیا تو کیا بار بار کیا پوچھتے ہو - قید کرنا ہے قید کرو پھانسی دینا ہے پھانسی دو خدا کی خدائی مین جو یہی اندھیر ہے تو ہمکو بھی اب صبر ہے

تحصیلدار - صاف صاف اقبال کرو —

جواب - اقبال حضور کا ہمارا کیا اقبال ہے -

تحصیلدار - ارے تو بڑی حرامزادی معلوم ہوتی ہے

جواب صاف نہین دیتی -

بڈھی - خدا تجھے غارت کرے کمبخت تیرے منھ مین کیڑے پڑین مجھ سیدانی کو گالی دیتا ہے مجھکو اور تو حرامزادی کہے —

ای لیجیے تحصیلدار صاحب بھی بگڑ گئے اور اوسی غصہ مین پورے ایک مہینے قید کی سزا ٹھونک دی بیچاری سیدانی کشان کشان کانسٹبلو نکے غول مین جیلخانہ بھیجی گئی -

یہان بی جمن بار بار کہتی تھین کہ آج صبح کی گئی ہوئی ابھی سیدانی نہین لوٹی بیچاری وہ انتظار مین تھی کہ وہ پھرے آوین تو کچھ کام چلے مکان والے کو کچھ دھارس ہو یہ نہین جانتی تھین کہ آجکل ادبار اوس پر سوار تھا جو کوئی اونکے پاس ہوکر نکلتا وہ بھی مصیبت مین پھنس جاتا بیچاری سیدانی ناکردہ گناہ جیلخانہ سدھاری اور دوشالہ لے کوڑی پیسے وکیل صاحب کو شیر مادر ہوگیا -

جمن صاحب کی مصیبتین اور پرون لال کی بے اعتنائیان اب زبان زد خاص و عام ہو چلین بیچاری جمن سخت مصیبت مین گرفتار تھی مکان والے نے غضب مین جان کر رکھی تھی

اور کچھ کہنے کی بات نہین لیکن ایک مصنف کے لئے حق گوئی بھی ضرور ہے اسواسطے تذکرہ کیا جاتا ہے کہ بیچاری فاقے پر فاقہ کرتی تھی ایکدن منشی قدرت حسین صاحب تحصیلدار کے دلمین سمائی کہ جمن صاحبہ کے پاس جاکر تعزیت کرین چنانچہ وہ تشریف لائے دروازے پر چپراسی نے آواز دی کہ تحصیلدار صاحب آئے ہین جمن بی بی کنواڑے کے پاس آکر کھڑی ہوئین اور پردے کی آڑ سے یون گفتگو کی۔

جمن۔ تحصیلدار صاحب آپ نے بڑا ثواب کمایا جو مجھ مصیبت زدی کی حال پرسی کی مین جس آفت مین ہون خدا دشمن کو بھی وہ دن نہ دکھاے جس دن سے وہ مرگئے ہین ادھر مری ہوئی ہون نہ کچھ جائداد ہے کہ بیچ بیچ کھاؤن نہ کوئی والی وارث ہے کہ کچھ غریب کی خبر لے ایک شالی چادر بھی وہ سیدانی بی بی بیچنے کو لیگئین آج آٹھوان دن ہے کہ وہ بھی غائب ہین نہ روپیہ ملا نہ چادر لوٹی مین غریب پردے کی بیٹھنے والی کہان جاؤن کیونکر ڈھونڈھون موئی حرام موت ہوتی تو کچھ کھاکر سو رہتی۔

تحصیلدار صاحب۔ جمن صاحبہ آپ کچھ غم اور تردد نہ فرمایئے تردد اور غم ہمیشہ نہین رہتا سب دن کٹ جاتے ہین مین اوس سیدانی کو تلاش کرونگا آج کئی روز ہوے کہ ایک سیدانی شاہجہانپور کی رہنے والی ایک انگوٹھی کی چوری مین قید ہوگئی کہین وہی تو نہین تمھارا دوشالہ لیگئی۔

جمن۔ وہ تو یہین کی رہنے والی ہے پڑوس مین گھر ہے آج آٹھ روز سے دکھلائی نہین دیتی۔

تحصیلدار۔ مین ایک خاص کام کے لئے آج حاضر ہوا ہون آپکے یہان جتنے کاغذ ہون وہ آپ مجھکو دکھلا دیجئے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ محافظ دفتر صاحب نے اپنی زندگی کا بیمہ کرایا تھا اگر یہ سچ ہے تو ایک رقم معقول ملیگی جو آپکی بسر اوقات کو بہت کافی ہوگی۔

جمن صاحبہ کوٹھری مین گئین اور ایک کاغذات کا بستہ کوٹھری سے اوٹھا لائین اور پردے کی آڑ سے باہر دیدیا تحصیلدار صاحب نے جو اوسکو کھولا تو اوسمین ایک مٹھہ فیتہ مین بندھا ہوا نکلا جسپر خاص محافظ دفتر صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ ٹیپک لگی ہوئی تھی (کاغذات بیمہ زندگی) تحصیلدار صاحب نے جو دیکھا تو اوسمین ایک دستاویز بخط انگریزی نکلی جسکی رو سے گورنمنٹ سکوریٹی لایف انشیورینس کمپنی بمبی نے دس ہزار روپیہ پر میر خادم علی کی زندگی کا بیمہ کیا تھا۔ میر خادم علی گو کہ پرانے خیالات کے آدمی تھے لیکن یہ فعل اونسے بہت عقل کا ہوا تھا کہ جسکی بہت کچھ تعریف کرنا چاہیئے وہ خاندان جسکی لتو تما صرف سرکاری ملازمت پر ہے جسکی امیری کا دار ومدار صرف سرکاری نوکری پر ہو اونکے لئے واقعی یہ نہایت ضروری کام ہے کہ وہ اپنے پس ماندگان کے واسطے کوئی معاش چھوڑین انگریزی نوکری مین یہ تو ہوتا نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا بھی وہی عہدہ پائے یا پس ماندگان کی کچھ پرورش کیجائے اسواسطے بیمہ زندگی سے زیادہ کوئی امر سہل الوصول نہین ہے انگریزون مین تو اس درجہ رواج بیمہ زندگی کا ہے کہ ہزارون کمپنیان بہت ہی کامیابی سے چل رہی ہین برخلاف اونکے ہمارے ہندوستانی بھائی اس سے اچھی طرح واقف بھی نہین اور پرانے فیشن کے حضرات مین میر خادم علی پہلے صاحب مجکو ملے ہین جنکو اپنے پس ماندگان کا اتنا خیال تھا اور ایسی عاقبت اندیشی کو کام مین لائے تھے سچ ہے۔

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

تحصیلدار صاحب نے جیسے ہی دستاویز بیمہ دیکھی فرط مسرت سے اچھل پڑے اور اس فکر مین ہوئے کہ یہ رقم کسیطرح ہضم کرنا چاہیے تھوڑی دیر سوچتے رہے اتنے مین ایک جوڑ ذہن مین آگیا اور فوراً جمن صاحبہ سے یہ گفتگو کی۔

تحصیلدار صاحب۔ جناب جمن صاحبہ میر خادم علی مرحوم

اور مجھسے جو مراسم تھے وہ محتاج بیان نہین گو ظاہر مین
مین بہت اون مرحوم کیخدمتمین حاضر باش نہ تھا لیکن
کوئی راز اونکا مجھسے مخفی نہ تھا شروع ملازمت سے
میرا اونکا ساتھ رہا افسوس (یہ کہکر رونے لگے) آخر وقت
مین میر خادم علی مرحوم جلدی کرگئے ہائے اسمضمونکو
اوستاد قدر کیا کہہ گیا ہے —

حضرت کا رفیق زر دیری مین تھا   بارے وہ کوئی دستگیری مین تھا
ہمراہ عدم کو دو اور آپ ضعیف   مجکو لیا عصاء پیری مین تھا

حجن- تحصیلدار صاحب مصیبت کے زمانہ مین کوئی کسی کا
نہین ہوتا جیسے وہ مرگئے ہین مین نے ہاجر کی مصیبتین
جھیلین ہو گر تنخواہ اپنی طرف ستار ہے مین مکان والا
الگ نکالے دیتا ہے۔ پروین لال بات تک نہین سنتے اور جو
جو باتین کہتے ہین خدا اسپر طرہ اللہ مجھے موت نہین دیتا
میری سلطنت لٹ گئی اس بری گھڑی مین آپ میری بات
پوچھنے آئے خدا آپکو اسکا اجر دے مین بیوالی وارث
ہون روٹیونکی محتاج ہو رہی ہون ایک چادر تھی وہ بھی
سیدانی نے بیچ لی —

تحصیلدار- تو میری اب یہ خواہش ہے کہ آپ میرے غریبخانہ
پر تشریف لیچلین اور وہین قیام فرمائین گو مجھے آپکی خدمت کرنا
اور آپکے تشریف رکھنے سے گھر مین برکت ہوگی- ادھر
مین بیمہ کی پیروی کرونگا —

حجن- بہت بہتر کل آپ سواری بھیجدیجئے گا مین وہین
آرہونگی مجھے کیا عذر ہے —

کیا اب اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ حجن صاحبہ
دو تین دن سے تحصیلدار صاحب کے گھر مین رہنے لگین اور انکا
دس ہزار روپیہ کو تحصیلدار صاحب وصول کرنیکی فکر مین ہوئے
اور خط کتابت شروع کی تحصیلدار صاحب بجنسہ اس شعر کے
مصداق تھے ع

نخست از دست گرگم در ربودی + چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

باب دوازدہم

غریب سیدانی جیلخانہ مین —

بیچاری مصیبت کی ماری ناکردہ گناہ سیدانی کشان کشان
جیل بھیجی گئی رستہ بھر روتی چلاتی جاتی تھی اپنے دکھڑے
کو اس پر درد اور با اثر لہجہ مین بیان کرتی جاتی تھی کہ سننے والونکا
کا دل ہلا جاتا تھا اسکا بار بار آسمان کیطرف دیکھنا اور سر
پیٹ پیٹ کر بین کرنا واقعی بہت ہی دردناک تھا- ساڑھے
پانچ بجے جیل مین پہنچکر زنانہ وارڈ مین بھیجی گئی جیل کی عمارت
دیکھتے ہی اوسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے دارونہ نائب
برقنداز- دفعدار جو تھا فرعون بے سامان اگر قیدی کا
کوئی والی وارث ہو کچھ خدمت کرے روپیہ پیسا دے
تو کسیقدر آرام ملسکتا تھا ورنہ وہ جیل مین دوزخ سے بدرجہا
بدتر تھا- بھلا اس سیدانی کے پاس کیا تھا جو کوئی اون سے
پاتا ہان جو کچھ تھی وہ طرارے دار زبان تھی جو قینچی سے زیادہ
تیز چلتی تھی اور بات بات پر گالیان دیتی تھی جسوقت سے
کہ پولس کی حراست مین آئی تھی اگرچہ غریب سیدانی کی گرفتاری کے وقت
سے اوس شام تک اور دوسری صبح تک دانہ پانی بالکل حرام
تھا چند رات کو سپاہی برقنداز دارونہ سب سیدانی
کو سمجھاتے تھے لیکن ایک بھی مؤثر نہین ہوا رونیکے ایک منٹ
اوسکو چین نہ تھا آنسوون کا ایک طوفان تھا کہ جاری
تھا وہ بار بار سب سے پوچھتی تھی کہ خدا کے بندو اتنا
مجھے بتلاؤ کہ مین نے کون سی تقصیر کی جسکے بدلے مجھے
قیدخانہ جیل کا دیکھنا ہوا دو شام بھیجا دانہ پانی سے تو ویسا
کیا مین دم تک نہ مارا اسکا اللہ علیم ہے اے میرے رب کریم
تیرے بڑے بڑے ہاتھ مین کیا تیرے گھر مین بھی اندھیر ہے
ای میرے مولا تیری لاٹھی مین آواز نہین —
پہلے دارونہ صاحب چپ سنتے گئے جب وہ کسیطرح
بھی چپ نہوئی تو مار کر خاموش کرنے کی صلاح قرار پائی

پھر حضرت اللہ دے اور بندہ لے اس اس بیرحمی سے غریب
بڈھی کو مارا ہے کہ توبہ توبہ۔
بڈھی بیچاری چلاتی تھی سر پیٹتی تھی ہزارون واسطے دیتی
تھی لیکن کون سنتا تھا مردہ بدست زندہ کا مضمون تھا
اس حد کو مارا کہ وہ بیچاری گر گئی اور تمام جیل کے قیدی سیدانی
کے رونے کو دیکھ دیکھکر انگشت بدندان تھے خدا خدا
کرکے رات کٹی چلتے وقت دارغہ صاحب فرما گئے تھے کہ
اچھا خیر آج تو ہم جاتے ہین اگر کل تو نے اچھی طرح کھانا
نہ کھایا تو تیرے جوتے کھلوا کر بید سے پٹوا دونگا۔ تیری ابھی
ترایہٹ نکل جائیگی۔
اسکا جواب بڈھی نے یہ دیا کہ خدا تجھے نابید کرے موئے
قصائی تو مجھے آج ہی مار ڈال مری اس زندگی سے تو موت
بہتر ہے ایسے ہی یزیدون نے امام حسین ع کو قتل کیا ہوگا۔
دوسرے دن سویرے سویرے دارغہ صاحب سب سے پہلے بڈھی
کی خبر لینے گئے تو دیکھا کہ غریب بیحس و حرکت پڑی تھی
جابجا شب کی مار پیٹ کے نیلے ساؤ جسم پر پڑے ہوئے
ہین اور اوسکی حالت ایک بیمار کی سی ہو رہی ہے۔
داروغہ۔ دیکھو سچ ہے کہ مار کا آدمی بات سے نہین
مانتا رات سمجھایا گئے کہ بڑی بی مان جاؤ مت رؤو جیسا
کیا ویسا پایا۔ اب رونا کاہے کا۔ نمانا نمانا جب اچھی طرح
مرمت شب کو کر دیگئی اب چپ چاپ ہین۔
راوی۔ جی بجا ہے سیدہ چپ چاپ رہنے کا نہین ہے بلکہ

مصیبت حد سے جب گذری تو ظاہر ہو نہیں سکتی
بہت غم مین بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتے ہین

اتنے مین ایک گاڑی کھڑکھڑائی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ درست
ہوگئے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لاے ہین اتنی
بات سنکر بڈھی کا شور و شین پھر بلند ہوا اور اوسنے نالہاے
پر درد اثر سے تمام جیل سر پر اوٹھانا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر بڑی
بہت نیک مزاج شخص تھے ذرا بھی فریاد کسی کی بغیر اونکی
کامل توجہ کے نرتی تھی فوراً بڈھی کے نالے اثر کر گئے اور
پوچھا کہ یہ دل بیکون روتا ہے؟
داروغہ۔ حضور ایک شرن عورت ہے اوسکو تحصیلدار صاحب نے
قید کرکے بھیجا ہے جس وقت سے آئی ہے ہم سب کی
عافیت تنگ ہے۔
ڈاکٹر۔ مجنون ہے تو ایسا آدمی کون اختیار سے تحصیلدار
صاحب نے قید کر دیا۔
داروغہ۔ حضور مجنون نہین ہے۔ بنی ہوئی ہے ہزارون
دیتی ہے۔ ع۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار۔
ڈاکٹر صاحب فوراً سیدانی کے پاس گئے اور اوس سے
یون ہمکلام ہوئے۔
ڈاکٹر۔ دل بڈھی عورت تم کاہیکو اتنا روتا ہے۔
سیدانی۔ صاحب مین اپنے نصیبونکو روتی ہون اور کیا
کہون میرے مالک وکلہ والی پلٹن مین کمیدان تھے نوالدین
حیدر کے وقت مین چار چار گھوڑے سواری مین تھے اونکے
مرنے کے بعد بھی آجتک عزت ابرو سے گذری جاہے
پھر خاک کا تا پیسونی کوٹونی کی مدا کسی کی شرمندہ نہین ہوئی
اب جب قبر مین پیر لٹکاے ہین موئے دوشالہ کی بدولت
یہ گت بھی دیکھی نہ مین خادم علی کی بی بی کے کہنے میں
آتی نہ یہ دن دیکھنا نصیب ہوتا۔ (یہ کہکر پھر رونے لگی)
ڈاکٹر۔ کون خادم علی محافظ دفتر جو مر گیا۔
سیدانی۔ ہان صاحب وہی کیا اس شہر مین دو تین خادم علی
تھے وہی اکیلا دم تھا سو جاتا رہا اوسکی بی بی ٹکے ٹکے کو
محتاج ہین تین تین فاقے ہوتے ہین مجھے آج کئے دن ہوے
ایک دوشالہ دیا کہ بیچ لاؤ موئے قرضدار دن سے
چھپی ملے مین کیا جانتی تھی کہ یہ قسمت مین لکھا ہے حیدر گنج والے
مرزا دہی موذی کاٹے فتح بیگ کے گھر گیارہ روپیہ پر
چادر بیچی دام مانگنے گئی تو ایک کوڑی ہو حرام کے برابر
اتنے مار گالی گفتہ دیا اور تحصیلدار سے کہکر قید الگ

کرا دیا میرا ایسا بیٹا موجود ہے اُس تک کو خبر نہین کہ
مین کہان ہون میری بہو بلک بلک کر روتی ہوگی کہ اماں
کہان مر رہی بیچاری خادم علی کی بی بی اپنی طرف میرا راستہ
دیکھتی ہونگی موئے تلنگے مجھے جیلخانہ مین لے آئے یہان سب
نے ملکر مجھے لات جوتون لات مکہ سے بے خطا بے گناہ مارا
ایسا ایسا مارا کہ ادھ موئی کرکے چھوڑ دیا خدا جانے ان
نگوڑون کا مین نے کیا بگاڑا تھا اے میان ایسا اندھیر تو خدا
کی خدائی مین کہین نہو گا سب کہتے تھے کہ ملکہ ٹوریا کا راج
ہے شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین ہمکو تو اس راج نے
نہال کر دیا خدا اس راج کو غارت کرے۔

ڈاکٹر صاحب نے جو یہ قصہ سُنا تو اونکے بدن مین سناٹا پڑ گیا
سیدانی کو سمجھایا تسکین دی اور فوراً ٹمٹم پر سوار ہوئے اور سیدھے
مجسٹریٹ کی کوٹھی پر پہونچے۔

صاحب مجسٹریٹ۔ گڈ مارننگ مکر ڈیر۔ ہو ڈو یو ڈو
(ہاتھ ملاکر)۔

ڈاکٹر۔ گڈ مارننگ مین ایک عجیب قصہ تمکو سنانے آیا ہون
میرے ساتھ جیل چلو وہان ایک ایسا افسوسناک تماشا ہے
کہ شاید تم بھی سننا اور دیکھنا برداشت نکر سکو۔

مجسٹریٹ۔ او! خیر تو ہے۔

ڈاکٹر۔ ہان خیر تو ہے مگر ایسا ایک ظلم ہوا ہے کہ شاید برٹش
گورنمنٹ مین اوسکی مثال مشکل سے ملسکے آپکے تحصیلدار
نے ایک عورت کو بالکل بے گناہ قید کر دیا ہے اور میرے
جیلر نے اوسکو بہت بیرحمی سے مارا ہے اوسکے تمام جسم
پر نشانات موجود ہین۔

صاحب مجسٹریٹ فوراً ڈاکٹر کے ہمراہ جیل مین آئے اور
وہان بہت ہی مشرح طور پر سیدانی سے کُل قصہ سُنا اوسی
وقت مسٹر ہارڈ سپرنٹنڈنٹ پولس کو جنکا بنگلہ جیل سے
بالکل قریب تھا بلا بھیجا اور اونسے بھی کُل حال بیان
کیا۔

سپرنٹنڈنٹ پولس۔ قدرت حسین تحصیلدار بُرا بے
ایمان آدمی ہے ہمکو خوب معلوم ہے کہ وہ دو دو آنہ رشوت لیتا ہے۔

ڈاکٹر۔ مگر یہ دیکھنا ہے کہ وہ وکیل کا قصہ کہانتک سچ ہے
اور تمہاری پولس نے کیسے اسکا چالان کیا۔

سپرنٹنڈنٹ۔ او کوتوالی مین ایک دنیدار ہیڈ کانسٹبل
ہے وہ بُرا پاجی ہے ہمیشہ جھوٹے مقدمے بنایا کرتا ہے عجب
نہین اوسکا یہ مقدمہ بھی بنایا ہو۔

صاحب مجسٹریٹ۔ تو آپ اسیوقت جائیے اور وکیل کی
تلاشی لیجیے اور مین بھی جاکر مسل نکلواتا ہون اور یہ سیدانی
اسیوقت ضمانت پر چھوڑ دیجائے مگر ضامن کون ہوگا؟۔

ڈاکٹر۔ مین اس مظلوم عورت کی ضمانت کرونگا چاہے کسی تعداد
کی ہو اور مین ابھی اپنے جیلر کو بھی معطل کرونگا۔

مجسٹریٹ۔ او بیشک میری رائے مین اوسپر مقدمہ قایم کیا جاے۔

الغرض صاحب مجسٹریٹ نے فوراً سیدانی کو ضمانت پر
رہائی دی اور اوسی وقت جیل سے خیراتی اپیل لیکر مسل طلب
کرنے کا حکم دیا اور سیدانی کو ٹمٹم پر بٹھلا کر اپنی کوٹھی پر لائے
اور اوس سے کُل حالات پوچھنا شروع کیے ادھر ڈاکٹر صاحب نے
جیلر کو برقنداز کو اور جس جس کو سیدانی نے بتلایا تھا اور
تمام قیدیون نے گواہی دی معطل کرکے صاحب انسپکٹر
جنرل کے پاس رپورٹ بھیجی اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس
بغرض تلاشی مرزا فتح بیگ روانہ ہوئے۔

باب سیزدہم

مسٹر ٹرسن

مسٹر پارکر کے بعد ضلع فرزنگر واقعی مسٹر ٹرسن ہی ایسے
تیز مزاج حاکم کا محتاج تھا مسٹر ٹرسن ایک نئے فیشن کے
سویلین کم عمر ذی لیاقت اور صاحب اخلاق آدمی تھے
لٹریچر مین آنرز کی ڈگری حاصل کی تھی بیرسٹر تھے عربی
فارسی مین زباندانی کے امتحان دیکر انعام حاصل کرچکے

تھے ہندوستانیوں سے بہت ہی دوستانہ طور سے ملتے تھے اور چونکہ کسی زمانہ میں علی گڈھ رہ آئے تھے لہذا انہی فیشن کے مسلمانوں کی بہت ہی قدر کرتے تھے اور اُنسے نہایت ہمدردی فرماتے تھے مسٹر ہیرسن جو ڈالسے لائق تھے کہ وہ کام میں کبھی بے بھروسہ نہ رکھتے تھے اور سررشتہ داری تو اونکے وقت میں ذرا بھی نہ چلتی تھی مسٹر ہیرسن ایک عالیخاندان آدمی تھے سر جارج ہیرسن انڈر سکرٹری پارلیمنٹ کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے اور بالطبع عالیخاندان آدمیوں سے اُنکو نہایت الفت رہتی تھی اب سُننے کہ مسٹر بارکر کے جاتے ہی ضلع کا رنگ بدل گیا ہر شخص اس فکر میں ہوا کہ رسوخ حکام ضلع حاصل کیا جائے ہنوز وہ اچھی طرح چارج سے بھی فارغ نہوئے تھے کہ چپراسی نے اطلاع دی کہ حضور ڈپٹی برج لال ڈپٹی شوکت حسین اور تحصیلدار منشی پریم لال بحاضری فقر سلام کو آئے ہیں۔

صاحب۔ اچھا برج لال کو سلام دو۔

قبل اسکے کہ مردود صاحبان مسٹر ہیرسن سے ملیں تھوڑے حالات ان حضرات سے بھی ناظرین کو ملانا ضروری ہیں۔

منشی برج لال صاحب قوم سے کھتری اعلیٰ درجے کے غیر محتاط اور نہایت ہی سیدھے سادہ آدمی تھے غدر میں کچھ خیرخواہی کی تھی اور اسکے صلہ میں ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تھے تعصب مذہبی حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا نہایت ہی بُری طرح مسلمانوں سے پیش آتے تھے اور ہمیشہ اپنی ہمقوم ہندوؤں کے مددگار رہتے تھے۔ لالہ پریم لال کے بڑے پشت پناہ تھے اور اونکے لئے ادھر اودھر کوشش بھی کیا کرتے تھے ڈپٹی شوکت حسین اور منشی برج لال سے آپسمیں صفائی دلی نہ تھی کیونکہ دونوں صاحب اپنے اپنے رسوخ کے خواہان تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتا تھا برج لال وضع اور لباس میں بہت ہی ذلت سے رہتے تھے ایک نہایت بُرا اچھا شالی عمدا بنانے کسوقت کا اوسکے پاس تھا اور بقول منشی محمد حسین خان بہادر ایام غدر سے ناخشنا برابر اونکے جیب میں رہا صرف فرق یہ تھا کہ چند

عدد رقعہ جات ہائے اوسمیں اب زیادہ ہو گئے تھے۔

منشی شوکت حسین آگرہ کے رہنے والے قوم سید اور شیعہ مذہب تھے پرانی قطع کے مسلمان تھے مذہبی تعصبات اُنکے مزاج میں بھی بہت تھے اور سید احمد خان بہادر کو بھی نہایت بُرا جانتے تھے اور اُنکے جلسہ میں سوائے سید کی بُرائی کے دوسرا تذکرہ بہت کم رہتا تھا اُنکے مکان پر شام سے ستجال و مجتمع ہوتے تھے اور ہر وقت اسی قسم کے مہمل تذکرات ہوا کرتے تھے ڈپٹی صاحب کو اپنی شان اور رسوخ کھلانے کا بہت شوق تھا اور ہمیشہ حکام کی عنایتوں کا تذکرہ بہت کیا کرتے تھے شوکت حسین رہتے ذرا اچھی طرح سے تھے مکان ذرا اچھا تکلفات سے آراستہ رہتا تھا اور باہر مجرا بھی اکثر ہوا کرتا تھا عام رائے منشی شوکت حسین کی نسبت فوزنگر کے مسلمان سوسائٹی میں یہ تھی کہ ڈپٹی صاحب ایک گل گلزار آدمی ہیں"

چپراسی۔ ڈپٹی برج لال صاحب چلئے صاحب نے سلام دیا ہے۔

ڈپٹی صاحب فوراً اٹھے اور جُبہ سنبھالتے اور پگڑی درست کرتے ہوئے چپراسی کے پیچھے ہوئے ادھر ڈپٹی شوکت حسین نے صاحب کے سردار کو بلایا اور یوں ہمکلام ہوئے۔

ڈپٹی صاحب۔ کہو بھائی سردار اچھے تو ہو۔

سردار۔ سلام حضور آپکے اقبال سے۔

ڈپٹی صاحب۔ صاحب کا مزاج کیسا ہے تم واقف ہو گے

سردار۔ مزاج تو اچھا ہے آپلوگ کی بہت خاطر کرتا ہے ذرا گھوڑے لینے پر ناراض ہوتا ہے اور بہت ٹھیک ہے۔

پریم لال اور شاہوں سے کسطرح پیش آتے ہیں؟

سردار۔ منشی لوگ کو مارتا بہت ہے لیکن کسی کو برخاست نہیں کرتا۔

ڈپٹی صاحب کمرے میں

ڈپٹی برج لال صاحب نے بہت دور جوتہ اوتارا اور دور ہی سے جھک جھک فرشی سلام کرنا شروع کئے صاحب بیٹھے رہے اور ہاتھ ملایا اور اپنے قریب کی کرسی پر بٹھائے

کو اجازت دیجائے پوچھا کہ ول منشی صاحب آپکا مزاج اچھا ہے۔
ڈپٹی صاحب حضور کے اقبال سے حضور کی تشریف
آوری سے تابعدار کو بڑی خوشی ہوئی اس ضلع کا حضور تک
ہی الگ تھا اب حضور تشریف لائے ہیں سب درست ہو جائیگا
صاحب ول ہاں ہم سمجھتا ہے کہ ذرا یہاں لوگ بیخوف بہت
تھا مسٹر پارکر نیک آدمی تھا ہم سب درست کر دیگا۔
ڈپٹی صاحب۔ مگر حضور برج لال بہت معقول آدمی ہے حضور اس
سے بہتر دوسرا عملہ ضلع میں نہیں ہے۔
صاحب۔ اوئیں برج لال محافظ دفتر ہے صاحب
اوسکا حال بول گیا ہے ہم اوسکو سر رشتہ دار بنانا چاہتا ہے
جب کوئی موقع ہوگا۔
ڈپٹی صاحب حضور کی بڑی خاوندی ہوگی۔
اب صاحب بہادر چپ چاپ ہیں کہ کوئی اور بات چیت
آپس کے دوستانہ برتاؤ کی ہو لیکن ڈپٹی صاحب ہاتھ جوڑے
بیٹھے ہیں دس منٹ بعد صاحب نے یون رخصت کیا کہ اچھا
ڈپٹی صاحب! ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا اور پھر
امید ہے کہ آپ کتنے جلدی جلدی ملاقات ہو۔
صاحب نے چپراسی کو آواز دی اور ڈپٹی شوکت حسین کو
بلایا۔ یہ بھی اوسیطرح بہت ہی ادب سے گئے اور جوتا
اوتار کر باادب سلام کیا۔
صاحب نے ہاتھ ملایا اور مزاج پوچھکر یون ہمکلام ہوئے
صاحب ول ڈپٹی صاحب آپکا وطن کس ضلع میں ہے
ڈپٹی صاحب۔ خداوند نعمت تنخواہ کا غریب خانہ
ضلع آگرہ میں ہے حضور نے سنا ہوگا مولوی محمد اکرم خان بہادر
جو گوالیار میں وزیر اعظم ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ نے اونکو
ستیر سلطنت کا خطاب عطا فرمایا ہے وہ کمترین کے حقیقی
سالے کے سالے کے ماموں زاد بھائی کے پھوپھا ہیں۔
صاحب (مسنکر) ڈپٹی صاحب اس رشتہ کو پھر فرمائیے
ہم ابھی نہیں سمجھا۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور عالی مولوی اکرم صاحب بہادر اس
غلام کے حقیقی سالے کے سالے کے ماموں زاد بھائی کے
پھوپھا ہیں۔
صاحب۔ او بہت قریب کا رشتہ ہے۔
ڈپٹی صاحب ہان حضور بہت ہی قریب کے رشتہ دار ہیں
صاحب۔ ول آپکے ضلع کا کیا حال ہے
ڈپٹی صاحب۔ حضور کے اقبال سے سب لوگ خوش و خرم
ہیں اٹھارہ برس بعد مسٹر پارکر صاحب بہادر تشریف لیگئے
خدا کرے اب حضور بھی اسیطرح تشریف رکھیں۔
صاحب۔ او نہیں ہم اتنا روز نہیں رہیگا ہم چھ مہینہ
بعد گورنمنٹ کا سکرٹری ہو کر چلا جائیگا۔
ڈپٹی صاحب۔ پھر حضور کی جگہ کون ہوگا؟۔
صاحب۔ ہم جانتا ہے شاید مسٹر پرسن جو اسوقت میں
شمگر پور میں ڈپٹی مجسٹریٹ ہیں وہ آئیگا وہ بڑا تیز آدمی ہے
صاحب منصف بہت ہے لیکن ذرا جلدباز ہے۔ اچھا
ڈپٹی صاحب۔ ہم آج کام میں ہے۔ ہم آپسے پھر ملینگے۔ کوئی ہے۔
چپراسی۔ حاضر خداوند
صاحب۔ اچھا تحصیلدار محافظ دفتر دونو کو ایک ساتھ
بھیجدو۔ دونوں صاحب تشریف لیگئے۔
صاحب بہادر نے باخلاق تمام صاحب سلامت کرکے
اور کثرت کام کا عذر کرکے ایک منٹ بھر بٹھلاکر دونوں کو
رخصت کر دیا۔
اب سب صاحب باہر نکلکر لگے لاف زنیان کرنے۔
ڈپٹی برج لال۔ صاحب بہت نیک آدمی ہیں اور بڑی
خاوندی سے پیش آئے اور کوئی راز ایسا نہیں تھا جو مجھسے
مخفی رکھا ہو۔
ڈپٹی شوکت حسین جی ہاں مجھسے بھی کل حال اپنا بیان کیا
یہانتک (راستہ سے) کہدیا جو جناب دوسرا انگریز کبھی نہ
کہتا۔

تحصیلدار۔ اور صاحب معاملہ فہم آدمی معلوم ہوتے ہین۔ لائق بھی ہونگے۔

پرون لال۔ مگر جناب اس سردار نے تو بُری سُنائی ہملوگون کے حق مین تو غضب ہی ہوگیا۔

ڈپٹی برج لال۔ اجی اوس بد معاش کو کیا معلوم۔

اتنے مین سردار خانساماں سائیس سب کے سب آن موجود ہوئے اردلی کے چپراسی بھی پہونچے۔

سردار۔ پھر حضور ہم کو کیا حکم ہوتا ہے۔

سب کے سب۔ بھائی مکان پر آتے جانا اب یہان کچھ ہی موجود ہے۔

خانساماں۔ اجی پھر ایسی ہمکو غرض بھی نہین ہے کہ ڈیڑھ کوس دوڑے جائین سو دفعہ چاہے دیجیئے نہین اپنا رہستہناپیئے۔

تحصیلدار۔ اجی جمعدار صاحب خفا کیون ہوتے ہو کیا ہملوگ بتسے باہر ہین۔

چپراسی۔ آپلوگ نادانی کیا۔ ہماری بات دوسری تھی جب جی چاہتا دیتے گھر کا معاملہ تھا لیکن یہ لوگ ابھی نئے آئے ہین صاحب بھی نئے ہین انکو ناخوش نکرنا چاہئیے (اور ڈپٹی صاحب کے کان مین منھ لگا کر آہستہ سے) شہامت خان جمعدار کا بڑا اختیار ہے سیاہ سفید کے مالک ہین۔

تحصیلدار (آہستہ سے) بھئی اب یہان تو روپیہ بھی نہین ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ اچھا خانساماں جی اب اپنا آدمی ہمارے ساتھ کر دیجئے ہم وہان سے پہنچکر ابھی آپکا حق بھیجدینگے ہملوگونپر عنایت کیجئے اور بہت گرم نہوجیئے۔

اس گستاخ تقریر کو اپنے کمرے سے مسٹر ڈلن جوکہ اسسٹنٹ کمشنر نے جو اوس کوٹھی مین رہتے تھے اور ایک تازہ وارد نوجوان سویلین تھے اور مسٹر ٹرسن کے بڑے دوست تھے اپنے کان سے سُنا اور اون کو اسقدر غصہ آیا کہ اونھون نے بے تامل نکلکر دو دو تین تین چابک خانساماں اور سرا کے لگائے اور ہزارون گالیان دین اور اسقدر غصہ کیا کہ سب تھرا اوٹھے مسٹر ٹرسن نے بھی غل سُنا اور وہ بھی اپنے کمرہ سے دوڑے دیکھا کہ یہان یہ تماشا ہو رہا ہے۔

ٹرسن۔ یہ کیا یہ کیا ڈلن؟

ڈلن۔ کچھ نہین ٹرسن مین نے اپنے کان سے سُنا کہ تمہارے بخ کے نوکر اور اردلی کے چپراسی ان ہندوستانی شرفا سے تمہاری ملاقات کا مکس وصول کرتے تھے یہ غریب عذر کرتے تھے خوشامد کرتے تھے کہ آج ہمارے پاس نہین ہے اور یہ حرامزادے ڈراتے تھے۔

مسٹر ٹرسن مین تہ دل سے تمہارا شکر گذار ہوا کہ تمنے آج بہت برسون کی خیال کی ہوئی بات مجھپر آشکارا کیا مین نہین سمجھتا کہ یہ ہندوستانی کسقدر بیوقوف ہین مندرجہ گزٹ افسران ضلع کی موقوفی کا اختیار مجھکو بھی نہین ہے میرے نوکرون سے کسواسطے ڈرتے ہین۔ یہ حرامزادے کیا کر سکتے ہین اچھا مین ابھی اسکا انتظام کرتا ہون۔

ڈپٹی شوکت حسین۔ حضور عالی ہملوگ اپنی آبرو کو ڈرتے ہین آپکی ملاقات بغیر وساطت ان اردلیون کے تو ممکن نہین۔ پھر ہملوگ انکی خدمتگزاری نکرین تو کیونکر آپ کی ملاقات نصیب ہو۔

مسٹر ٹرسن۔ ول ڈپٹی صاحب آپ اتنا بڑا افسر ہوکر ایسی بات کہنے تو بڑے شرم کی بات ہے کسواسطے آپ چھپا ہوا کارڈ نہین رکھتے جیسے ہی آپلوگ آئے فوراً ہمارے چپراسی کو دیجیئے کہ ہمارے پاس پہونچائے اگر ہمکو ملنا ہوگا ہم بلالیگا اور اگر کوئی چپراسی آپکا کارڈ ہم تک پہنچانے مین دیر کرے آپ ہمسے کچہری مین خبر کرے ہم اوسیدم اوسکا بندوبست کرے۔

مسٹر ٹرسن اوسیوقت اپنے تمام ملازمان بخ کو جو اوس وقت موجود پائے گئے برخاست کیا اور چپراسی کو بھی برخاست کر دیا اور اپنے مکان کے دروازے پر اور تمام

کچہریون کے دروازے پر یہ اشتہار لگا دیا کہ کوئی شخص جو اونکو یا ہمارے ملازمان خانگی کو انعام ندے ورنہ اینجانب نہایت ناراض ہونگے اور اعانت دفعہ ۱۶۱ التعزیرات ہند کا مقدمہ قایم کیا جائیگا مسٹر ٹرپرسن کی اس حرکت نے اونکی بڑی عزت کی اور اونکا پورا رعب قایم کر دیا اور ہر شخص اپنے اپنے مقام پر لرز گیا اور اُس ضلع مین چپراسیونکی لوٹ مار سے برائے چندے پناہ ہو گئی —

باب چہاردہم

سید دیانت حسین نایب تحصیلدار

میر دیانت حسین نایب تحصیلدار ہوکر حسام پور تشریف لیگئے حسام پور ایک چھوٹا سا قصبہ دریاے کالی پر واقع ہے وہان لالہ چرونجی لال صاحب تحصیلدار عجب شخص تھے پرلے سرے کے غیر محتاط خاین جھوٹے بے ایمان اور قانونیت تھے نایب تحصیلدار کی عزت اُنکی نگاہ مین ایک محرر سے کم اور اپنی عزت وہ کلکٹر سے زیادہ سمجھتے تھے شاہ محمود حسین ایک بڈھے مسکین آدمی تھے اور غیر محتاط بھی تھے اسوجہ سے وہ تمام سختیان لالہ چرونجی لال کی برداشت کرتے اور اپنے پنشن کے دن کاٹتے تھے۔ بھلا دیانت حسین سے کسطرح نبھہ سکتی تھی۔ میر دیانت حسین کوئی مفسد یا غیر مطیع آدمی نہ تھے لیکن اپنی ذاتی عزت وہ گنوانا نہین چاہتے تھے اور ہمیشہ ایک شریفانہ برتاو کے متوقع رہتے تھے دیانت حسین نے تحصیل مین پہنچتے ہی میر کرسی پر کچہری شروع کی اور ایسا سلامت روی کا طریقہ اختیار کیا جو ہر طرح اونکی تہذیب اور لیاقت کے شایان تھا۔ صبح سویرے آبکاری جاکر شراب نکلوانا دس گیارہ بجے تک وہان رہنا بارہ بجے سے شام تک کچہری مین سر مغزن کرنا تمام تعمیلات کا کام اپنے سر لے لیا کُل رپورٹین اپنے ہاتھ سے لکھنا۔ داخلخارج کے مقدمات مین تمام اظہارات خود لکھتے وصول مالگزاری خاصکر اپنے ہاتھ مین کر لی تمام دستکات اپنی خاص نگرانی مین جاری کراتے خزانے کا کام بھی خود لے لیا غرض بجز فیصلہ مقدمات فوجداری و کلکٹری سب کام دیانت حسین کرتے واصلباقی نویس سیاہہ نویس محرر داخلخارج محرر آبکاری رجسٹرار قانونگو سب کے رقوم مین اونکی ذات سے کھنڈت پڑی اور یہ سب کی نظرون مین کھٹکنے لگے اُنکی دیانت کا شہرہ ایسا بلند ہوا کہ تمام زمیندار اور اہل غرض جسکو جو کام ہوتا سیدھا دیانت حسین سے کہتا اور یہ فوراً کاغذ منگوا کر اوسکی تکمیل کر دیتے وہ بیچارے جو چار چار دور عمال کے چکر مین پڑے رہتے اور اونکے پنجۂ غضب مین گرفتار رہتے بھینٹ نہ دینے کے جرم مین گالیان کھاتے وہ خوشی خوشی آتے اور اپنا کام کرا کر چلے جاتے تھے —

لالہ چرونجی لال کو سید دیانت حسین سے گو ایسی آرام کہ شاید اُنکو تمام عمر کسی نایب تحصیلدار سے نہ ملی ہوگی لیکن اپر بھی وہ سید دیانت حسین سے رضامند نہ تھے اور یہی چاہتے تھے کہ کسیطرح یہ اس تحصیل سے تبدیل ہو جائین لیکن وہ کیا کر سکتے تھے مسٹر مارکر دیانت حسین کو اپنی اولاد سے کم نہین سمجھتے تھے اور مسٹر ٹرپرسن جب سے آئے گو اونسے کوئی تخصیص نہ تھی لیکن وہ بھی دیانت حسین کی بحد عزت کرتے تھے اور نہایت اعلے درجے کی رے اونکی نسبت رکھتے تھے تمام عمال تحصیل تحصیلدار صاحب کے یہان جاکر دیانت حسین کی غیبت کیا کرتے تھے کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ فساد لگاتے تھے تحصیلدار صاحب اور دیانت حسین کی رنجش روز بروز بڑھتی گئی اتنے مین تحصیلدار صاحب ایکروز صبح کو ڈاک جو کھولتے ہین تو حسب ذیل عرضی نکلی —

غریب پرور سلامت

ہزور (حضور) کا الضاف زرب المصل (ضرب المثل) ہے شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین پارکر صاحب کے وقت مین جو اندھیر تھے وہ سب جاتے رہے لیکن چرونجی لال

تحصیلدار اتبک اپنی حرکات (حرکات) سے باز نہین آیا دو دو آنہ رشوت لیتا ہے اور تمام سڑک اور پل کی مرمت کا روپیہ کھا گیا سرکار تحقیقات کرکے تحصیلدار کی سزا کرے۔ عرضی بندۂ خدا ۔

یہ عرضی بیرنگ لفافہ مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے نام گئی اور صاحب ممدوح نے اوسپر یہ حکم لکھکر تحصیلدار صاحب کے پاس بھیجا۔

حکم یہ یہ پہلی عرضی ہمارے ملاحظہ مین آئی۔ ہم تحصیلدار کو دو موقع اور دیتے ہین اگر دو مرتبہ اور اُنکی شکایت ہمارے گوش زد ہوگی تو ہم ضرور تحصیلدار کے نسبت حکم مناسب دینگے یہ عرضی بجنسہ پاس تحصیلدار کے بھیجدیا ہے۔

اس عرضی کو پاتے ہی لالہ جرونجی لال کے مکان پر ایک کونسل جمع ہوئی اور اسکی فکر پیدا ہوئی کہ آخر یہ کسکی مرسلہ ہے بالاتفاق یہ طے پایا کہ میر دیانت حسین نے یہ عرضی بھیجی اور اسبات پر تحصیلدار صاحب کو اسدرجہ اشتعال ہوا کہ وہ اپنے جامے مین نرہے اور اوھون نے اوسیوقت جو کچھ اُنکے جی مین آیا اونکے پیچھے عام طور پر برا بھلا دیانت حسین کی نسبت کہا۔ عمال نے یہ بھی صلاح دی کہ بندہ خدا کی عرضیون کا انسداد ضروری امر ہے اور اسکے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ چند عرضیان ایسے مضمون کی روانہ کیجائین کہ صریح لغو اور جھوٹی ہون کہ جسکو پاکر حکام کل عرضی ایک ہی طرح کی سمجھ جائینگے اور پھر بندہ خدا پر اعتبار نہوگا۔ دوسرے دن صبحکو مسٹر پیرسن کی ڈاک مین یہ گمنام عرضی گئی۔

یہ حضور والا۔ دیانت حسین تمام تحصیل لوٹ رہا ہے دو دو پیسہ فی چالان آبکاری سے وصول کرتا ہے اور صبح سے شام تک مینچو (؟) اور بھنگ نوشی مین بسر کرتا ہے اسکا باپ باغی سرکار تھا۔ سرکار خبر لے۔ عرضی زمیندار ان تحصیل حسام پور ۔

مسٹر پیرسن نے اس عرضی کو بھی انگریزی لفافے مین کرکے میر دیانت حسین کے پاس یہ واسطے ملاحظہ کے بھیجدیا دوسرے دن دو بجے کی ڈاک مین اُنکو ایک اور عرضی ملی جسکا مضمون یہ ہے۔

یہ حضور عالی۔ مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر سے رانی جیپال کونر رانی چندا پور سے آشنائی ہوگئی لاکھون روپیہ رانی صاحبہ سے ڈلن صاحب وصول کر رہے ہین اور ریاست تباہ ہوئی جاتی ہے راجہ مہیپال سنگہ نابالغ کو منجانب ڈلن صاحب عنقریب زہر دیا جائیگا اور بعد اسکے ڈلن صاحب نوکری چھوڑکر چندا پور کا راج کرینگے۔ حضور اسکا انسداد کرین۔ عرضی رؤسا ضلع فیروزنگر۔

تیسرے دن کمشنری سے مسٹر پیرسن کو یہ عرضی ملی جو کمشنر صاحب کے پاس اُنکی شکایت مین گئی تھی

یہ خداوند نعمت۔ مسٹر پیرسن جبسے اس ضلع مین آئے ہین عجب اندھیر مچا رکھا ہے شہامت خان جمعدار کی معرفت دھڑلے سے رشوت لیتے ہین اور کل حکام سے تنخواہین مقرر کرالی ہین اور تمام ضلع تباہ ہو رہا ہے اگر پیرسن صاحب اس ضلع سے تبدیل نکیے جائینگے تو اندیشہ ہے کہ حضور انکو زندہ نہ پائینگے اگر اسپر توجہ نہوئی تو ہم اس معاملے کی اطلاع لارڈ صاحب کو بھی کرینگے۔ عرضی فدوی سید دیانت حسین نایب تحصیلدار حسام پور۔

ان عرضیونکے پانے کے بعد اور علی الخصوص اپنی تعریف دیکھکر مسٹر پیرسن کو بہت ہی غصہ آیا اور سب عرضیان چاک کر ڈالین اور بندۂ خدا کی عرضیونکا قطعی اعتبار اونکے دل سے جاتا رہا اور اوس روز سے اوھون نے عہد کرلیا اور پھر کوئی گمنام عرضی اونھون نے نہین پڑھی اور ہمیشہ چاک کر ڈالتے تھے۔

اسمین شک نہین کہ یار لوگ اپنے جوڑ مین کامیاب ہوئے اور بندۂ خدا اون کا زور خدا خدا کرکے ٹوٹ تو گیا لیکن غریب دیانت حسین اوس عرضی کو پاکر بہت ہی پریشان ہوئے اور انسے کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ وہ فوراً فیروزنگر آئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ملاقات کی صاحب نے بہت ہی اخلاق سے ملاقات کی برآمدے تک لینے آئے ہاتھ ملایا۔

ڈرائنگ روم مین لیگئے اور وہان بڑی دیر تک دوستانہ باتین کرتے رہے۔

صاحب ۔ دل دیانت حسین اس ضلع کے لوگ بہت شریر معلوم ہوتے ہین ہزارون جھوٹی عرضیان جاتا ہے۔

دیانت حسین ہان ایک میری نسبت بھی آئی جسکو آپنے مہربانی سے میرے پاس بھیجدیا اور شاید آپ سمجھ سکتے ہین کہ وہ میرے کسی دشمن کا فعل تھا۔

صاحب ۔ او بیشک ہمکو ذرا اوسکا خیال نہین ایک ہمارے اوپر بھی گذرا اور ایک دلن صاحب پر۔ ڈلن صاحب او رانی چندا پور سے آشنائی لکھا تھا۔ ہم جہانتک جانتا ہے ڈلن صاحب کبھی رانی صاحب کے گھر تک نہین گئے۔

دیانت حسین ۔ اسکا سبب میرے ذہن مین یہ آتا ہے کہ پہلے ایک دو عرضیان آپ کے پاس اصل حالات کی گذرین اور آپ نے شاید اوسپر توجہ بھی کی لہذا آپ کے دل سے بندۂ خدا کی عرضیون کا اعتبار اوٹھانے کو یہ فکر کیگئی کہ اس قسم کی بیہودہ عرضیاں آپ کے عمال نے روانہ کین مگر جو کچھ ہو میرے رائے مین بندۂ خدا کی عرضیون پر توجہ کرنا ایک فضول بات ہے یہ ایک ایسی آسان بات ہے کہ جسکو کرنے مین لوگون کو ذرا بھی پس وپیش نہین ہوتا۔ مسٹر مارٹ کبھی ایسی عرضیون پر توجہ نہین کرتے تھے۔

صاحب ۔ او آپ صحیح کہتا ہے ہم پہلے سے جان گیا تھا کہ یہ عملہ لوگ کی حرمزدگی ہے۔ ہم اب بندہ خدا کی عرضی پر کچھ توجہ نہین کریگا۔ دیانت حسین تمکو بہت جلد تحصیلدار کریگا۔ جیر دہی لال کو اب پنشن لینا چاہیئے وہ بہت بڈھا ہے۔

دیانت حسین نے بہت شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوئے۔

باب پانزدہم

مرزا فتح بیگ کی تلاشی

مسٹر نادر ڈو فوراً جیل سے اپنے بنگلہ پر آئے اور دو تین کانسٹبل اور ایک انسپکٹر گیان سنگھ کو لیکر روانہ شہر ہوئے فوراً حیدر گنج مین پہنچکر مرزا فتح بیگ صاحب وکیل کا گھر گھیر لیا اور مولوی قطب الدین حسین اور لالہ گنگا نراین دو معززین باشندگان محلہ کو بلواکر مرزا صاحب کے مکان کی تلاشی لی۔ پھر اون کی صندوق مین وہ چادر کشمیری برآمد ہوئی مسٹر نادر ڈو اوسکو دیکھتے ہی مارے خوشی کے پھول گئے اور مرزا صاحب کے آئے حواس غایب ہوئے کہ اے خدا یہ کیا بلا نازل ہوئی۔ مرزا صاحب نے آہستہ آہستہ اپنے اوپر آیۃ الکرسی دم کرنا شروع کی۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ ۔ دل وکیل صاحب۔ آپ یہ دوشالہ کہان پایا۔

وکیل ۔ حضور کسی موکل نے شکرانہ مین دیا تھا مگر مجھے نام یاد نہین۔

سپرنٹنڈنٹ ۔ مرزا تم جھوٹ مت بولو۔ ہمکو پورا قصہ معلوم ہوچکا ہے اور تمھارے واسطے بہت خرابی کا دن آنیوالا ہے۔

مرزا صاحب ۔ حضور مالک ہین اور مین آپکے غلام مین تاقون سے واقف ہو کر کوئی فعل خلاف قانون نکرتا۔

سپرنٹنڈنٹ ۔ چپ رہو تم ایسا بے ایمانی کیا کہ کوئی بدمعاش بھی نہین کرتا۔ اچھا تم اب یہ بولو کہ تم سیدانی کو کیسے قید کرایا۔

مرزا صاحب (مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگے) خداوند نعمت وہ چور اچکی اور بدمعاش تھی اوسنے میرے نوکر کی انگوٹھی چورائی مین نے پولس مین اطلاع کی جمعدار دینیدیال صاحب نے تحقیقات کی حسب ضابطہ چالان ہوا تحصیلدار صاحب کے اجلاس سے سزایاب ہوئی۔

سپرنٹنڈنٹ ۔ او وہی بات ہے جو ہم سمجھا تھا ہمارے دوست دینیدیال نے چالان کیا اچھا اب ہم آپکو اور اوسکو دونوں کو چالان کرے گا۔

مسٹر نادر ڈو نے اوسیوقت دوشالہ اپنے پاس رکھ لیا

اور وکیل صاحب کو مع عیدو و گواہان عیدو و نیدیال سنگھ کانسٹبل کولین سے بلاکر کوٹھی پر لیگئے اور وہین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور ڈاکٹر صاحب بہادر کو بلوایا کارروائی شروع ہوئی مرزا فتح بیگ وکیل کا سب سے پہلے اظہار ہوا وہ سب سامان دیکھکر کچھ ایسا سٹ پٹائے کہ اونھون نے کل قصہ راست راست بیان کر دیا سیدانی کا دو شالہ بیچنا اوسکا تقاضا کرنا مرزا صاحب کا برا ماننا دنیدیال کا اتفاقیہ آنا مقدمہ سرقہ قایم کرنا تحصیلدار صاحب کا بڈھی کو قید کرنا کل امور بالتشریح بیان کر دئے۔ جب وکیل صاحب اپنا بیان ختم کر چکے تو دنیدیال کو بھی غصہ آیا اور اوسنے بھی کل حال بیان کیا اور کہا کہ ہمین اکیلے اس مقدمہ کے بنانے مین شریک نہین تھے بلکہ ہمارے داروغہ اور مرزا صاحب اصل بانی مبانی تھے۔ سنار خاص طلبیدہ مرزا صاحب آیا جسنے انگوٹھی کی شناخت کی اور تمام گواہ مرزا صاحب نے خود بلائے اسکے بعد میر خادم علی کی بیوہ طلب کیگئین اونکا اظہار ہوا اونھون نے ڈولی مین بیٹھکر اپنا اظہار لکھایا اور وہ چادر شناخت کی اور سیدانی کی صفائی بیان کی اور کل واقعات بیان کردہ سیدانی کی تصدیق ہوئی۔ تحصیلدار صاحب کا بھی اظہار لیا گیا اونھون نے لاعلمی محض بیان کی چونکہ اوسدن ساڑھے آٹھ بجے رات تک اس مقدمہ کی کارروائی ہوتی رہی اور ابھی بہت سے اظہارات باقی رہ گئے تھے لہذا مقدمہ دوسرے دن کیواسطے ملتوی ہوکر گیارہ بجے پھر پیش ہوا کہ مسٹر ڈلن اور ڈاکٹر بھی آگئے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر گوڈ مارننگ۔

ڈلن۔ میرے آنے سے تمھارا کوئی ہرج تو نہو گا۔

صاحب اور بالکل نہین آج بدمعاشون کا مقدمہ میرے سامنے پیش ہے اس غریب بڈھی عورت پر ایسا ظلم ہوا کہ جسکو خیال کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مرزا نے شرارت سے استغاثہ کیا پولیس نے بے ایمانی سے چالان کیا بے ایمان تحصیلدار نے بے انصافی سے سزا دی جیل والون نے حرامزدگی سے اوسپر ظلم کیا ڈاکٹر نے مہربانی سے مجکو اطلاع دی اور مسٹر ہاورڈ نے بڑی لیاقت سے کل مقدمہ کو آئینہ کر دیا اور کل ثبوت بہم پہونچایا۔

ڈلن مین بہت دنون سے قدرت حسین کو بے انصاف جانتا تھا۔ میرے سائیس نے ایک رستہ چلنے والے کو مارا تھا اور اوسنے نالش اوس زمیندار پر کردی تھی تحصیلدار نے بالکل بیری خوشامد مین گو کچھ بھی ثبوت نہ تھا ایک ہفتہ قید کر دیا تھا۔

مسٹر ہاورڈ۔ ڈاکٹر تمھارے واسطے بڑی نیکنامی اس معاملے مین ہوئی ہے اور بیشک تمنے بہت اچھا کام کیا۔

ڈلن اس بڈھی کا پہلے کیا بیان ہوا تھا۔

صاحب ڈپٹی کمشنر منشی بڈھی کا بیان پڑھو جو تحصیلدار کے سامنے ہوا اور بڈھی تم سنتی جاؤ۔

منشی جی نے پہلے پولیس کے سامنے کا بیان یون پڑھکر سنایا "مین قوم کی زنگرزن ہون اور شاہجہانپور مین میرا گھر ہے"

بڈھی تیرے منھ مین خاک خدا تجھے غارت کرے مین رنگرزن ہون کہ سیدانی! میرا پختہ محل فیروز نگر مین کھڑا ہے میرا نار یہین گڑا ہے۔ لڑکپن سے اتنی عمر اسی شہر مین ہوئی میں موئے شاہجہانپور کو کیا جانون۔

انگریز لوگ سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے منشی سے کہا کہ اچھا پڑھو۔

منشی جی۔ مین بھیک مانگنے اس شہر مین بھی آنکلی آج تیسرا فاقہ ہے کہ دانہ نصیب نہین ہوا۔

بڈھی۔ اری خدا تجھے غارت کرے میرے دشمن بھیک مانگین تیرے مدعی بھیک مانگین تجھے پہننے کو کپڑا مرنے پر کفن نصیب نہو میرا پہاڑ سا بیٹا موجود ہین کا ہیکو بھیک مانگون۔

بڈھی کی اس تقریر کا انگریزون کے دل پر پورا اثر ہوا اور اوسی وقت سب حکام معہ فریقین مقدمہ شہر تشریف لیگئے اور وہان جاکر دیکھا تو واقعی ایک پُرانا گرا اُپڑا پختہ مکان سیدانی کا موجود تھا اور اوسکی بہو گھر مین تھی اور اُس پڑوس کے آدمیون نے سیدانی کی عزت داری اور نیک چلنی بیان کی صاحب مجسٹریٹ کو اس تحقیقات موقع کے بعد بہت ہی غصہ آیا اور اس حد کو رنج ہوا کہ جسکا اندازہ سُننے سے نہین ہوسکتا۔ بعد تحقیقات موقع مقدمہ دوسرے دن کے لئے ملتوی ہوا اور محرر ڈپٹی تحصیل دوسرے دن طلب کیا گیا اور سیدانی کو اپنے گھر جانے کی اجازت دیگئی۔

اودھر تو یہ مقدمہ برپا تھا اور اودھر تمام شہر مین ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا گھر گھر اسی مقدمہ کا تذکرہ جہان جاسے یہی ذکر تھا۔ تمام لوگ اپنے اپنے مقامات پر خائف تھے اور بیچارے تحصیلدار کے گھر مین تو تین دن سے چولھا نہین جلا تھا مسجدون مین دعا خوانیان ہوتی تھین دیندیال کے یہان چھ سات پنڈت پوجا کرتے تھے اور حکام کی برافروختگی اس حد کو بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی وکیل بھی مارے خوف کے پاس کھڑا نہوتا تھا۔ بیچارے تحصیلدار ہر شخص کی خوشامد کرتے تھے سیدانی کے ہموار کرنے کی بہت تدبیرین کی گئین مگر وہ اپنی موتی کی سی ابرو جانے پر مُصر اور نا دُرِ شہوار کی بھی پروا نکرتی تھی بیچارے قدرت حسین اس انقلاب زمانہ مین ایسے پریشان و حیران ہوئے کہ عیاذاً باللہ دشمن کو دشمن دوستون نے بھی ملنا چھوڑ دیا کوئی ہمدرد نہ تھا ہر شخص ہنسنے کو آندھی البتہ جو کچھ وضعداری کی وہ سررشتہ دار صاحب کلکٹری یعنے میر محمد حسین صاحب جونپوری نے لیکن وضعداری بھی خالی از علت نہ تھی ایک ہزار روپیہ نقد سررشتہ دار صاحب نے ٹھہرایا تھا کہ اگر پورے طور پر صفائی ہوجاے تو یہ رقم دیجائے لیکن افسوس سررشتہ دار صاحب کا کچھ بھی بس نہین چلتا تھا اور معاملات کی صورت ایسی پیچیدہ ہوگئی تھی کہ سُلجھانا دشوار تھا ع۔

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

ایکدن بیچارے تحصیلدار صاحب ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے گھر گئے اس امید سے کہ ڈپٹی صاحب سے مشورہ لین اور آنکی مدد چاہین چنانچہ یہ گفتگو ہوئی۔

ڈپٹی صاحب جناب تحصیلدار صاحب افسوس ہے کہ آپکا معاملہ بہت پیچیدہ ہوگیا آپنے پہلے اسکا ذکر مجھسے نہین کیا ورنہ اسکی نوبت نہ آتی کل قریب دو گھنٹہ تک آپکے معاملہ مین کولھو والے صاحب سے مجھسے تذکرہ رہا وہ بھی بہت افسوس فرماتے تھے اور مین نے بھی جو جو زبان نے یاری دی جی کھولکے آپکا ذکر کیا مگر تحصیلدار صاحب اسمین بھی شک نہین کہ آپ نے نادانی بہت کی سیدانی ایک مشہور آدمی تھی آپنے اوسکو پہچانا تک نہین۔

محمد بخش ناظر منصفی حضور غضب نادانی ہوئی یہ بیچارے تحصیلدار سیدھے آدمی ان کو پولس والون نے مل کر تباہ کیا۔

شیخ فطرت حسین۔ اب یہ بے حضور کے سنبھالے سنبھل نہین سکتے حضور انکی دستگیری کرین اور آج اسوقت جو نام حضور کا اس ضلع مین ہے دوسرے کا نہین ایک ڈپٹی برج لال صاحب بھی تو ہین کوئی پوچھتا بھی نہین کہ کس کھیت کی مولی ہین۔

ڈپٹی صاحب (مسکراکر) مجھکو کچھ عذر نہین مین تو ہمیشہ ہر شخص کا خیرخواہ رہتا ہون اور کولھو والے صاحب سے پورا تذکرہ ہوگیا آپ اطمینان فرمائیے تحصیلدار صاحب آپ ذرا نہ گھبرائیے رب کی غلطی کس سے نہین ہوتی صاحب کے فیصلے کمشنری مین منسوخ ہوتے ہین کمشنری کے فیصلے جوڈیشلی مین منسوخ ہوتے ہین فیصلہ کا منسوخ ہونا کوئی جرم نہین ہوسکتا اگر موقع ہو تو آپ (آہستہ سے) پادری صاحب کے یہان بھی ہو آئیے وہ بڑے نیک آدمی ہین اونکا کہنا ا بھی

آہستہ سے سب حکام مانتے ہین -

بیچارے مصیبت کے مارے میان قدرت حسین جو اور فکرین کرنے والے تھے کو ملوو لے صاحب کے بھروسے پر اوس سے بھی غافل ہوے اور صبح تڑکے حسب صلاح ڈپٹی صاحب پادریصاحب کے سلام کو تشریف لیگئے اطلاع ہوئی پادریصاحب نے فرمایا کہ ہم ساڑھے گیارہ بجے ملینگے اوسوقت تک ناشتہ نہین ہوا اور مقدمہ دس بجے پیش ہونے کو تھا اب یہ بیچارے عجب شش و پنج مین پڑے ادھر اطلاع کرا چکے بے ملاقات کئے جا نہین سکتے اور ادھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ناخوشی کا کھٹکا اسی ادھیڑ بن مین بیچارے درخت کے نیچے ٹہلنے لگے جو نکلتا "بھائی صاحب ذرا ادھر آنا صاحب اسوقت کیا کر رہے ہین" وہ جواب دیتا کہ "غسل خانہ مین ہین" دوسرا نکلتا "جناب جمعدار صاحب ہماری مشکل آسان کیجئے واللہ دس بجے کچہری جانا ہے آبرو پر بنی ہوئی ہے" وہ جواب دیتا "اجی تو آپ کے واسطے صاحب اپنا کام چھوڑ دینگے میم صاحب بیٹھی ہوئی ہین ہم کیسے اطلاع کر سکتے ہین" سائیس نکلا "اجی گراسکٹ صاحب میم صاحب کب تک اپنے کمرے مین جائینگی" جواب ملا "ہم گراسکٹ نہین ہین سائیس ہین ذرا جبان سنبھال کے بولا کیجئے"

تحصیلدار صاحب - بھائی قصور ہوا ہمکو معلوم نہ تھا میم صاحب کبتک جائینگی -

سائیس - آیا سے پوچھئے ہم کیا جانین -

الغرض ساڑھے دس بجگئے اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے اجلاس مین تحصیلدار صاحب کی لکار شروع ہوئی اور تحصیلدار صاحب غایب چپراسی پر چپراسی دوڑا جاتا ہے نہ تحصیل پر ملتے ہین نہ مکان پر نہ کہین پتہ ہے نہین صاحب مارے غصہ کے میز پیٹ رہے ہین اور بار بار چلاتے ہین اور یہان تحصیلدار صاحب پادریصاحب کی ملاقات کے فکر مین درختون کے نیچے ٹھنڈی ہوا کھا رہے ہین جب گیارہ بجے بجی تحصیلدار صاحب نہ ملے صاحب کلکٹر نے حسب ذیل روبکار لکھوا دیا

روبکار

ہمنے بہت صاف الفاظ مین قدرت حسین تحصیلدار حضور تحصیل کو فہمایش کر دی تھی کہ بتاریخ امروزہ ٹھیک دس بجے کچہری مین حاضر ہونا تاکہ اوس کے روبرو محرر جوڈیشل کا اظہار تحریر کیا جاے لیکن وہ ابتک حاضر نہین اور اوس نے صریح ہماری عدول حکمی کی لہذا -

حکم ہوا کہ

قدرت حسین آجکی تاریخ سے معطل سمجھا جاے اور سید دیانت حسین نایب تحصیلدار حسام پور قایممقام تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کیا جاے اور بذریعہ سوار احکام جاری ہون "

اس حکم کے ہوتے ہی تمام کچہری مین ایک زلزلہ مچگیا اور ہر شخص کو ایک سکتہ سا ہوگیا اتفاق سے سید دیانت حسین اوسدن فیروز نگر ہی مین آے ہوے تھے لہذا سوار کے جانے کی نوبت نہین پہنچی اور اوسی دن چارج ہوگیا -

اب سنئے ادھر خدا خدا کر کے ساڑھے گیارہ بجے پادری صاحب سے ملاقات ہوئی -

پادری - ول تحصیلدار کیا حال ہے آپ کبھی انجیل مقدس بھی پڑھتا ہے -

تحصیلدار - ہان حضور پڑھتا کیون نہین ہون وہ بھی تو کتاب آسمانی ہے -

پادری - ہم اپنی میم صاحب کو آپکے گھر بھیجا کرے گا کہ وہ آپکی بیگم صاحب کو راہ نیک بتلا دیگا اور یہ مسیح کے گیت کی کتاب ہم آپکو دیتا ہے اسکو آپ ضرور پڑھئے گا بہت اچھا چیز ہے -

تحصیلدار (ہاتھ جوڑ کر) خداوند مین ناکردہ گناہ ایک مصیبت مین گرفتار ہون ایک چوہڑکو مین نے سزا دی اب اوسی کے کہنے پر بڑے صاحب مجھسے برہم ہین اگر حضور اس بلا سے مجکو نجات دلا دین تو جو حضور حکم دین بجا لاؤن

حضور ڈپٹی صاحب سے میری سفارش کر دین تو ضرور میری مشکل آسان ہوگی حضور مالک و مربی ہین سوا حضور کے کہان جاؤن ۔

پادری - یہ کیا آپ گستاخی کی بات بولتا ہے جب آپ مقدمہ مین ہے تو کسواسطے ہمسے ملاقات کیا ہم ایسے آدمی سے نہین ملتا ہے مسیحی مذہب اوسکے واسطے ہے جو خوشی سے ایمان لاوے ہم مسیحی مذہب کے لالچ مین کسی کی سفارش نہین کر سکتے اچھا اب آپ رخصت ہون ۔

یہ کہکر وہ اپنے دوسرے کمرے مین چلے گئے اور تحصیلدار صاحب مسیحی گیت کی کتاب بغل مین دابے اور لاحول پڑھتے باہر نکلے گھڑی جو دیکھتے ہین تو بارہ بجنے مین دس منٹ باقی ہین ہوش اڑ گئے بے تحاشا گھوڑا دوڑا کر کچہری آئے جیسے ہی گھوڑے سے اترے کہ ایک چپراسی نے بڑھکر خبر دی کہ حضور کہان تھے سب ڈھونڈھ مارا کہین آپ نہ ملے صاحب نے معطل کر دیا ۔

تحصیلدار - این معطل کر دیا افسوس ہن پادری صاحب کی یہان صبح سے موجود تھا ڈپٹی صاحب نے کہکر مجھے خراب کیا ہائے مین تو کہین کا نرہا ۔ اب تمام کچہری کے لوگ وکیل مختار زمیندار اسامی عملہ سب تحصیلدار کے گرد ہین اور سب لعنت ملامت کرتے ہین کہ آپ کہان چلے گئے تھے یہ بیچارے بتیس دانتون مین زبان ہو رہے تھے سب کی باتین سنتے تھے ٹھیک ایک بجے صاحب نے پھر طلب فرمایا ۔

صاحب - تحصیلدار تم کہان تھا اور کسواسطے دس بجے حاضر نہین ہوا ۔

تحصیلدار - حضور مین پادری صاحب کے یہان گیا تھا وہین دیر ہوگئی ۔

صاحب - دل چاہے آپ پادری صاحب کے پاس جاکے چاہے مولوی صاحب کے پاس جاکے یہ عذر نہین سنا جا سکتا ہمنے آپکو معطل کیا ۔

تحصیلدار - حضور مجھکو ڈپٹی صاحب نے خراب کیا اتنی عمر ہوئی مین تو کبھی پادری صاحب کے یہان نہین گیا تھا آج کا مجکو ڈپٹی صاحب نے بھیجا کہ حضور سے انسے رسم ہے انکے ذریعہ سے مین خطا معاف کراؤن ۔

صاحب - اب مقدمہ پیش ہو محرر جوڈیشیل کا اظہار شروع ہوا

محمد کریم ولد عبد الرحیم قوم شیخ ساکن جہان آباد عمر تخمینا ۴۰ برس ۔ بحلف ۔

مین اس ضلع مین گیارہ برس سے آیا ہون پہلے تحصیلدار قدرحسین صاحب کا خانگی محرر تھا وہ میرے چچازاد بہنوئی ہوتے ہین اونھین کی سفارش سے مین جوڈیشیل محرر مقرر ہوا تین برس سے اس تحصیل مین ہون - اس سیدانی کا مقدمہ جب پیش ہوا مین موجود تھا میرے روبرو اوسکا بیان تحریر ہوا تھا - اسنے جرم سے اقبال نہین کیا تھا لیکن یہ سزا دراصل تحقیر عدالت مین ہوئی تھی دو شالے کا قصہ مجکو پہلے نہین معلوم ہوا تھا مگر جب میر خادم علی کی بی بی کو تحصیلدار اپنے گھر بلا لائے تب کل حالات معلوم ہوئے تھے اور تحصیلدار صاحب نے بھی سنا تھا - فرزند بیگ کے بلوانے کا ارادہ ہی تھا کہ یہ مقدمہ ادھر کھڑا ہوا ۔

سوال عدالت - جن کسطرح سے تحصیلدار صاحب کے گھر مین ہے ۔

جواب - جن بڈھی آدمی ہے حضور بدگمان نہون اور جناب ہمشیرہ صاحبہ خود تحصیلدار کی نگرانی رکھتی ہین ۔

صاحب - کیا بکتے ہو سوال کا جواب دو ۔

جواب - حضور دس ہزار کا بیمہ ہے روپیہ ابھی وصول نہین ہوا کارروائی بہت ہو رہی ہے کمپنی کو لکھا گیا ہے ۔

صاحب - کیسا روپیہ ۔

جواب - خداوندو ہی خادم علی کی زندگی کے بیمہ کا ۔

جن صاحب نے تحصیلدار کو بخش دیا ۔

بڈھی سیدانی - حضور یہ موا جھوٹا ہے اوس بیچاری بیوہ کو کانون کان خبر نہین - پہلے آدمی کی زندگی کا کہین بیمہ ہوتا ہے

صاحب سیدانی تم چپ رہو۔ ہم سب پوچھ لیگا۔

القصہ کل حالات محرر جوڈیشل نے صاحب سے مفصل بیان کئے اور صاحب نے جمن کی طلبی کا پھر حکم دیا۔

باب شانزدہم

فیروز نگر مین ہیضہ

ادھر تو حاکم جدید کی تیز مزاجی کی آفت کچھ وبا سے کم نہ تھی ادھر دراصل فیروز نگر مین وبا کی بیماری پھیلی ہر روز صدہا موتین ہونے لگین بجھنے گھر کے گھر صاف ہوگئے خاندان کے خاندان بے چراغ ہوگئے میر محمد حسین صاحب جونپوری سررشتہ دار کلکٹری ایک مراقی آدمی تھے اس قسم کی بیماریون سے بہت ڈرتے تھے ہر دروازے پر سرکہ کی ہانڈیان لٹکائی تھین دلی خستہ کی چوکیان مکانون مین چسپان تھین کہین کافور رکھا تھا کہین کالرا ڈائن کی شیشیان جمع تھین تمام مکان عطر سے معطر کیا تھا اور پورا پورا میر صاحب نے وہی سامان کیا تھا جو مولانا نذیر احمد صاحب بہادر نے نصوح کے حالات مین توبۃ النصوح مین تحریر فرمایا ہے۔

میر محمد حسین ایک نوکری پیشہ آدمی تھے گھر مین کوئی زمینداری وغیرہ نہ تھی صرف نوکری پر دارومدار تھا ادھیڑ عمر کے آدمی تھے اور بہت ہی صاف ستھری طور سے رہتے تھے آمدنی سے خرچ زیادہ تھا گو غیر محتاط تھے لیکن اُنکی مسافر نوازی۔ برادر پروری کا شہرہ تھا ہر روز دس پانچ مہمان آنکے گھر آتے اور اونھین کے یہان قیام فرماتے تھے روٹی دینے مین میر محمد حسین کا خاص نام تھا۔ بیچارے کے پاس کچھ لیس انداز نہ ہوتا تھا۔ "چار جوئے آٹھ اونٹ کے خالی ہاتھون گھر کو آئے" کی مثل پورے طور سے اون پر صادق تھی۔ ایک بیٹا اٹھارہ اونیس برس کی عمر کا عربی پڑھتا تھا۔ فارسی کی تکمیل ہوچکی تھی فقہ اور منطق پڑھتا تھا۔ ایک بیٹی پندرہ برس کی ناکتخدا تھی بہت ہی کامل فارسی اور عربی کی تعلیم اوس لڑکی کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم پہلے بتلا چکے ہین اوسکی لیاقت اور تمیز داری اور نیز حسن کی اوس شہر مین شہرت تھی بلکہ یہ بھی سُنا گیا ہے کہ جب شاہزادہ صاحب فیروز نگر تشریف لیگئے تھے تو جناب شہزادی صاحبہ نے براہ مراحم خسروانہ اوس لڑکی کی لیاقت سُنکر اوسکی ملاقات کا شوق ظاہر فرمایا تھا اور ہمراہی مسٹر پارکر صاحبہ میم صاحبہ کلکٹر جو زنانہ مشن کی سپرنٹنڈنٹ تھین خود تشریف لیجا کر میر محمد حسین کے غریب خانہ کو اعزاز بخشا تھا اور جو دستانے خاص اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے میر محمد حسین کی صاحبزادی نے پیش کئے تھے وہ حضور شاہزادی صاحبہ نے بہت ہی پسند کر کے قبول فرمائے تھے جب فیروز نگر مین وبا کی کثرت ہوئی اور تابڑتوڑ خبر آنے لگین تو میر محمد حسین نے شہر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت کی درخواست کی مگر چند وجوہ سے آنکی رخصت نامنظور ہوئی جس دن سے وہ رخصت نامنظور ہوئی اوس روز سے وہ اپنے مرنے کی بابت پیشینگوئیان کیا کرتے تھے اور سب لوگ کہتے تھے کہ "منشی جی آپکو تو وہم ہوگیا" غذا مین بھی تقلیل شروع کردی تمام گھر مین چاول پکنے کی ممانعت کردی ارہر کی دال کوئی خواب مین بھی دیکھنے نہین پاتا تھا۔ صرف لوکی کی ترکاری اور خمیری روٹی گھر بھر کی غذا تھی۔

ایکروز ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے یہان دعوت ہوئی اور میر محمد حسین صاحب مدعو تھے۔ منشی قدرت حسین صاحب تحصیلدار معطل شدہ دیانت حسین قائمقام تحصیلدار میر محمد حسین صاحب و ناظر محمد بخش صاحب اور میان فطرت حسین شریک دعوت تھے سبب دعوت کچھ صاف نہین معلوم ہوا لیکن یہ سُنا گیا کہ شاید ڈپٹی صاحب کے بیٹے کی سالگرہ تھی رقص و غنا کا بھی جلسہ تھا شہر کی سب رنڈیان بلائی گئی تھین ساڑھے سات بجے سب لوگ جمع ہوئے اور باتین شروع ہوئین میان قدرت حسین ابھی تک نہین آئے تھے۔

ڈپٹی صاحب۔ ذرا قدرت حسین کی حماقت کو آپنے ملاحظہ فرمایا مقدمہ پیشی ور آپ پادری صاحب کی ملاقات کو گئے

اور دوسرا طرہ یہ کہ صاحب سے میرا نام لیا۔

محمد بخش۔ اجی حضور جب آدمی پر شامت سوار ہوتی ہے تو ایسی ہی حرکات ظہور مین آتی ہین

میر محمد حسین۔ جناب میرے ہوش اڑ گئے تھے ایسے آدمی کو ملازم رکھنا بھی غضب ہے (ڈپٹی صاحب کے کان سے منھ ملاکر) مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ اُس پاگل نے کسی کا نام نہین لیا خالی ڈپٹی صاحب کہا اور مین نے بعد کو صاحب سے کہدیا کہ ڈپٹی میر جلال نے اُنکو بھیجا تھا۔

ڈپٹی صاحب (بہت زور سے قہقہہ لگا کر اور ہاتھ ملاکر) واللہ بھئی خوب ہی موقع کی ہوئی خدا نے بڑا فضل کیا۔ آپ سے تو مجھکو یہی امید تھی اور مین نے بھی تو آپکے بارہ مین صاحب انجنیر سے وہ وہ تذکرے کئے ہین کہ انشا اللہ بہت جلد نتیجہ نیک ظہور پذیر ہوگا۔

میر محمد حسین۔ (ڈپٹی صاحب کے کان مین) یہ لونڈا تو خوب ہی تحصیلداری پا گیا میری بڑی حق تلفی ہوئی

ڈپٹی صاحب (بہت آہستہ سے) رہ نہین سکتے جگہ مستقل طور پر خالی ہونے دیجئے صاحب سے لڑکے آپکو کراؤنگا

بعد اوسکے (دیانت حسین کیطرف مخاطب ہوکر اور سررشتہ دار صاحب کی ران مین چٹکی لیکر) واللہ آپکی تقرری سے جو مسرت ہوئی ہے دل ہی جانتا ہے خدا تمھین عزیز از جان مستقل کر دے کہ ہم ان آنکھون سے تمکو بر سر عروج دیکھین۔

میر محمد حسین۔ سچ ہے جب مین آپکو دیکھتا ہون راجہ صاحب مرحوم یاد آجاتے ہین واللہ کیا نیک شخص تھا ماشاء اللہ یہ بھی سعید ہین مگر مزاج مین ذرا انگریزیت ہے سو وہ وقت کی تاثیر ہے مین نے جناب ڈپٹی صاحب بڑے معرکہ سے آپکو مقرر کرایا ہے صاحب بہادر ہمگر پور سے کوئی اپنا آدمی بلوایا چاہتے تھے جب مین نے عرض کیا کہ ضلع کے لوگون کا حق ہے تب مرزا رضا علی صاحب نایب تحصیلدار حضرت پور کو تجویز کیا۔ مین نے پھر عرض کیا کہ مسٹر پارکر صاحب بہادر میر دیانت حسین صاحب کو کرنا چاہتے تھے جب بدشواری تمام مقرر فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ ان ہاتھون سے نایب واصل باقی نویسی سے لیکر تحصیلداری تک پروانے لکھے گئے اب جسروز تمہاری مستقلی اور ڈپٹی کلکٹری کی روبکار لکھونگا اوسروز مین اپنے ہاتھون کو خود مبارکباد دونگا۔

سب لوگ۔ ہمین کیا شک ہے آپکی ذات سے یہی امید تھی اور واللہ آپ اپنے صاحبزادے سے کم اُنکو نہین سمجھتے۔

ڈپٹی صاحب۔ مجھسے بھی بہت تذکرہ رہا تھا اور مجھکو جب ہی یقین تھا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اتنے مین قدرت حسین صاحب تشریف لائے اونکی صورت پریشان تھی کپڑے میلے تھے اور کئی روز سے جو خضاب نہین کیا تھا تو تمام جڑین داڑھی کی کھل گئی تھین تحصیلدار صاحب نے آتے ہی ایک آہ سرد کھینچکر کہا ؎۔

درمحفل خود راہ مدہ ہمچو منے را　افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

معمولی صاحب سلامت کے بعد بیچارے ایک کنارے بیٹھ گئے سب نے ملکر اونکو بنانا شروع کیا اور وہ بیچارے ششدر اور حیران تھے کہ کس غضب مین میری جان پھنسی

محمد بخش۔ کیون جناب یہ پیٹھ کے روز آپکو پادری صاحب کے یہان جانے کی کیا سوجھی تھی۔

تحصیلدار صاحب۔ جناب والا مین تو پاگل ہو رہا ہون میرے کسی فعل پر ہنسنا عبث ہے اب آپلوگ دعا فرمائیے کہ خدا میرے حال زار پر رحم کرے اور یون تو جناب عاقبت کوئی کسی کی بخشواتا نہین ؎

گر نہ جیتے جی میرے کام آئیگی　کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی۔

ڈپٹی صاحب۔ نہین جناب ہنسنے کا کون موقع ہے خدا آپ پر فضل کریگا آپ پریشان نہون۔

اتنے مین کھانا آیا اور سب نے سیر ہوکر تناول فرمایا میٹھے چاول بھی تھے سنگین پلاؤ بھی تھا اور بہت سے پر تکلف کھانے تھے سررشتہ دار صاحب پہلے تو کھانا کھا گئے جب پانی

آیا لگے برف تلاش کرنے برف موجود نہ تھا اب اونکو خفقان نے گھیرا کہ چانول ہضم کیونکر ہونگے پھر آپ جانین وہ ایسے خلاق ہوتا ہے دو منٹ بعد دست اور قے شروع ہوگئے تمام لوگ دوڑنے دھوپنے لگے سکنجبین اور گلاب دیا گیا اور طرح طرح کی دوائیان یکے بعد دیگرے دیجاتی تھین ذرا بھی افاقہ ہوتا تھا اتنا بھی افاقہ نہ تھا کہ سرشتہ دار صاحب ڈپٹی صاحب کے گھر سے اپنے مکان جاتے فوراً ڈاکٹر میکرنڈی کے بلوانے کو آدمی بھیجا گیا میر محمد حسین کو فوراً اپنی زیست سے مایوسی ہوگئی تھی اور اونھون نے بچشم پُرآب ڈپٹی صاحب اور موجودین موقع سے یہ آخری گفتگو کی کہ دیکھا یہ خواب مین نہ بچون گا مین کوئی جایداد نہین چھوڑتا میری بیٹی ہنوز ناکتخدا اور بیٹا بیکار ہے میرے لڑکے بالے جورو بچے سب آپکے سپرد مین میری یہ آرزو ہے کہ میری بیٹی کی شادی سید دیانت حسین "بس اسقدر کہا تھا کہ زبان بند ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون اوسوقت تمام جلسہ درہم برہم ہوگیا رنڈیان اپنے گھر چلی گیئن تمام شہر مین اس بے وقت موت پر کہرام مچگیا۔ یہی کیا سمان تھا کیا ہو گیا کہان ناچ کی تیاریان تھین یا اب کفن سینے کو درزی کی تلاش ہونے لگی سچ ہے ؎

بیک ساعت بیک لحظہ بیکدم　　دگرگون میشود احوال عالم

جسوقت اونکے خدمتگار نے جاکر گھر مین خبر دی اونکی بی بی اور بیٹی کیحالت قابل بیان نہین وہ بین کرکے چوڑیان بڑھانا زیور اوتار اوتار کر پھینکنا سر پٹینا چلانا قیامت ڈھاتا اونکی بیٹی کا یہ ہی میرے اباجان اب مین تمھین کہان پاؤن یہ الفاظ کہکر رونا سُننے والون کے کلیجے شق کرتا تھا اونکی بی بی کا یہ بین کہ وہ اس بیٹی کو اب کون بیاہیگا ہائے تم تو چلے گئے آمنہ کو کسکی سپرد کیا۔ ہائے ہائے بھلانے کی بھی ارمان پوری نہین ہوئی وہ یہ الفاظ تھے کہ دوست تو دوست دشمن کو بھی خون کے آنسو رلاتے تھے۔ القصہ اوسیوقت تجہیز وتکفین ہوکر ساڑھے چار بجے شب کو لالہ ظہور کے باغ مین دفن کئے گئے اور تمام عزیز اقارب کو بے سر وسامان چھوڑ گئے۔

مسٹر پرسن کو بھی اس حادثہ کا نہایت صدمہ ہوا اور اونھون نے بکمال شریف پروری سید دیانت حسین قایممقام تحصیلدار کو بُلاکر اونکے تمام انتظام خانہ داری کا حکم دیا اور فہرست قرضہ وغیرہ مرتب کرنے کی ہدایت کی حساب کے بعد سترہ سو روپیہ اونکے ذمہ بازار کا قرضہ نکلا لیکن قریب اسیقدر جایداد بھی تھی۔ مسٹر پرسن نے نہایت مہربانی سے اون کے پسماندگان کو تسکین دی اور اونکے بیٹے کو نوکری دینے کا وعدہ فرمایا۔ میر محمد حسین کی وفات کے دو تین روز بعد مسٹر پرسن نے حسب تجویز مسٹر مارکر کے لالہ بروت لال کو سرشتہ دار کلکٹری مقرر فرمایا اور لالہ جسونت لال اہلمد نولیس کو محافظ دفتر کلکٹری کیا اور سید ذاکر حسین خلف سید محمد حسین مرحوم کو واصلباقی نولیس صدر بمشاہرہ تیس روپیہ مقرر فرمایا۔ اب میر محمد حسین کا خاندان بہت ہی عسرت کے ساتھ صرف تیس روپیہ مین بسر اوقات کرنے لگا اور مسٹر پرسن کی اس رحمدلی کا ہر کہ و مہ شکر گذار ہوا۔ چونکہ میر دیانت حسین صاحب حسب الحکم صاحب کلکٹر میر محمد حسین صاحب کے قرضہ وغیرہ کے انتظام مین بہت آتے گئے اسلئے میر محمد حسین کی بیوہ اور اونکی بیٹی اور میر ذاکر حسین سب اونکے شکر گذار تھے اور میر دیانت حسین پوری توجہ اونکے معاملات مین کرنے لگے اور دن بھر مین ایک دو مرتبہ وہان جانا اختیار کیا۔

باب ہفتدہم

فیروز نگر کا تختہ الٹ گیا

تاریخ معینہ پر دس بجے ٹھیک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تشریف لائے مولوی قدرت حسین آٹھ ہی بجے سے کچہری مین موجود تھے۔ کچہری مین وہ ہجوم تھا کہ توبہ ہی بھلی۔

اجلاس کا کمرہ اور دونون طرف کے برآمدے آدمیون سے پُر تھے۔ دینیدیال ہیڈ کانسٹبل اور تحصیلدار معطل شدہ بلائے گئے اور جمن کا دوبارہ اظہار شروع ہوا۔ جمن نے بیمہ زندگی کے واقعات سے اپنی لاعلمی بیان کی۔ لیکن تحصیلدار صاحب کا آنا اور کاغذات کا منگوانا اور پھر اپنے مکان پر لیجانا تصدیق کیا اور صاحب بہادر سے یہ بھی خواہش کی کہ اب مین تحصیلدار کے مکان پر رہنا نہین چاہتی میرا روپیہ اگر کچھ ملنے والا ہو مجکو دلوا دیا جاے چنانچہ صاحب بہادر نے کمپنی سے اس بارہ مین خط کتابت کرنے کا وعدہ فرمایا اور بعد تحقیقات کامل حسب ذیل حکم دیا۔

اپیل سیدانی منظور۔ فیصلہ عدالت ماتحت منسوخ۔ سیدانی جرم سے بری ہو۔ ہیڈ کانسٹبل پر جھوٹے مقدمہ بنانے کا مقدمہ قایم کیا جاے اور آجکی تاریخ سے برخاست سمجھا جاے سب انسپکٹر کی نسبت رپورٹ تبادلہ ضلع غیر بھیجی جاے۔ تحصیلدار بدستور معطل رہین اور رپورٹ برخاستگی بحضور صاحب کمشنر بہادر کیجاے اور تحصیلدار نے جو دغابازی جمن سے بیمہ کے معاملہ مین کی اسکا بھی تذکرہ کیجاے اور مرزا فتح بیگ وکیل آجکی تاریخ سے وکالت سے برخاست کیا گیا اور رپورٹ ہائیکورٹ مین مرسل ہے۔

بخیال طوالت ہم پوری کارروائی جو انلوگون کے خلاف ہوئی نہین لکھنا چاہتے صرف مختصر ناظرین کو اتنا بتلائے دیتے ہین کہ دینیدیال ہیڈ کانسٹبل بہ ثبوت جرم دو برس کو قید ہوا اور سب انسپکٹر کی تبدیلی ضلع ہوشنگ آباد کو ہوگئی جیلر اور برقنداز جو بحکم ڈاکٹر صاحب معطل ہوگئے تھے وہ لوگ بھی برخاست ہوگئے۔

تحصیلدار صاحب کی نسبت جو رپورٹ مسٹر برین نے لکھی تھی وہ ہم ناظرین کو دکھلانا چاہتے ہین۔

بجناب صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع فیروزنگر

بخدمت صاحب کمشنر بہادر قسمت مظفرنگر۔

صاحب من مین بہ تسلسل رپورٹ سابق مورخہ فلان اسبہ مفصل حال قدرت حسین تحصیلدار کا عرض کرنا چاہتا ہون۔

دفعہ ۲ میر خادم علی اس ضلع مین ایک محافظ دفتر تھا جو مسٹر بارکر کے وقت مین مرگیا اوسکی بیوہ جو جمن کے لقب سے مشہور ہے اب تک فیروزنگر مین ہے پچھلے دنون اوسنے اپنا ایک دوشالہ فروخت کرنا چاہا اور مسماۃ سیدانی کو جو ایک بہت معزز لیکن مفلوک الحال بڑھی عورت ہے دیا اوسنے بظاہر دھوکا کھا کر صرف گیارہ روپیہ پر فتح بیگ وکیل کے ہاتھ فروخت کیا۔ فتح بیگ نے ایک حبہ بھی اوسکی قیمت ادا نہین کی۔

دفعہ ۳۔ مسماۃ سیدانی بہت مرتبہ اوس دوشالہ کی قیمت مانگنے گئی لیکن فتح بیگ نے کبھی نہین دیا اکثر وہ فتح بیگ سے اوسنے سخت تقاضا کیا یہ بات فتح بیگ کو ناگوار ہوئی اور اسی بات پر فتح بیگ نے بیرحمی سے مارا اور ہیڈ کانسٹبل دینیدیال کی صلاح سے جو اس ضلع مین ایک مشہور بدچلن پولیس افسر ہے سرقہ انگشتری کا جھوٹا مقدمہ سیدانی پر قایم کیا اور تحصیلدار قدرت حسین کے اجلاس مین چالان کیا۔

دفعہ ۴ مجکو پورے طور پر یقین ہے کہ ہیڈ کانسٹبل سے لیکر تحصیلدار تک سب اس سازش سے واقف تھے اور سب نے وکیل کیخاطر سے اس غریب سیدانی کو تحصیلدار کے ہاتھ سے ایک مہینہ قید کی سزا دلائی۔ جس بیرحمی سے جیل مین سیدانی کے ساتھ برتاؤ کیا گیا اوسکا حال مسل کے ملاحظہ سے آپکو واضح ہوگا۔

دفعہ ۵۔ ڈاکٹر مکرنڈی سول سرجن نے اپنی لیاقت اور بیدارمغزی سے سیدانی کی پوری فریاد مجھ تک پہنچائی اور مین نے بہت ہی کامل تحقیقات کرکے سیدانی کو جرم سے بری کیا اور دوشالہ جمن کو واپس دلا دیا سیدانی کو

مین نے اپنے پاس سے پچاس روپیہ اوس تکلیف کے معاوضہ مین دیا جو اوسنے برلٹش گورنمنٹ مین سرکاری ملازمان کے ہاتھ سے ادھا دھند کی بدولت برداشت کی ۔

دفعہ ۶ - میری راے مین سب سے زیادہ قصور اس مقدمہ مین دتیدیال ہیڈ کانسٹبل فتح بیگ وکیل اور تحصیلدار کا ہی مین نے فتح بیگ کا ڈپلوما لیلیا اور دتیدیال کو برخاست کرکے فوجداری مین سپرد کیا جیل کے لوگ بھی غالباً برخاست ہوجائنگے سب انسپکٹر کا چال چلن بھی قابل بازپرس پایا گیا چنانچہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس نے اوس کے بارہمین علیحدہ رپورٹ کی ہے - مین بالتخصیص یہ رپورٹ تحصیلدار قدرت حسین کی بابت بھیجتا ہون یہ شخص نہایت بدچلن اور غیر متدین ہی میری راے مین ہرگز اس قابل نہین ہی کہ اتنے بڑے عہدہ پر رہ سکے اس لئے مین سفارش کرتا ہون کہ ملازمت گورنمنٹ سے برخاست کردیا جاے ۔

دفعہ - اگر یہ سفارش منظور ہو تو اوسکی جگہ سید دیانت حسین بی اے جو ایک اعلے درجہ کا تعلیم یافتہ عالیخاندان اور نوجوان ہی اور بالفعل قائمقام تحصیلدار ہے مستقل کیا جاے اوسکے حالات سے صاحب کمشنر بہادر خود بخوبی آگاہ ہین اسواسطے مین مکرر عرض کرنا بے ضرورت سمجھتا ہون ۔ دیانت حسین گو امتحان مین کامیاب نہین ہی لیکن آیندہ امتحان مین شریک ہونیکے واسطے بخوبی تیار ہے مجکو امید ہے کہ اسکی تقرری سے گورنمنٹ اور ملک دونونکو فائدہ پہونچیگا ۔

آپکا تابعدار جی پٹرسن ۔

صاحب کمشنر بہادر نے صاحب ضلع سے پورا اتفاق کیا اور رپورٹ گورنمنٹ مین بھیجدی اور آخرکار قدرت حسین ملازمت گورنمنٹ سے علیحدہ کردیے گئے اور سید دیانت حسین مستقل تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کئے گئے ۔

مختلف اخبارات مین اس تغیر کا تذکرہ شائع ہوا لیکن عام آراے اس معاملہ مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کیطرف تھی اور اس بیدارمغزی اور رعایا پروری کا ایک شہرہ ہوگیا - اخبار فیروزنے جو اڈیٹوریل نوٹ شائع کیا وہ قابل ملاحظہ ناظرین ہی وہ - مسٹر پٹرسن نے جس بیدارمغزی اور لیاقت سے سیدانی کے معاملہ کو اوٹھایا وہ بہت کچھ قابل تعریف ہی گو ہمارے قوم کے ایک ذی عزت تحصیلدار اور ایک معزز وکیل و نیز دیگر اشخاص کو نقصان پہونچا - لیکن ہمکو اسکی کچھ پروا نہین ہی مجسٹریٹی ایک بہت ذمہ داری کا کام ہی بہت متانت - حلم - بے تعصبی اور انصاف کی اوسمین ضرورت ہی جو لوگ اپنے اختیارات کو ایسے بیہودہ طور پر رایگان کرین جیساکہ مولوی قدرت حسین نے سیدانی کے معاملہ مین کیا تھا بلاشبہہ وہ ہر ایک ملامت کے مستحق ہین ہم مسٹر پٹرسن کو مبارکباد دیتے ہین کہ اونھون نے اس ضلع مین برلٹش انصاف کی آبرو رکھلی اور بیشک مجسٹریٹ ضلع کو ایسا ہی کرنا چاہیئے تاکہ غریب اور بیکس لوگ بھی اپنے کو قیصر ہند کی رعایا سمجھین اور دل سے اوسکے خیرخواہ رہین ہم کسی طرح اس موقع پر اپنے نوجوان دوست سید دیانت حسین کو مبارکباد دیئے بغیر نہین رہ سکتے وہ ہر طرح اس عنایت کے مستحق تھے جو اونکے ساتھ کیگئی اور ہمکو کامل یقین ہی کہ وہ اپنی مشہور دیانت داری کا ابھی بہت زیادہ ثمرہ پائینگے ہم مسٹر پٹرسن کی اس قدردانی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین ۔

باب ہشتدہم

مسٹر پٹرسن کی تبدیلی

تھوڑے عرصہ کے بعد بہت سے حکام نے دفعتاً فرلو لینا چاہی اوسمین مسٹر ینگ جوڈیشل سکرٹری گورنمنٹ نے اون کو سکرٹریٹ مین بلانا تجویز کیا اور دفعتاً اونکی تبدیلی کا حکم بذریعہ تار بھیجا بجاے اونکے مسٹر ہین اسسٹنٹ کمشنر

تنگر پور تا بمقام ڈپٹی کمشنر فیروزنگر ہوے -
یہ تار مسٹر پٹرسن کو ایسا دفعتاً ملا کہ غالباً اونھین خود بھی اچنبھا ہوگیا ہو گورنمنٹ نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ مسٹر پٹرسن فوراً روانہ ہون اسلیئے وہ بیچارے اپنے اسباب تک کا بھی انتظام نکر سکے اور فوراً تعمیل حکم کی وجہ سے صدہا روپیہ کا اسباب بہت ہی ارزان نیلام کر ڈالا مسٹر پٹرسن کے جانے کا عام طور پر باستثنائے چند اہل عملہ کے افسوس تھا عام لوگ دل سے اُنکی عزت کرتے تھے اور دل و جان سے اونکے خیر طلب تھے گو اُنکا قیام فیروزنگر مین صرف چار پانچ مہینہ رہا لیکن اُنکے غیر مصنوعی اور خلقی اخلاق نے سب کو بندہ بے درم بنا رکھا تھا اونھون نے شہر مین بہت ترقیان کی تھین صدہا ایل اور نہرین بنوانی تجویز کیا بہت سی جدید سڑکین نکالنے کا بندوبست کیا ایک محتاج خانہ چندہ سے قایم کیا شرفا اور غربا کا اس حد لحاظ کیا کہ شاید فیروزنگر کے ضلع مین کسی حاکم نے کبھی نہین کیا تھا -
اُنکے جانے کی خبر جس نے جہان جہان سُنی سکتہ مین ہوگیا جہان چار آدمی ہوتے یہی تذکرہ ہوتا -
ایک - بڑے صاحب کی تبدیلی ہوگئی -
دوسرا - بھئی ایسا حاکم تو اب اس ضلع مین نہ آئیگا -
تیسرا - اجی اس ضلع کی قسمت ہی ایسی ہے -
چوتھا - نالایق آدمی رہنے نہین پاتے -
ایک - مگر کسیقدر بدمزاج تھے -
دوسرے - اون غریب نے بدی کون کی -
تیسرے - بدی کیون نہین تھی - دیکھو تحصیلدار صاحب کو برخاست کرا دیا پولیس مین تہلکہ ڈال دیا - فتح بیگ غریب کو تباہ کر ڈالا اور میان سچ تو یون ہے کہ جو سامنے آیا وہ بچ ہی کون گیا -
دوسرے بھئی خدا کے لیئے ایمان ہاتھ سے نہ دو سیدانی پر ظلم نہین ہوا تھا ایک غریب کے لیئے اسقدر پیروی کرنا کتنی تعریف کی بات ہے -
چوتھے - اور احسانات بھی مسٹر پٹرسن نے ایسے کیئے ہین کہ کبھی فراموش نہین ہونگے سوکھئے راجہ دیانت حسین خان کو ایکدم سے تحصیلدار کر دیا بیچارے میر محمد حسین صاحب کے بیٹے کی پرورش فرمائی راجہ صاحب مقروض نگر کو ڈھائی لاکھ روپیہ سرکار سے دلا کر اونکا تمام قرضہ ادا کر دیا اور راج کورٹ کرا دیا میان سچ تو یہ ہے کہ پٹرسن صاحب کی ذات سے کسیکو کچھ نقصان نہین ہوا -
دوسرے - اور منصف مزاج بڑے تھے امیر غریب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے بھئی یہ سب باتین تو ہین جو ایک اچھے کلکٹر مین ہونا چاہیئے خدا اُنکو خوش رکھے اور پھر ہمارے ضلع مین واپس لاوے -
الغرض تمام ضلع کو مسٹر پٹرسن کی مفارقت کا افسوس تھا اور علی الخصوص سید دیانت حسین خان کو یہ غریب تو بالکل بے بال و پر ہوگئے میر دیانت حسین خان نے یہ چاہا تھا کہ ایک رخصتی جلسہ مسٹر پٹرسن کا کیا جاے لیکن انھون نے خود اسکو منظور نہ کیا اور جواب مین روساے ضلع کا شکریہ ادا کرکے یہ تحریر کیا کہ مجکو ابھی صرف چند روزہ طور پر جانے کا حکم ہوا ہے اور امید ہے کہ بعد واپسی سمرینگ مین پھر اس ضلع مین آونگا لہذا اس مرتبہ مین ایسی عام رخصتی سے معاف کیا جاؤن -
تار آنے کے دوسرے تیسرے روز مسٹر پٹرسن گیارہ بجے شب کی ریل مین مسکین نگر روانہ ہوے باوجودیکہ عام رخصتی سے اونھون نے انکار کیا تھا لیکن جب بھی رعایا نے نہ مانا اور اپنا دلی افسوس ظاہر کرنے کو بہت سا روپیہ چندہ جمع کیا مسٹر پٹرسن کی کوٹھی سے اسٹیشن ریل تک دو رویہ روشنی کیگئی تھی اور جابجا سنہری حرفون مین یہ تختیان لگائی گئی تھین -
وہ شریف دوست کی جدائی شاق ہے وہ ایسا لایق

کبھی نہین آیا تھا" "چپراسی خانساماں کا کچھ اختیار نہین" "سیدانی کی خوب فرمادیتی" "پیرسن صاحب پر خدا کی مہربانی رہے" "راجہ دیانت حسین کا توڑ شہر کی درستی چل درپے واقعی حیران کرتے تھے" "میر محمد حسین کی بیوہ دعائین دیتی ہے" "خدا پیرسن کو لارڈ کرے" "پیرسن کا خاندان خوش وخورم رہے" "خدا پیرسن کو پھر لائے" "ہمکو اور کوئی نہین چاہیئے" اسی طرح کے ہزارون فقرے جابجا لگائے گئے تھے جو روشنی مین نہایت ہی بھلے معلوم ہوتے تھے - یہ سب انتظام صرف دو روز مین ہوا اور واقعی جس خوشی کے ساتھ خود رعایا نے بلا سرکاری دباؤ کے کیا وہ بہت کچھ قابل تعریف تھا اور اسمین ذرا شک نہین کہ اوسکو ثابت کرنا تھا کہ ہندوستانی رعایا سے اگر عمدہ برتاو کیا جاے تو وہ اپنے حاکمون کی پوری قدر کرنے کو آمادہ ہے -

مسٹر پیرسن جب اسٹیشن جانے لگے تو سڑک پر روشنی دیکھکر متعجب ہوئے کہ یہ کیا سامان ہے جب تھوڑی دور چلکر اون کو سب سے پہلے ایک مہاجن کے مکان پر یہ دکھائی دیا کہ "گڈ بائی مسٹر پیرسن" اوسوقت سمجھے کہ یہ اونھین کی رخصت مین سب انتظام کیا گیا ہے -

جب وہ اسٹیشن پر پہونچے تو ہزارہا آدمی موجود تھے امیر غریب عورتین بچے سب ہی اونکو رخصت کرنے آئے تھے اور بڑھی سیدانی بھی آئی تھی - ہر شخص سکوت مین کھڑا تھا اور اپنے منصف مزاج حاکم ضلع کی جدائی پر متاسف تھا لیکن سیدانی چپ چاپ نہ تھی وہ بین کر کر کے روتی تھی اور بار بار یہی کہتی کہ "صاحب تمہارے جاتے ہی ہوئے عملے مجھے پیس ڈالین گے" مسٹر پیرسن کو بہت ہی جلدی مین تھے لیکن سب کی طرف مخاطب ہوئے اور یون تقریر کی -

"مین اپنے گرد اتنے رؤسا امرا مہاجن حکام افسران اور عمال کو دیکھکر اسقدر کبھی خوش نہوتا جتنا اپنے گرد غریب محتاج معصوم اور تمام رعایا کو دیکھکر خوش ہوا - مجکو کبھی یہ توقع نہ تھی کہ تمام خلقت مجھے ایسا پسند کرے گی - لیکن آج مین نے اپنی تمام خدمات کا انعام پالیا -

جنٹلمین یقین کیجئے کہ مین اس سے زیادہ اور کوئی عزت اپنی کبھی نہین چاہتا - مین گورنمنٹ کا نوکر ضرور ہون لیکن آپ لوگون کی خدمت کو جب آپ سب لوگ میری خدمات سے رضامند رہے تو بیشک مین نے اپنا فرض ادا کیا - مین ایک مرتبہ اور آپ لوگون سے سچی محبت کا شکریہ ادا کرتا ہون اور رخصت ہوتا ہون"

سب سے ہاتھ ملایا اور ریل پر سوار ہوئے ریل کے روانہ ہوتے ہی ایک مرتبہ بڑے زور سے سب نے ملکر یہ کہا کہ "خدا پیرسن کو پھر لائے" جب ریل دور نکل گئی اوس وقت ایک سخت اوداسی چھائی ہوئی تھی کوئی ایسا تھا جس کے آنکھون مین آنسو نہون - علی الخصوص سیدانی کا رونا دل ہلائے دیتا تھا - اوس وقت کا سمان بھی یادگار رہیگا بقول شخصے ؎

ابھی گل سبز ہے تھے اور غنچہ مسکراتی تھی
یکایک چھا گئی کیسی اداسی اس گلستان پر

باب نوزدہم

مسٹر دیانت حسین کی تحصیلداری

مسٹر دیانت حسین کے تحصیلدار ہوتے ہی تمام عمال مین ایک ہل چل مچ گیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ خائف کہ دیکھیے کیا بلا نازل ہوتی ہی۔ دیانت حسین نے جس دن چارج لیا اُسی روز تحصیل کا بوا آدم ہی نرالا پایا ہر عملہ بجاے خود فرعون بے سامان تھا کوئی اہلکار خود کام کرنا جانتا ہی نہ تھا خود گویا جمعدار تھے اور دو چار محرران خانگی بیٹھے کام کرتے تھے تحصیل مین لوٹ مار کی وہ کثرت تھی کہ بیچارے زمیندار انسے ڈرتے تھے۔ کوئی درخواست تحصیلدار کے سامنے گذرنا ممکن نہ تھا جبتک ایک روپیہ بھینٹ محرر جوڈیشل اور آٹھ آنہ انعام چپراسی اور آٹھ آنہ حق محرران خانگی محرر جوڈیشل ادا نہ کیا جاے۔ دو روپیہ مالگذاری بھی تحصیل مین داخل ہونا دشوار تھا جبتک دو روپیہ بھینٹ واصلباقی نویس ایک روپیہ بھینٹ سیاہہ نویس ایک روپیہ بھینٹ تحویلدار اور چار آنہ تحریر محرر سیاہہ نویس اور چار آنہ تحریر محرر خزانچی اور آٹھ آنہ تحریر محرران واصلباقی نویس وہ بیچارہ نہ داخل کرے۔ زمیندار روپیہ داخل کرنے تحصیل مین کیا آیا گویا اُسپر ٹڈیان ٹوٹ پڑین۔ دفتری اپنی طرف کھینچتا ہی کہ پہلے داخلہ پر مُہر کروہ ابھی ہمارا حق نہین ملا۔ دوسرا اپنی طرف پکڑے لیے جاتا ہی کہ اجی پہلے عرض ارسال لیا ہمکو قیمت نہین دی ہی۔ مذکوری جُدا نوچتے ہین کہ اجی ہم چار روز دستک رہے ہمارا طلبانہ دے دو تب دوسرا کام کرو۔ محرر متفرقات جُدا منہ پھلائے ہین کہ تمہارا حق نہین دیا اس بدمعاش پر دوہری دستک کردونگا۔ محرر جوڈیشل آپ جانئے تحصیلدار کے رشتہ دار بھی تھے انکا پیر زمین پر نہین ٹھہرتا تھا پڑھے لکھے تو وہ جیسے تھے وہ ظاہر ہی مگر زبانی جمع خرچ بہت تھا اپنا حق تو لیتے ہی تھے اسپر طرہ یہ تھا کہ جس عملے کی مدد کا مل سکتا فوراً اینٹھ لیتے تھے تحصیلدار قدرت حسین انھین کی معرفت رشوت بھی لیتے تھے اس وجہ سے اور بھی تمام تحصیل کے زمیندار اُس سے واقف تھے اور جو مزہ محرر جوڈیشل کو اس تحصیل مین تھا شاید اور تحصیل مین پیشکار کو بھی نہوگا ٹم ٹم سواری مین تھا دو دو خدمتگار ہمراہ آتے تھے پانون کی ڈبیا ہر وقت جیب مین رہتی تھی۔ کچہری کیا آتے تھے گویا سیر کرنے آتے ہین۔ سیاہہ نویس لالہ [illegible] یہ عجیب ذات شریف تھے انکا کاٹا لہر نہین لیتا تھا۔ جہانتک اور کسی کو تحصیل مین کچھ نہ ملے لیکن یہ جسطرح ممکن ہوتا بغیر جیب کھنکھناے گھر نہین آتے تھے لیکن لالہ [illegible] دوستی بھی تھی اور جب سے پیروان لال سررشتہ دار ہوے تھے تب سے اُنکو زعم بھی بہت ہوگیا تھا نائب تحصیلدار پنڈت کاشی ناتھ تھے یہ پرانی قطع کے کشمیری پنڈت تھے زیادہ شر فساد انکے مزاج مین نہ تھا لیکن بیحد توقع اعلی درجے کے اور لالچی بھی بہت تھے تمام عمال انکو بنائے ہوے تھے اور جو جسکے جی مین آتا تھا کرتا تھا یہ کچھ بھی خبر نہ رکھتے تھے محرر جوڈیشل سے انسے بہت دوستی تھی یہ سب کو یقین تھا کہ ابکی جو تحصیلداری خالی ہوگی وہ پنڈت جی کو ملیگی اور اسمین بھی شک نہین کہ دیانت حسین کی تحصیلداری انکو ناگوار بھی بہت ہوئی تھی۔

واصلباقی نویس شیخ اکرام حسین اودھ کے رہنے والے تھے وہ بھی بارہ برس سے اس تحصیل مین تھے اور اچھی طرح حاوی تھے وہ بھی نائب تحصیلداری کے امیدوار تھے اور اپنے کو معزز جانتے تھے بندوبست مین صدر منصرم رہ چکے تھے اور اپنے سب ساتھیون کو معزز عہدون پر دیکھکر ہمیشہ خار کھایا کرتے تھے۔ میر دیانت حسین کا تقرر از چپراسی تا نائب تحصیلدار سب کو ناگوار ہوا اسکے دو تین سبب تھے اول تو یہ کہ قدرت حسین بہت دن تک اُس تحصیل مین رہے تھے اور چھوٹے سے لیکر بڑے تک سبکو آسیبو

شیر وشکر تھے اسلیے اُنکی مفارقت دفعتاً کیونکر گوارا ہوسکتی تھی۔ دوسرے میر دیانت حسین کی دیانت عام طور پر مشہور تھی اور اس تحصیل مین جو بگڑا اور اندھا دھند تھا وہ بھی سب جانتے تھے پس یہ پہلے ہی سب کو یقین تھا کہ دیانت حسین کا آنا خالی از فساد نہوگا تیسرے دیانت حسین اُس تحصیل کے زمیندار تھے اور تمام حالات سے کامل واقفیت رکھتے تھے اور مثل مشہور ہے کہ گھر کے بھیدی تھے نہ اُنکو کسی سے پوچھنے جانا تھا نہ کچھ دریافت کی ضرورت تھی لہذا ایسے حاکم کو عمال کیونکر پسند کرسکتے تھین دیانت حسین نے جیسے ہی چارج لیا تحصیل مین کھلبل مچگیا اور ہر شخص اپنی اپنی آبرو اور نوکری سے مایوس ہوگیا دو تین دن میر دیانت حسین بالکل چپ چاپ رہے سب رنگ ڈھنگ دیکھا کیے انکا پورا یہ قصد تھا کہ اگر عمال سیدھے سیدھے اپنا کام کیے جائین تو پچھلے حالات پر کچھ توجہ نہ کیجاے اور اسمین ذرا شک نہین میر دیانت حسین بوجہ اپنی نیکی اور شرافت کے کسی کے بدخواہ نہ تھے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ جان بوجھکر اپنی تحصیل کو لٹوانا نہین چاہتے تھے اور نہ کوئی تقصیر دیکھکر عفو کرنا چاہتے تھے پانچ چھ روز تک میر دیانت حسین عمال کے رنگ ڈھنگ بخوبی دیکھا کیے گو سب لوگ انسے خائف تھے لیکن ع

خوے بد در طبیعتے کہ نشست ۔ نرود جز بوقت مرگ از دست

کا مضمون تھا کوئی اپنے ہتکنڈون سے باز نہ آئے ہر عملے کے پاس گھوڑے اور پالکی سواری مین تنخواہ پندرہ روپیہ لیکن شان وشوکت مین کسی طرح تحصیلدار سے یہ لوگ خود کو کم نہ سمجھتے تھے۔

اُنکے پہونچتے ہی مسلمان عمال نے دعوت کے پیامات دیے مگر انھون نے قطعی انکار کیا اور کسی عملے کی دعوت قبول نہ کی ہر روز صبح تمام عمال نے انکے مکان آمد ورفت کا تانتا باندھا انھون نے صاف ممانعت کردی کہ بغیر ضرورت اور بغیر طلبی ہمارے گھر کوئی عملہ نہ آئے

بعض عمال نے تحائف بھی بھیجے مثلاً کسی نے لیمویون کا مٹکا بھیجا یہان فوراً واپس کسی نے مچھلی شہر کے پیڑے بھیجے وہ بھی واپس الغرض ہر طور پر سب عمال کو اس سے اطمینان ہوگیا کہ دیانت حسین اس قسم کا آدمی نہین کہ جل مین آجائے میر دیانت حسین اب اس فکر مین ہوے کہ کسی طرح عمال کی رشوت بند کردین گو یہ ایک خیال خام تھا رشوت کا بالکل بند ہوجانا ایک غیر ممکن امر ہے اور اس سبب سے ہماری راے مین اسکی کوشش بھی فضول تھی لیکن میر دیانت حسین چونکہ پہلے سرے کے متدین تھے اور مسٹر بلنر سٹ صاحب بہادر کے خیالات اُنھون نے کہین سُن پائے تھے اُنکو یہ دُھن بندھی کہ اگر پوری کوشش کیجاے تو ضرور رشوت بند ہوسکتی ہے اور اسکا امتحان اُنھون نے اپنی تحصیل ہی سے شروع کیا۔

رجسٹرار قانونگو اور اُنکی آمدنی کا انسداد

رجسٹرار قانونگو کی تحصیل مین آمدنی کے صرف محدود ذریعے ہین۔ اوّل تقسیم تنخواہ پٹواریان مین رجسٹرار لوگ اپنا حق پاتے ہین۔ دیانت حسین نے بمنظوری حاکم ضلع پٹواریون کی تنخواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کا انتظام کیا اور جو مجبوری پٹواریون کو تھی وہ جاتی رہی دوسری رقم اُنکے مقدمات داخل خارج مین تحریر کیفیت حقیت تھی اب تک اُس تحصیل مین دستور تھا کہ جب تک سائل آکر بھینٹ نہ دیجاے اُسوقت تک مقدمات داخل خارج سررشتہ رجسٹرار قانونگو مین پڑے رہتے تھے میر دیانت حسین نے یہ حکم دیا کہ تاریخ حکم سے تیسرے دن رجسٹرار کیفیت لکھکر محرر جوڈیشیل کو دے دیا کرے کوئی ضرورت انتظار حاضری زمینداران کی نہین ہے اس سے بلا دِقت یہ رقم بند ہوگئی تیسری رقم تصدیق ضمانت نامجات تھی اسمین بھی اُصانا

حاضری زمینداران بالکل مسدود کردیگئی اور بطلب کیفیت جو ضمانت نامہ یا احکام آتے وہ فوراً چپراسی کے ہاتھ دفتر رجسٹرار قانونگو مین میر دیانت حسین بھیجدیتے اور اُسی روز جواب منگوا کر علاالتہاسے متعلقہ مین روانہ کردیتے نقلین جمعبندیات کی اپنے سامنے تقسیم کراتے اور اپنے بکس مین کل نقول تیار شدہ رہتے تھے اس سے کوئی اختیار نقلنویس خواہ رجسٹرار قانونگو کو تقسیم نقول مین باقی نہ رہا جانچ جمعبندیات کے واسطے اس تحصیل مین یہ دستور تھا کہ پٹواری لوگ بلائے جاتے تھے اور جب تک وہ لوگ رجسٹرار کی خدمتگذاری نہ کرلیتے بیچارے بلا مین گرفتار رہتے دیانت حسین نے اس دستور کو بھی بند کردیا اور پٹواریون کو بذریعہ ڈاک کاغذات بھیجنے کی اجازت دی اسمین دو فائدون کی امید تھی اوّل تو جب رجسٹرار کو یافت کی اُمید جاتی رہی تو وہ دشمن کی نگاہ سے جمعبندیان جانچ کریگا اور ضرور غلطیان وغیرہ نکالیگا اس وجہ سے کاغذات صحیح اور اچھے داخل ہونگے یہ نہوگا کہ ادھا دُھندھیا پٹواری نے داخل کیا رجسٹرار نے پاس کردیا دوسرے جب پٹواریون کو یہ معلوم ہوگا کہ رجسٹرار ہماری نکرمین ہیں تو وہ بھی اپنا کام بیکس کرینگے۔

محرر متفرقات کی آمدنی کا انسداد

اس تحصیل مین یہ عام دستور تھا کہ زمیندار جب مالگذاری داخل کرنے آتے تھے تو وہ قبل خزانچی کے پاس جانے کے محرر متفرقات کے پاس جاتے تھے اور جب تک محرر متفرقات عرض ارسال پر دستخط نہ کرے خزانچی روپیہ داخل نہ کرتا تھا۔ میر دیانت حسین نے قطعی اس کارروائی کو روک دیا اور کوئی زمیندار محرر متفرقات کے پاس نہین جانے پاتا تھا دستک کے طلبانہ کا وضع کرنا اصلباقی نویس کا خاص کام تھا اُسکے متعلق کردیا گیا دوسرا کام اُسکے پاس تعمیرات کا تھا جسمین بہت کچھ ملنے کا سہارا تھا۔ سڑکین پل مدرسے اُسی کے اہتمام مین تعمیر ہوتے تھے وہ ہر سال صدہا روپیہ اسمین غبن کرتا تھا اگر دو چار روپیہ خرچ ہوتے تو سیکڑون کا فرضی حساب مرتب ہو کر روانہ صدر کیا جاتا اس رقم مین پچھلے تحصیلدار بھی شریک ہوتے کیونکہ تنہا محرر متفرقات اور چپراسیان ایسی کثیر رقم مشکل سے ہضم کرسکتے تھے میر دیانت حسین نے اپنی تحصیل کے لیئے دو منظور شدہ ٹھیکدار مقرر کرلیے اور تمام کام امانی مین کرونا بند کردیا سب کام ٹھیکداروں کے ذریعہ سے بنوانا شروع کیا اور عام حکم دیدیا کہ ٹھیکداران کو روپیہ دینے مین ذرا دیر نہ کیجاے اور وہ کسی طرح تنگ نہ کیے جائین اُنکے کام کی نگرانی کی درخواست ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ سے کی جنھون نے بڑی مسرت سے منظور کیا اور خود بھی کام دیکھنا شروع کیا اسطرح اس رقم کا بھی انسداد کیا۔

اسکے علاوہ اور متفرق رقمین تھین مثلاً نیلام مویشیان یا تحریر اظہارات بمقدمہ درستی جمعبندی یہ سب کام میر دیانت حسین نے اپنے روبرو کرانا شروع کیا اس سے اگر بالکل انسداد نہین تو بلاشبہ محرر متفرقات کی آمدنی کم ہوگئی ایک قسم محرر متفرقات کی یہ بھی تھی کہ چپراسیان کو تقسیم احکام مین اچھے برے کا لحاظ رکھتا تھا جن احکام مین کچھ ملنے والا ہوتا زیادہ اُنھین چپراسیان کو دیتا تھا جو اس سے ملے ہوئے تھے اور جو کافی قیمت اُنکی پہلے سے دیدیتے تھے اور خشک حکمنامے عام چپراسیون کو ملتے تھے یہ کام میر دیانت حسین نے جمعدار تحصیل کے سپرد کیا اور جمعداری کا کام ہر مہینے بذریعہ قرعہ اندازی اُنھون نے چپراسیان سے لینا شروع کیا لہٰذا اسطرح سے اس رقم کا بھی انسداد ہوا۔

واصلباقی نویس کی رقوم اور اُنکا انسداد

واصلباقی نویس کو تحصیل مین واقعی اس قسم کی آمدنی ہو جسکا انسداد بڑی مشکل سے ہو سکتا ہو فی ضلع ایک روپیہ ہر قسط مین واصلباقی نویس کو ضرور ملتا ہو اور یہ رقم اتنے زمانے سے جاری ہو کہ اب اُسکا نام حق پڑ گیا اور معمولی حالت کے زمیندار تک اُس سے انکار نہین کرتے عرض ارسال مرتب کرنا واصلباقی نویس کا کام ہو جب تک دستخط واصلباقی نہو تحویلدار روپیہ لے نہین سکتا اور جن دنون تھوڑا کام ہو کچھ نگرانی بھی واصلباقی نویس کی ہو سکتی ہو مگر قسط کے ایام مین جب دو دو تین تین سو آدمی ایک دن روپیہ داخل کرنے ٹوٹ پڑتے ہین تب کوئی انتظام ممکن نہین ہو سکتا کیونکہ واصلباقی نویس صرف تنہا اہلکار منجانب گورنمنٹ مقرر ہو نہ اُسکو کوئی مددگار دیا گیا ہو نہ تاب اس بھیڑ مین وہ بہت واجبی جواب ہر ایک شکایت کا جو منجانب زمینداران پیش ہو دیسکتا ہو مسٹر دیانت حسین نے نہایت ہی غور کے بعد حسب ذیل انتظامات تجویز کیے۔

اول یہ کہ زمینداران کو اجازت دیجاسے کہ وہ اپنا روپیہ مالگزاری بذریعۂ منی آرڈر ڈاکخانہ بھیجا کرین اور اسکی نسبت پوری توجہ مسٹر دیانت حسین نے کی اور واقعی یہ طریقہ حکام کو ایسا پسند ہوا کہ بہت اضلاع مین جاری ہو گیا ممالک مغربی شمالی مین پنڈت سالک رام صاحب بہادر کی کوشش سے یہ محکمہ بہت عروج پر ہی اور مسٹر دیانت حسین کی کوشش سے فیروزنگر بھی اس سے مستفید ہو چلا۔ دوسرے ایام قسط مین تین چار مددگار تم طلبانہ سے مقرر کرنے کی اُنھون نے اجازت حاصل کی اور دن بھر مین تین چار مرتبہ وہ اپنے اجلاس سے اُٹھکر سررشتہ واصلباقی نویس مین جاتے اور زمینداران سے دریافت کرتے کہ کوئی بے عنوانی تو نہین ہوئی اگر کوئی شکایت کرتا اُسکا فوراً بندوبست کرتے اور سوا اسکے فرشن کے زمینداران کے اور سب نے یہ رقوم دینا مسدود کر دیا عرض ارسال جو بھی ہوئی سرکار سے مفت ملتی تھی اُنکی قیمت لیجاتی تھی وہ بھی روک دی گئی

سیاہہ نویس اور تحصیلدار

سیاہہ نویس اور تحویلدار کے ہاتھون غریب رعایا کے بچانے کی بہت آسان تدبیر تھی۔ اول یہ کہ تحویلدار کو عملون کو قرض نہ دینے دے اور نہ تحصیلدار خود کبھی جیلتا صرحتیا تحویلدار سے ایک حبہ قرض لے۔ دوسرے تحویلدار اور سیاہہ نویس اور پولیس گارڈ مین جہانتک ممکن ہو اتفاق نہونے دے اس سے ایک دوسرے کے خوف سے کوئی بے عنوانی کی جرأت نہین ہو سکتی تیسرے دن مین دو تین مرتبہ تحصیلدار کو وقتاً فوقتاً خزانہ مین جاکر روپیہ شمار کرنا چاہیے اگر حساب سے ایک پیسہ بھی زیادہ نکلے تو تحویلدار سے بازپرس کرنا چاہیے کیونکہ تحویلدار لوگ ہر روز تھیلی کی تھیلی پیسے باندھکر گھر لیجاتے ہین۔ چوتھے سیاہہ نویس اور زمینداروں مین صرف تعلق رسید کا ہو اسکی نسبت ڈاک مین رسید بھیجنے کا بندوبست کرنا چاہیے تاکہ بیچارے مالگزار رسید کے انتظار مین تباہ نہون اور یہی ایک ذریعہ ہو جو سیاہہ نویس کے مظالم کا باعث ہو۔

مسٹر دیانت حسین نے بہت غور کے بعد یہ کل انتظامات شروع کیے اور وہ اسمین بہت کامیاب ہوے۔

محرر جوڈیشل

اس تحصیل مین محرر جوڈیشل واقعی غضب اندھیر مچائے ہوے تھے اُسکا سبب وہی تھا جو پہلے ہم

ہم کہہ چکے ہین کوئی درخواست جبتک محرر جوڈیشل اور اسکے محرران کی بھینٹ کے ساتھ نہ پیش کیجائے گذرنا دشوار تھا کسی مقدمے کی تاریخ جب تک ایک روپیہ بھینٹ نہ دیجائے کسی اہل مقدمہ کو معلوم ہونا غیر ممکن تھا جو غریب نہین دیتے تھے اُنکے مقدمے مین غلط تاریخ بتلا دیتا تھا اور تاریخ معینہ پر عدم پیروی یا یکطرفہ فیصلے مقدمات ہوجاتے تھے اسکا انسداد بآسانی ممکن تھا وہی میر دیانت حسین نے کیا یعنی کاز لسٹ مقدمات کی نقل روزبروز در عدالت پر شیشہ کے صندوق مین لٹکی رہتی تھی اور جملہ مقدمات کی تاریخ اہل مقدمہ اور وکلا کو بلا توسط محرر جوڈیشل معلوم ہوسکتی تھی اور اُسپر سخت تاکید کی گئی کہ جملہ مقدمات روز روز اُسمین درج ہوجایا کرین اجلاس محرر جوڈیشل کا ٹھلانا میر دیانت حسین نے مسدود کردیا سب اظہار اپنے ہاتھ سے لکھتے تمام استغاثہ اپنے ہاتھ سے لیتے تھے اور تاریخ خود مقرر کرتے تھے امانت لگان کے دو چہر خود مرتب کرتے اور اپنے روبرو تقسیم کرتے تھے میر دیانت حسین نے کوئی رسوخ محرر جوڈیشل کو نہین ہونے دیا اور تمام رعایا پر ثابت کر دکھایا کہ اُسکو کوئی اختیار نہین ہے باوجودیکہ میر دیانت حسین کی اسقدر احتیاط اور کوشش تھی لیکن محرر جوڈیشل صاحب کی عنایت سے وہ بھی نہ بچے میر دیانت حسین فوجداری مقدمات خارج بہت کرتے تھے مقدمہ پیش ہوا اور دیوانی کی ہدایت کردی جب محرر جوڈیشل نے یہ رنگ دیکھ لیا تو ملزمان سے ٹھہرانا شروع کردیا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ اہل معاملہ بہت برسون سے محرر جوڈیشل کے واقفکار تھے انکو ذرا تامل اسمین نہین ہوا چونکہ ایسے مقدمات یہ خارج توکردیتے ہی تھے اب بھی حسب معمول وہ مقدمات خارج ہوگئے اس سے زمینداروں کو شک ہوا کہ محرر جوڈیشل کی معرفت شاید تحصیلدار بھی لیتے ہین جب اسکی اطلاع اُنکو ہوئی فوراً محرر جوڈیشل کو تبدیل کرادیا تب بہزار خرابی کسیقدر رشوت کا تحصیل مین انسداد ہوا یہ سب تو ہوا لیکن اسکا نتیجہ کیا ہوا- میر دیانت حسین نے آپکو بتیس دانتون مین زبان بنایا تمام عمال تحصیل اُنکے جانی دشمن ہوگئے ایک دن ہنوز وہ کچہری نہ آئے تھے کہ عملون مین یہ بات چیت ہوئی-

واصلباقی نویس- یار آجکل تو زمانہ بہت نازک ہورہا ہے ہونڈے نے تو آفت ڈھائی-

سیاہہ نویس- گنگا قسم شباب پاخانہ بند کردیا اُنکے تو کیھو نہ ہوت-

رجسٹرار قانونگوئ- صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد دیکھو تو ہوتا کیا ہے-

محرر متفرقات- بھائی جان جیٹھ حاکم اُترت گرہ بہت کٹھن ہوت ہے-

سیاہہ نویس- تاہم خیر اتنی ہے کہ سررشتہ دار صاحب سے انسے نا ہین بنت ہے جب موقع ملے اُس غنچہ دیے کہ میان کا ستھنا ڈھیلا ہوجاے-

واصلباقی نویس- بھائی چپ رہو زمانہ نازک ہے دیکھیے اس انقلاب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے-

رجسٹرار- نتیجہ کیا ہے دو چار روز مین کوئی گل کھلیگا-

محرر جوڈیشل- میری تقدیر دیکھیے مجھکو کیا دکھلاتی ہے اچھا خاصا حسام پور مین تھا اب اس بلا مین مبتلا ہون خدا عزت آبرو سے نباہ دے تو بہت غنیمت ہے-

سیاہہ نویس- اگر ہم سب ایک دل ہوجائین تو میان کو ایک دن چلانا دشوار ہوجاے تاہم لوگن مان آتفاق کو ہرنا ہین دیکھو شیخ سعدی کیا کہہ گئے ہین کہ - ع -

دو دل یک شود بشکند کوہ را

سیاہہ نویس- آپ اسقدر مخوف کیون ہین ہم لوگن کی امداد کا سررشتہ دار صاحب تیار ہین-

محرر متفرقات - تو یہی انسب ہی کہ اُنسے صلاح لیجاے اور جو وہ حکم دین کیا جاے -

باب بستم

مسٹر ہرلیسن کا فیروزنگر آنا

مسٹر پٹرسن کے جانے کے دو روز بعد صبح کی گاڑی مین مسٹر ہرلیسن تشریف لائے کسی کو ٹھیک تاریخ معلوم نہ تھی اس وجہسے کوئی استقبال کو نہین گیا تھا پرون لال اتفاقیہ اُس دن کسی ضرورت سے اسٹیشن گیے تھے اور جیسے ہی ہرلیسن صاحب ریل سے اُترے فوراً جاکر سلام کیا اور یہ فساد لگایا کہ سب کو آپکی اطلاع تھی مگر کوئی نہین آیا

صاحب - اور تحصیلدار بھی نہین آیا -

سررشتہ دار - وہ جنٹلمین ہین اُنکو استقبال وغیرہ سے نفرت ہی اُنکا قول ہی کہ کلکٹر اور ہم سب ملکۂ معظمہ کے نوکر ہین پھر کیا فرق ہی -

صاحب - کیا نام ہی اُسکا -

سررشتہ دار - دیانت حسین - انکا باپ باغی سرکار تھا -

صاحب - کتنے روز سے تحصیلدار ہی -

سررشتہ دار - ابھی حال مین تو ہوے ہین اور بڑی آفت مچا رکھی ہی کام بھی اچھی طرح نہین چلتا - اس فقرے کا مسٹر ہرلیسن کے دل مین اتنا بڑا اثر ہوا کہ وہ اُسیوقت سے دیانت حسین کے خلاف ہوگئے راستے مین جابجا اُنھون نے وہ تختیان دیکھین جو مسٹر پٹرسن کی جدائی مین لگائی گئین تھین - راستے مین ایک جگہ اُنکی نظر سے یہ تختی گذری کہ ہمکو سوا مسٹر پٹرسن کے کوئی نہین چاہیے صاحب نے اپنی گاڑی روک لی اور پوچھا کہ کسکا مکان ہی

ملازم - وہ تختی میر دیانت حسین کے مکان کے قریب لگی ہوئی تھی - اسکو سنکر صاحب اور بھی برافروختہ ہوے بنگلے پر پہونچتے ہی چپراسیون سے دیانت حسین کے حالات دریافت کیے چپراسی اُنسے جیسا خوش تھے وہ ظاہر ہی کبھی ایک پیسا کسی چپراسی کو انعام نہین دیا اور ہمیشہ بہت ہی ذلت سے چپراسیون سے پیش آتے تھے -

چپراسی - حضور وہ ابھی لڑکے ہین بیس بائیس برس کی عمر ہی پٹرسن صاحب کی مہربانی سے تحصیلدار ہوگئے مزاج مین غرور بہت ہی کسی کی کوئی ہستی نہین سمجھتے اور اپنے کو لگاتے بہت ہین -

صاحب - دل رام جیاون تم سب حال ضلع کا ہمکو بتلایا کرنا ہم بہت خوش ہوتا ہی -

رام جیاون - بہت اچھا خداوند نعمت -

قبل اسکے کہ اور حالات بیان ہون مصنف کو ضروری معلوم ہوتا ہی کہ وہ انصاف کے ساتھ مسٹر ہرلیسن کی خلقی عادات ناظرین سے بتلائے -

مسٹر ہرلیسن ایک نوجوان تیز مزاج انگریز تھے اخلاق بہت وسیع تھا لیکن کسیقدر ناتجربہ کار تھے عام راے کا بہت خیال رکھتے تھے اور اُسی کے دریافت کا ذریعہ وہ ہر شخص سے ملاقات اور سرگوشی کو سمجھے تھے چپراسیون کی بہت خاطر کرتے تھے اور اپنی نیکی کے سبب سے اُنمین اتنا مادہ نہ تھا کہ جھوٹ سچ کو تمیز کر سکتے اُنکے مزاج مین عجلت بہت تھی اور اس وجہ سے اکثر وہ ایسی ڈھنگیان کر بیٹھتے تھے کہ جس سے لوگون کو بہت نقصان پہونچتا تھا چونکہ ضلع کا کام کبھی کیا نہ تھا اس وجہ سے وہ اپنے سررشتہ دار کے بھی ہمیشہ پنجہ مین رہا کرتے تھے اور پرون لال کی ریل والی ملاقات کا اُنکے دل پر اتنا بڑا اثر ہوا تھا کہ اُنکے ذہن مین پرون لال سے زیادہ کسیکی وقعت نہ تھی رفتہ رفتہ مسٹر ہرلیسن کی مخبر پسندیان مشہور ہوئین اور اب ہر شخص کو اُنکے یہان جانے کی جرأت ہوئی اور جوق جوق ملاقاتی جانے لگے دوسرے روز بہت سے ملاقاتی آئے اور حسب ذیل ملاقاتین ہوئین -

اوّل ڈپٹی شوکت حسین صاحب سے ملے۔

صاحب۔ ویل ڈپٹی صاحب آپ کتنے دنون سے اس ضلع مین ہین۔

ڈپٹی صاحب حضور فدوی ساڑھے چار برس سے یہان ہے۔

صاحب۔ اس ضلع مین بہت گڑبڑ ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ پھر حضور تو واقف ہی ہین مین کیا التماس کرون۔

صاحب۔ ہم سُنتا ہے کوئی تحصیلدار یہان بہت غرور ہے۔

ڈپٹی صاحب حضور یہان وہ جیسے بیچارے قدرت حسین مبتلاے آفات ہوے میان دیانت حسین قائم مقام کیے گئے ابھی مزاج مین لڑکپن ہے اور مین کیا عرض کرون

صاحب۔ مگر سررشتہ دار یہان بہت اچھا معلوم ہوتا ہے

ڈپٹی صاحب حضور یہان منشی پرون لال بہت لائق آدمی ہے۔ انکی کیا بات ہے۔

صاحب۔ اچھا ہم سب انتظام درست کر دیگا۔

ڈپٹی صاحب۔ بیشک حضور سے یہی توقع ہے۔

ڈپٹی صاحب رخصت ہوے اور منشی چرونجی لال صاحب تحصیلدار حسام پور پہونچے انسے بھی معمولی بات چیت ہوئی اور موقع پاکر انھون نے بھی دیانت حسین کی شکایت کی الغرض اُس دن جتنے آدمی ملے سبھون نے دیانت حسین کی شکایتین کین اور اُسکا بہت بڑا اثر مسٹر ہریسین پر پڑا شامت اعمال سے جس دن مسٹر ہریسین آئے اُسی دن دیانت حسین کو بخار آگیا اور ایسا سخت بخار تھا کہ وہ پانچ چھ روز گھر سے باہر نہین نکلے مسٹر ہریسین ہر روز چپراسیون سے پوچھتے کہ تحصیلدار نہین آیا چونکہ وہ لوگ دیانت حسین سے انعام اتنے نہ تھے سب ناراض تھے اُنھون نے جڑ دیا کہ وہ حضور کو کیا سمجھتے ہین وہ تو ہیرسن صاحب کے گھمنڈ پر بھولے ہوے ہین اُسنے مسٹر ہریسین کو اور بھی دیانت حسین سے کشیدہ کر دیا چپراسیون نے پرون لال سے کل حال بیان کیا پرون لال بہت ہی خوش ہوا اور اُسنے آپسمین یہی صلاح کی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے صاحب کو اور بھی اسنے برہم کرنا چاہیئے اور چپراسیون سے وعدہ بھی کرلیا تھا کہ بہت جلد سب انتظام درست کر دیا جائیگا صاحب کو آئے ہنوز ایک ہفتہ بھی نگزرا تھا کہ رام جیاون چپراسی پرون لال سررشتہ دار اور منشی شوکت حسین ڈپٹی کلکٹر صاحب کے منھ لگون مین شمار ہونے لگے اور یہ بات عام طور پر مشہور ہوگئی کہ انھین تینون آدمیون کو صاحب کے مزاج مین دخل ہے باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

باب بست ونہم

دیانت حسین اور مسٹر ہریسین کی ملاقات

دس بارہ روز بعد جب کسیقدر میر دیانت حسین اچھے ہوے تو ہریسین صاحب کی ملاقات کو گئے برآمدہ تک اپنی گاڑی لے گئے اور چپراسی کو اپنی ملاقات کا ٹکٹ دیا کہ صاحب کو دے دو رام جیاون نے ٹکٹ کو پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ ابھی ٹھہریے صاحب دو گھنٹہ مین ملینگے اور اُسنے یہ بھی کہا کہ تحصیلدار صاحب اب ہیرسن صاحب کا راج نہین ہے۔ انکو اس بات پر بہت غصہ آیا اور وہ بغیر ملے ہوے چلے گئے اور کچہری مین آکر اس مضمون کی چٹھی ہریسین صاحب کو لکھی۔

"صاحب من۔ مین آج آپ کے بنگلے پر ملنے کو گیا تھا رام جیاون چپراسی نے نہایت گستاخی سے میرا کارڈ آپ تک پہونچانے سے انکار کیا اور اس وجہ سے میں مجبوری واپس آیا مین شکرگذار ہونگا اگر آپ مجھسے ملنے کا کوئی وقت مقرر فرمایئے اور اُس چپراسی کی اس

حرکت کی بھی کوئی سزا تجویز فرمائیے ہندوستانی شرفا کے ساتھ ایسی بے تہذیبی چپراسیون کو مناسب نہین اور اس سے ہم لوگون کو بہت صدمہ پہونچا ہے۔

آپکا فرمانبردار۔ دیانت حسین"

اس چٹھی کے پاتے ہی صاحب نے لالہ پیرون لال سے مخاطب ہوکر یون گفتگو کی۔

صاحب۔ وَل پیرون لال یہ تحصیلدار کیسا آدمی ہے ہمارے ملنے کو گیا اور بغیر ملے لوٹ آیا۔

پیرون لال۔ حضور آدمی تو لائق ہین مگر مزاج مین کسیقدر مشیخت ضرور ہے۔

رام جیاون چپراسی۔ جس وقت تحصیلدار صاحب آئے تھے حضور غسلخانہ مین تھے تابعدار نے ہرچند کہا کہ ایک لمحہ بھر ٹھہر جائیے مگر ایک نہ مانا اور فوراً لوٹ گئے اور آج انھون نے حضور ایک ایسی نئی بات کی ہے جو کبھی نہین ہوئی۔

پیرون لال۔ ہان تابعدار نے بھی سنا وہ گاڑی لیے برآمدے تک چلے گئے ایسی گستاخی تو ڈپٹی لوگ نہین کرتے ہین

رام جیاون۔ آخر حضور ڈپٹی شوکت حسین بھی تو ہین وہ بیچارے احاطہ باہر گاڑی سے اُترتے ہین۔

صاحب۔ ہم سب شیخی نکال دیگا۔ اچھا تم اس چٹھی پر یہ حکم فارسی مین لکھ دو۔

"حکم ہوا کہ"

تو ایسی اسکے تحصیلدار کو لکھا جاے کہ وہ کل ساڑھے دس بجے ہمارے بنگلے پر حاضر ہو اور ایسی خفیف بات کے لیے اُنکا چپراسی کی شکایت کرنا زیبا نہین تھا"

اس حکم کو پاکر میر دیانت حسین بہت ہی خفیف ہوے تمام شہر مین طرح طرح سے اسکا تذکرہ ہوا پیرون لال وغیرہ بغلین بجاتے تھے اور میر دیانت حسین اسقدر رنجیدہ تھے کہ شاید اگر وہ نوکری پیشہ نہ ہوتے اور کوئی بھی جائداد اُنکی ہوتی تو وہ استعفا دیدیتے مگر مجبور تھے بیچارے کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا دوسرے دن ساڑھے دس بجے صاحب سے ملنے گئے۔

دیانت حسین۔ آداب عرض۔

صاحب۔ سلام صاحب۔ وَل آپ تحصیلدار ہے۔

دیانت حسین۔ جی ہان۔

صاحب۔ آپ مجھسے ملنے کیون نہین آیا۔

دیانت حسین۔ مجھے بخار آگیا تھا اس وجہ سے مین حاضر نہین ہوا تھا۔

صاحب۔ اچھا آپ ہر روز دس بجے ہمارے بنگلے پر آیا کیجیے اور شہر کی صفائی کی بابت رپورٹ کیا کیجیے۔

دیانت حسین۔ بہت بہتر۔

صاحب۔ اچھا اب آپ رخصت ہون اور پیٹرسن صاحب کو جو کوئی چٹھی لکھیے گا تو ہمارا سلام لکھ دیجیے گا۔

میر دیانت حسین وہان سے رخصت ہوے مگر اس اخیر فقرے کو بہت دیر سوچتے رہے کہ کس مطلب سے استعمال کیا گیا ان غریب کو یہ خبر نہ تھی کہ پایہ لوگون کا پورا جوڑ چل چکا ہے اور اب مسٹر پیٹرسن سے خیر کا پانا کرنا بہت مشکل کام تھا۔

باب بست و دوم

دیانت حسین اور انسداد رشوت

جیسے ہی میر دیانت حسین اپنی تحصیل مین حسب دلخواہ انسداد رشوت کر چکے اُنکو یہ شوق چرایا کہ تمام ضلع مین رشوت کا انسداد ہو جاے اُنکے خیال مین یہ کوئی بہت مشکل اور ناشدنی امر نہ تھا مسٹر ڈلٹن اسسٹنٹ کمشنر اُنکے ہمخیال تھے اور گو مسٹر پیٹرسن موجود نہ تھے لیکن تاہم

یہ پورا بھروسا تھا کہ وہ بھی اسمین آنکے شریک ہونگے اُنھون نے اخیر ہفتہ کے لیے ایک نوٹس شائع کیا کہ ٹون ہال مین سب صاحب تشریف لائین اور چند امور نسبت انسداد رشوت پیش کیے جائینگے۔ چنانچہ بوقت معینہ ٹون ہال مین بہت لوگ جمع ہوے تمام معززین شہر و کلا رؤسا حکام ہندوستانی تشریف رکھتے تھے اور لالہ پیارے لال ڈپٹی برج لال اور ڈپٹی شوکت حسین اور مسٹر ڈلن صاحب بہادر بھی رونق افروز تھے مسٹر ہرسن باوجود اطلاع تشریف نہین لائے تھے سب سے پہلے میر دیانت حسین صاحب اُٹھے اور اُنھون نے حسب ذیل تقریر کی۔

جنٹلمین آج ہم لوگ اس غرض سے یہان جمع ہوے ہین۔ اپنے ملک کی دشمن۔ قوم کی دشمن۔ ترقی کی دشمن۔ اعتبار کی دشمن رشوت کے انسداد کی کوئی تدبیر باہمی صلاح سے نکالین۔ اسمین کچھ شک نہین کہ یہ ایک بہت مشکل کام ہے اور غالباً میرے بہت دوست میری اس کوشش کو جنون یا مالیخولیا سمجھے ہونگے مگر جنٹلمین نہ مین سڑی ہون نہ سودائی نہ مجھے جنون ہے نہ مالیخولیا البتہ مجھے ایک دلی رنج ہے جو اپنی قوم کی رشوت ستانی سن سن کر و دیکھکر پیدا ہوا ہے اور وہ اب جنون کی حد تک پہونچ گیا ہے مگر یہ وہ جنون ہے کہ جسکو مین ہزار عقل سے افضل اور ہزار صحت سے بہتر جانتا ہون مین نے ایک ایسے کام کا بیڑا اُٹھایا ہے جسکو مین خود جانتا ہون کہ چلنے والا نہین لیکن اس سے کیا یہ ضرور ہے کہ مین اپنی ہمت ہار جاؤن اور ہیرون کو توڑ کر چپ چاپ ہو بیٹھون نہین ہرگز نہین جنٹلمین یقین کیجیے کہ اگر آپ لوگ میری مدد فرمائین اور سب میرے ہمخیال ہو جائین تو یہ رشوت اسطرح دور ہو جاسے کہ گویا کبھی تھی ہی نہین ہمت عجیب چیز ہے اور کسی ایشیائی شاعر کا یہ شعر ہے [illegible]

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

یہ مین تسلیم کرتا ہون کہ رشوت ایک ایسی پرانی چیز ہے جو ابتدا سے آفرینش سے اب تک مختلف رنگون میں مختلف پیرایون مین رائج ہے ہزارون فوجی افسرون نے رشوت لیکر اپنے بادشاہون کے ملک کھو دیے ہزارون گناہگار رشوت کے سبب سے تعزیر سے بچ گئے ہزارون بیگناہ رشوت کی بدولت پھانسیان پا گئے ہزارون امیر غریب ہوگئے اور ہزارون محتاج رشوت کی بدولت امیر الامرا بن گئے یہ سب کچھ تو ہوا لیکن کیا اس سے یہ ضرور ہے کہ ہم اسکو قدیم سمجھکر کوئی اچھی بات سمجھین اور اسکے بجنسہ رہنے کی تمنا کرین نہین نہین جنٹلمین مین کوئی واعظ یا مولوی نہین ہون جو اپنے جلسے مین مذہبی دلائل سے رشوت کی برائیان ثابت کرون مگر اتنا ضرور کہونگا کہ ہمارے خدا اور سب دین کے پیشواؤن نے رشوت کو معیوب اور برا لکھا ہے اور راشی اور مرتشی دونون کو جہنمی بتلایا ہے مین پوچھنا چاہتا ہون کہ کوئی مذہب یا ملت فرقہ یا گروہ ایسا ہے کہ جسمین رشوت کی سخت ممانعت نہو۔ نہین کبھی نہین اب صرف دیکھنا امر ہے کہ ہندوستان مین رشوت کیون زیادہ رائج ہے اسکے اسباب چند ہین اول یہ کہ ہم لوگون مین سوسائٹی کا کوئی قانون نہین ہے سب لوگ آپسمین بلا امتیاز شیر و شکر ہین اسکے سبب سے بہت نقصانات پیدا ہوتے ہین سوسائٹی کا ڈر ایک عجیب ڈر ہے فرض کیجیے مسلمانون مین میخواری علاوہ مذہبی جرم کے علاوہ سوسائٹی کا بھی جرم ہے اسلیے اسکے کرنے سے ہر شخص اجتناب کرتا ہے اور اگر کرتا بھی ہے تو چھپا کر رشوت ابھی تک ہماری قوم مین سوسائٹی کا جرم نہین خیال کیا جاتا اور یہی سبب ہے کہ اسکے کرنے مین کسیکو کچھ باک نہین ہے ادنی سے ادنی درجے کے اہلکار رشوت کی دولت سے شان و شوکت سے رہتے ہین اور سوسائٹی سے کوئی نفرت نہین کرتا

ہونے سے ہر جلسہ مین شریک ہوتے ہین پھر اُنکو کون سبب مانع ہو سکتا ہے کہ وہ رشوت نہ لین جنٹلمین ہم ہندوستانی سب ایک جسم ہین اور اُنکا روپیہ ہم سب کا خون ہے پس ایک ہندوستانی بھائی سے رشوت لینا ویسا ہی شرمناک ہے گویا ہم اپنے ایک بھائی کی بوٹیان نوچ نوچ کھاتے ہین (بڑے زور سے اور چارون طرف سے شرم شرم) مین اپنی تقریر کو گو مجھے بہت کچھ کہنا باقی رہگیا ہے طول نہ دونگا اور مین یہ پہلا رزولیوشن تجویز کرتا ہون کہ سب اہلکاران سرکار خواہ ہندو ہون یا مسلمان کالے رنگ کے ہون یا گورے چمڑے کے یا ڈپٹی کلکٹر حلف اُٹھائین کہ وہ آیندہ سے قطعی رشوت نہ لینگے اور جو شخص رشوت لیتا ہوا بعد اس حلف کے پایا جاے اُس سے قطعی آمد و رفت خور و نوش ترک کر دی جاے یہ حلف کوئی معمولی حلف نہوگی - بلکہ ہندؤن کو گنگو مسلمانون کو سور رشوت کی نسبت کہنا پڑیگا - جنٹلمین سب سے پہلے مین حلف لیتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ اے خدا تو میری اس قسم کو مضبوطی دے (ہینئر ہینئر) اس تقریر کا ختم ہونا تھا کہ مسٹر ڈلن نے بڑے زور سے تالیان بجائین اور تمام کمیٹی مین ایک کھلبلی سی پڑگیا سب کے چہرون پر ہوائیان چھوٹنے لگین اور عجب شش و پنج مین سب لوگ پڑگئے اگر قسمین نہین کھاتے ہین تو مسٹر ڈلن سب کو بے ایمان سمجھتے ہین اور اگر قسمین کھاتے ہین تو کام چلنے کی اُمید نہین ہے -

میر دیانت حسین کے بعد بڑی بہادری سے لالہ بیجناتھ صاحب منصف اُٹھے اور اُنھون نے بھی قسم کھائی اور اتنا ایزاد کیا کہ وکلا اور مختارون کو بھی حلف اُٹھانا چاہیئے کہ وہ لوگ بھی عمال کو رشوت نہ دلائین -

الغرض بہت لوگون نے شوق سے اور بہت لوگون نے شرما شرمی اپنی اپنی مذہبی قسمین کھائین اور کمیٹی تارک الرشوت کے ممبر بنے ڈپٹی برج لال صاحب نے بھی حلف لے لیا اور اُسی روز سے رشوت ترک کر دی لیکن منشی شوکت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر اور پرون لال سررشتہ دار کلکٹری نے حلف نہین اُٹھایا اور یہ عذر کیا کہ وہ لوگ آج بغیر غسل کے حلف اٹھانے سے مجبور ہین جب جلسہ قریب ختم تھا مسٹر ڈلن نے ایک بہت ہی پُر اثر تقریر کی اور میر دیانت حسین کی قابلیت اور ایمانداری کی بڑی تعریف کی اور اُنکا شکریہ تجویز کیا چنانچہ بعد اداے شکریہ جلسہ برخاست ہوا -

اس جلسے نے سونے مین سہاگے کا کام کیا اور میر دیانت حسین سے تمام لوگون کو اور بھی برہمی پیدا ہو گئی اُنھون نے بھی قطعی طور پر راشیون کے یہان آنا جانا بند کر دیا اُسی درمیان مین ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے لڑکا پیدا ہوا اور اس تقریب مین انھون نے ایک عام دعوت کی تمام حکام ضلع یعنی یورپین افسران تک کا ڈنر تھا - بہادر دیانت حسین اُسمین بھی شریک نہین ہوے اور نیوتہ کی فہرست پر لکھ دیا چونکہ ڈپٹی صاحب نے ابھی تک حلف نہین اُٹھایا ہے اسلیے ادب کے ساتھ مجھکو اس جلسے کی شرکت سے انکار ہے - اس تحریر کو دیکھکر ڈپٹی صاحب بہت ہی بگڑے اور شیر قالین بنکر دیانت حسین کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا لالہ پرون لال سے بھی بہت دیر تک اس معاملے مین سرگوشی رہی اور رام جیاون چپراسی بھی بُلایا گیا اور اُس سے بھی کچھ باتین ہین -

باب بست و سوم

لالہ پرون لال کی سررشتہ داری

مسٹر ہریسن کے آتے ہی ضلع کا رنگ بدل گیا تو ضلع مین دیانت حسین ہی دیانت حسین تھے اور یا اب پرون لال کا

طوطی بولنے لگا تمام عمال دو وقتہ دربار داری کرتے تھے
ڈپٹی کلکٹر تک برابر پرون لال کے یہان آتے جاتے تھے
تمام ضلع کے تحصیلدار باستثنائے دیانت حسین سرگرم
خوشامد تھے۔ گھی۔ چانول۔ تخت۔ کرسیان۔ پلنگ
سب ہی چیزین سوغات مین تحصیلدارون کے پاس سے
آنے لگین اور اب لالہ پرون لال سررشتہ داری کے زور
دکھانے لگے تمام عمال کی تقرری اور تبدیلی مسٹر ہرلیسن نے
پرون لال کے ہاتھ مین دے رکھی تھی اور پرون لال
تمام ضلع کو آنکھ بند کر کے لوٹتے تھے رام جیاون چپراسی
اور ڈپٹی شوکت حسین پرون لال سے ملے ہوے تھے
ہمیشہ صاحب سے اورون کی برائیان کر کے پرون لال کی
تعریف کر دیا کرتے تھے اور یہ تعریف گویا آیت حدیث
ہو جاتی تھی پرون لال نے تھوڑے ہی زمانے مین یہ
رنگ جما لیا کہ جب کوئی جگہ خالی ہوتی اسکا نیلام کیا جاتا
جو امیدوار زیادہ قیمت لگاتا وہی کامیاب ہوتا۔ یہ
ممکن ہی نہ تھا کہ بغیر لالہ پرون لال کے پوچھے کوئی
شخص ضلع مین گھسنے پائے مسٹر ہرلیسن کچھ ایسے موم کی
ناک بنگئے تھے کہ پرون لال جدھر چاہتا انکی طبیعت
پھیر دیتا تھا اور سب تحصیلدارون نے پرون لال کو
دے لیکر راضی کر لیا تھا لیکن بیچارے دیانت حسین اپنی
دیانت اور راستبازی کی بدولت ہرلیسن گردی مین
بہت ہی پریشان تھے کوئی انکی رپورٹ ایسی نہوتی
جسپر ٹیڑھا حکم صدر سے نہ آتا ہو۔ اسی وجہ سے دیانت حسین نے
عام طور پر سب معاملات مین اور خاصکر نوکری چاکری کے
بارے مین سفارش کرنا ترک کر دیا تھا۔ پندرہ دن کی بھی
اگر عوضی خالی ہوتی تو وہ لکھ دیتے تھے کہ تحصیل مین کوئی
امیدوار ایسا نہین ہے جو مقرر ہو سکے صدر سے عوضی
تجویز کیا جاے۔

پرون لال کا آفتاب اقبال اس حد کو عروج پہ
پہونچا کہ آج انکا مثل لیاقت ذہانت اور حاکم کی
عنایت مین دوسرا نظر نہ آتا تھا۔ اتفاقیہ اس ضلع کی
دو تحصیلون مین ژالہ زدگی ہوئی فیروزنگر اور حسام پور
مسٹر ہرلیسن نے خود فصل دیکھنے کا ارادہ کیا اور اس
وجہ سے ان دونون تحصیلون مین دورہ کیا پہلے
تحصیل حسام پور مین دورہ کیا وہان منشی چرونجی لال
صاحب تحصیلدار تھے انھون نے ہر طرح عمال اور
چپراسیون کی خدمتگذاری کی اور سب عمال نے
ایک ایک مہینے کی تنخواہ چندے سے وصول کر کے دوسو
روپیہ جناب سررشتہ دار صاحب کے نذر کیے اور اسیطرح
سب چپراسیان اور ملازمان نے صاحب کلکٹر بہادر کو
دعوت مین حسب حیثیت نذر کیا رام جیاون چپراسی کا
زور بھی قابل دید تھا وہ بھی ایک خدائی فوجدار
بنا ہوا تھا تمام لوگ تحصیلدار اور پیشکار سب اس سے
ڈرتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ مسٹر ہرلیسن نے اپنے
سیدھے پن سے اسکو اس درجہ سر چڑھا لیا تھا کہ اسنے
سب کی عافیت تنگ کر دی تھی لالہ چرونجی لال صاحب
اجلاس پر ایک دن وہ کسی ضرورت سے گیا تحصیلدار صاحب نے
سر اجلاس کرسی پر بٹھلایا اور سروقد تعظیم کی جتنے دن
صاحب کلکٹر کا لشکر حسام پور مین رہا بیچارے چرونجی لال کا
غضب مین جان تھا مہمانداری کرتے کرتے انکا بھرتہ
بگڑ گیا لیکن انکی محنت ٹھکانے لگی اور سب لوگ حسام پور سے
راضی گئے اور سب نے موقع موقع چرونجی لال کی
ثنا و صفت بھی مسٹر ہرلیسن تک پہونچائی اور اسکا یہ اثر ہوا
کہ باوجودیکہ چرونجی لال کی نسبت مسٹر پٹرسن بہت ہی
خراب لکھ گئے تھے لیکن ہرلیسن صاحب نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔
وہان سے کوچ ہو کر صاحب ڈپٹی کمشنر کا لشکر بمقام
کرنیل گنج آیا یہ مقام تحصیل فیروزنگر مین ایک مشہور جگہ تھی
اور ایام غدر مین بھی وہان چکلہ دار اور ناظم سب ٹھہرا کرتے تھے

مسٹر دیانت حسین کا پورا ارادہ تھا کہ وہ خود کرنل گنج نہ جائین لیکن دفعتاً صاحب کلکٹر کا پروانہ آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ کل ہمارا مقام کرنل گنج مین ہوگا تحصیلدار خود مع سپروئزر قانونگو لشکر مین حاضر ہون اس سبب سے یہ مجبور ہوے اور علی الصباح روانہ کرنل گنج ہوے۔

صبح سویرے سے لشکر کے لوگ آنے شروع ہوے چپراسیون نے سب سامان جمع کر رکھا تھا ہر شے افراط تھی سب کو بہت سیر چشمی سے دیگئی ہر چند سب چیزین موجود تھین لیکن شاگرد پیشہ لوگون نے یہ دن لال کی شہ پاکر ایک ہلڑ مچا دیا۔

بہشتی۔ حضور ہماری مشک ٹوٹ گئی ہے ایک نئی بنوا دیجیے

بیرا۔ صاحب کا بوٹ میلا ہو گیا ہے بوٹ کی سیاہی کہین سے منگوا دیجیے۔

خانساماں۔ شکر باورچی خانہ مین نہین ہے شاہجہانپور کا قند منگوا دیجیے۔

رام جیاون۔ صاحب نے حکم دیا ہے کہ اسوقت چار کوڑی بھیڑ کے آختہ منگوا دیجیے اور جو دام ہو دیا جائیگا ایک منٹ مین چار فرمائشون کی بھرمار بیچارے دیانت حسین پر ہوئی ہنوز وہ اسکا بندوبست بھی نہ کرچکے تھے کہ سائیس دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ حضور صاحب کی ٹم ٹم کا بم ٹوٹ گیا ہے ایک ہوشیار بڑھئی اور لوہار اور سندری کی لکڑی فوراً منگوا دیجیے کہ جسمین آج شام تک تیار ہو جاوے۔

میر دیانت حسین کے آتے ہوے حواس غائب ہوے اور وہ بیچارے اس فکر مین ہوے کہ الٰہی خدا کیونکر آج بیڑا پار ہوتا ہے۔ انکو حیرت تھی کہ یکبارگی یہین سب آفتین نازل ہوئین مشک بھی پھٹ گئی سیاہی کی ڈبیہ بھی جاتی رہی بھیڑون کی بھی آج ہی ضرورت ہوئی شکر بھی آج ہی کم ہوئی اور سب پر طرہ یہ کہ ٹم ٹم کا بم بھی آج ہی ٹوٹا دیانت حسین چپراسیون کو بلا کر بھیجنے لگے حکم دے رہے تھے کہ رام جیاون نے دوسری ڈانٹ بتائی کہ تحصیلدار صاحب ذرا جلدی کیجیے کا پیٹرسن صاحب کا زمانہ نہین ہے ہمارے صاحب تحصیلدارون کو کان پکڑ کر نکال دیتے ہین یہ فقرہ سنکر جو رنج میر دیانت حسین کو ہوا ہوگا اسکو ناظرین خود ہی اندازہ کر سکتے ہین لیکن بیچارے کرتے تو کیا کرتے انکے مقدر کی طرح انکے سارا زمانہ فرنٹ تھا بتیس دانتون مین زبان ہو رہے تھے ایسی حالت مین سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ یا برداشت کرتے اور یا ترک تعلق کر دین نوکری کے سوا کوئی معاش نہ تھی اسلیے بیچارے سب انگیز کرتے تھے اور ہنسکر ٹال دیتے تھے

ادھر تو یہ انتظام مین مصروف تھے اور وہان کا قصہ سنیے مسٹر ہریسن اپنے شامیانے مین بیٹھے ہوے کچھ لکھ رہے تھے رام جیاون چپراسی۔ گھراؤ بیرا اور رمضان خان خانساماں تینون قنات کے پاس بیٹھے اور اسطرح باتین شروع کین کہ مسٹر ہریسن اچھی طرح سن سکتے۔

گھراؤ بیرا۔ آج تو خانساماں جی بڑا گجب (غضب) ہو گیا تھا بڑی کھیر (خیر) ہوئی نہین رام جیاون کھوپڑی توڑ ڈالتا۔

خانساماں۔ گصہ (غصہ) تو مجھکو ایسا آیا تھا کہ مین آپے مین نہ رہا تھا مگر صاحب کے مزاج کو ڈر گیا۔

رام جیاون۔ بھائی تمہین انصاف کرو میری کیا خطا تھی جب ہمارے صاحب کو جنکی بدولت ہم عیش کرتے ہین ہمارے بال بچے پرورش پاتے ہین انکو کوئی بلایت (ولایت) کا جنگی بتائے تو ہمکو کیسے گصہ (غصہ) نہ آئے۔

گھراؤ۔ نہین وہ اپنے کو لگاتے بھی بہت ہین اپنے برابر کسیکو سمجھتے ہین۔

خانساماں۔ اجی وہ راجہ ہین تو اپنے گھر کے لاٹ ہین

اپنے گھر کے ہمتو جسکا نمک کھاتے ہین وہی ہمارا لاٹ ہے
رام جیاون - اگر منشی پیرون لال وہان نہوتے تو بڑا غضب ہو جاتا پیرون لال کو بھی بڑا رنج ہوا - دیکھو کیسا آدمی ہے کسی سے ایک چھدام نہین لیتے - بھئی دھیمے دھیمے بات کرو کہین صاحب نہ سن لین غضب ہو جاتا

مسٹر ہرلیسن نے اس گفتگو کو بہت ہی کان لگا کر سُنا اُنسے اتنا بھی ضبط نہو سکا کہ کچھ بھی سکوت کرتے اُنھون نے فوراً آواز دی کہ یہان آؤ -

رام جیاون - حاضر غریب پرور -

صاحب - وَل تمسے آج کس سے لڑائی ہوا -

رام جیاون - حجور کسی سے نہین -

صاحب - وَل سچ تبلاؤ کچھ ڈرنے کا بات نہین -

رام جیاون - (بہت ہی خوف زدہ صورت بنا کر اور تھر تھر کانپ کر) حجور میری عادت کیسکی چغلی کی نہین آج پچیس برس حجور لوگون کی اردلی مین گذرا کیسکی لگائی بجھائی نہین کی آگے حجور مان باپ ہین -

صاحب - وَل ہم پوچھتا ہے اور تم نہین تبلاتا - بول حرامزادہ اسٹیڈ فول -

رام جیاون - حجور مالک ہین مین کیا تباؤن اجہ لیاقت حسین کے بیٹوا جو تحصیلدار ہین حجور کو بلایت کا بھنگی بتاتے تھے اور کوئی انگریزی کتاب پڑھ پڑھ کر سُناتے تھے کہ صاحب اُس دیس کے مہتر ہین تابعدار منشی پیرون لال کو بُرا معلوم ہوا مُدا حجور کے ڈر سے چُپ ہو رہے اب حجور حکم دین تو تابعدار اپنا کھون اور اُنکا کھون ایک کر دے -

صاحب - اوہ اچھا کچھ پروا کا بات نہین اب اگر وہ یہان آوے تو تم اُس سے صاف کہدو کہ وہ راجہ کا جُھوٹا ہے جنگی صاحب سے اُسکا ملنا کچھ ضرور نہین انھین ابھی اِسی سے کہو کہ ہمارا لشکر سے چلا جاوے -

مسٹر ہرلیسن کو اس بات کا اتنا رنج ہوا کہ وہ اپنے خیمے مین ٹہلنے لگے اور بار بار دانت پیستے تھے بیشک اگر اُنکا بس چلتا تو اُسوقت دیانت حسین کو گولی مار دیتے - مسٹر ہرلیسن کے رنج کے دو سبب تھے اول تو وہ کسیقدر ڈھل مل یقین تھے جو جسنے کہدیا فوراً یقین کر لیتے تھے اور دوسرے وہ اپنی عزت بہت چاہتے تھے اسطرح ایک ہندوستانی کا انکو ذلیل بتلانا سخت ناگوار ہوا -

ادھر رام جیاون شیر کی طرح ڈپٹتا ہوا اُچھلتا کودتا پہلے منشی پیرون لال کی چھولداری مین گیا اور اُنسے کچھ کان مین کہا کہ جسپر ایک بڑے زور سے قہقہہ لگا اور اسکے بعد تحصیلدار صاحب کے پاس آیا اور کہا آپ اسیوقت تحصیل چلے جائیے یہان چپراسی لوگ سب بندوبست کر لینگے اور صاحب نے کہا کہ اسوقت ہمسے ملنے کی کچھ ضرورت نہین ان غریب کو کیا خبر تھی کہ یہ جوڑ بازیان ہو رہی ہین یہ تو اس رخصتی کو بہت غنیمت سمجھے کہ چورون نے گٹھری لی بیگاریون نے چھٹی پائی یہ فوراً اُسیوقت فیروز نگر چلے آئے اور قانونگو کو انتظام رسد کے لیے چھوڑ آئے جیسے ہی دیانت حسین سوار ہوئے رام جیاون صاحب کے پاس واپس آیا -

رام جیاون - حجور کہدیا -

صاحب - پھر وہ کچھ بولا -

رام جیاون - اب حجور کھود نہ پوچھین اُنکے تو پر نکلے ہین -

صاحب - وَل کیا کہا تم ہمارا ڈر مت کرو صاف صاف بتلاؤ -

رام جیاون - کہین کیا گھوڑے پر سوار ہو چلے گئے اتنا البتہ بولے کہ ہم ہرلیسن کی کیا پروا کرتے ہین بلایت کے مہتر یہان جو چاہین سو حکومت کر لین بلایت مین ملکہ ٹوریا کا پاکھانہ صاف کرتے کرتے ہاتھ گھستے ہونگے -

صاحب - اچھا ہم سمجھ لیگا - رام جیاون اب تم پورا پورا حال اس بدمعاش تحصیلدار کا بتلاؤ -

رام جیاون - بہت خوب حضور -

ناظرین اسکو خود سمجھ سکتے ہونگے کہ اس تحصیل مین سررشتہ دار یا چپراسی کسیکو کچھ نہ ملا ہوگا اور سب لوگ اس سرد مہری سے اور بھی دیانت حسین کے خلاف ہو گئے ہونگے -

باب بست و چہارم

دیانت حسین مصیبت مین

دفعتاً زمانے نے پلٹا کھایا اور یکبارگی دیانت حسین اور مسٹر ہرلیسن کی ان بن کی خبرین مشہور ہو چلین دیانت حسین چند مرتبہ صاحب ڈپٹی کمشنر سے ملنے گئے لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتے تھے اور ان غریب کا سلام تک منظور نہوتا تھا - انکے ہر کام پر اعتراضات شروع ہوئے انکا ہر فیصلہ منسوخ ہونا شروع ہوا کوئی سیدھی بات بھی یہ کرتے تو اسپر صد ہا اعتراض ہوتے تھے - یہ رنگ دیکھکر انکے عمال بھی انسے فرنٹ ہو گئے اول تو یون ہی انسے ناراض تھے اسپر طرہ یہ ہوا کہ مسٹر ہرلیسن کی ناراضی نے اور بھی سب کو گستاخ اور بے ڈر کر دیا چپراسی تک انکا حکم نہ مانتے تھے اور جب یہ کسی پر ناراض ہوتے تو وہ ایسا گستاخ جواب دیتا کہ یہ بیچارے اپنا سا منھ لیکر رہجاتے نہ انکو یہ امید تھی کہ انکی کوئی شکایت اٹنڈ ہوگی نہ انکو یہ توقع تھی کہ انکی کسی رپورٹ پر کوئی توجہ ہوگی انھون نے اپنی ان سب مصائب کا حال مسٹر ٹیرسن کو لکھا تھا مگر انھون نے یہی جواب دیا کہ سچائی ہمیشہ غالب رہتی ہے تمکو ذرا بھی اس انقلاب سے متفکر نہونا چاہیے خدا تمھارے ساتھ ہوگا"

بیچارے ایسے پریشان تھے کہ نہ انکا کوئی یار مددگار تھا نہ کوئی دوست غمخوار تحصیل منصفی - پولیس - کلکٹری فوجداری ہر محکمہ کے لوگ انکی دیانت کے سبب سے انکے جانی دشمن اور تشنۂ خون ہو رہے تھے مسٹر ہرلیسن بھی انسے سخت ناراض تھے اور اس ناراضی کے سبب سے مختلف موقعون پر وہ میر دیانت حسین کو ذلتین دے چکے تھے مسٹر ڈلن سے انکو کسیقدر سہارا تھا وہ بھی اس زمانے مین رخصت پر جانے والے تھے یہ ایک دوسرا خدشہ انکے واسطے پیدا ہو گیا تھا اس سے اچھا موقع دشمنون کو اپنی دلی عداوت نکالنے کا مل گیا تھا لہذا ایک دن لالہ پرون لال کے مکان پر یہ کمیٹی ہوئی - شیخ قدرت حسین تحصیلدار موقوف شدہ - مولوی شوکت حسین ڈپٹی کلکٹر - لالہ پرون لال صاحب سررشتہ دار - لالہ پربھو دیال صاحب سیاہہ نویس تحصیل - یہ چارون آدمی ایک تخلیہ مین بہت دیر تک باتین کرتے رہے تھوڑی دیر کے بعد پربھو دیال وہان سے نکلے اور ایک چپراسی کو بھیجا کہ بچا سنگھ زمیندار شرارت پور کو بلا لاؤ - بچا سنگھ اس تحصیل مین ایک مشہور شریر آدمی تھا صدہا بدمعاش اسکے اختیار مین تھے جو چاہتا سو کر ڈالتا تھا دور دور اسکے گروہ کے لوگ چوریان کرنے جاتے اور صدہا روپیہ غارت مین لاتے تھے علاوہ اسکے آپسمین جہان کسی سے لاگ ڈانٹ ہوئی پچاس پچاس روپیہ روز پر بچا سنگھ کا غول مدد کے لیے جاتا تھا بچا سنگھ ایسا شریر آدمی تھا کہ اسکو اپنی ابرو کھو دینے مین کچھ باک نہ تھا اور جری بھی اتنا تھا کہ اسکو اپنی جان کی بھی پروا نہ تھی راجہ لیاقت حسین خان اور بچا سنگھ مین ایک قدیم عداوت بابت زمینداری کے تھی اور اکثر راجہ صاحب مرحوم اس سے خائف رہا کرتے تھے اور وہ راجہ صاحب سے - دیانت حسین جب تحصیلدار ہو کر آئے تو بچا سنگھ بہت ہی ڈرا کہ یہ اپنے باپ کے وقت کی

کسر نہ نکالین مگر دیانت حسین اس دیانت کے آدمی نہ تھے کہ وہ کوئی اس قسم کا فعل کرتے جو خلاف ایمان ہوتا تھوڑی دیر مین بچا سنگھ آیا اور اُس سے بھی تخلیہ مین کچھ باتین ہوئین اور لوٹیا مین گنگا جل منگایا گیا معلوم نہین کہ کسنے کسنے حلف لیا تھوڑی دیر مین سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

دوسرے روز گیارہ بجے دن کو جیسے صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین سوال خوانی ہوئی منجملہ اور درخواستون کے ایک یہ بھی عرضی نکلی۔

بچا سنگھ ساکن موضع شرارت پور تھانہ فیروزنگر مستغیث

بنام

راجہ سید دیانت حسین تحصیلدار فیروزنگر تھانہ فیروزنگر ملزم

جُرم دفعہ ۳۲۵ تاریخ وقوع جرم ۱۱- ماہ دسمبر سنہ

وقت نو بجے دن۔

غریب پرور سلامت صراحت استغاثہ یہ ہے کہ مستغیث موضع شرارت پور کا زمیندار و نمبردار ہے چنانچہ مستغیث نے اپنے ذمے کی مالگذاری بابت اقساط نومبر و دسمبر بذریعہ منی آرڈر تحصیل مین بھیجدیا جسکی رسید پاس مستغیث کے موجود ہے مگر ملزم نے جو کہ تحصیلدار فیروزنگر کا ہے باوجود ادا ے مالگذاری مستغیث کو چار مذکوریان اسم نامعلوم بھیجکر پکڑوا بلایا اور مبلغ عہ ۱۲ مالگذاری طلب کی مستغیث نے عذر کیا کہ مین آٹھ آنے کا نمبردار ہون اپنے ذمے کی کل مالگذاری بذریعہ منی آرڈر ارسال کر چکا ہون دوسرے سے مجھسے واسطہ نہین اسپر ملزم نے مجھسے سخت کلامی مستغیث نے دینے سے لاچاری ظاہر کی اسپر ملزم کو غصہ آیا اُٹھکر دو تین گھونسے اس زور سے مستغیث کے مارے کہ دو دانت مستغیث کے ٹوٹ گئے اور شام تک حراست مین بے آب و دانہ بٹھا رکھا شام کو جب چپراسی مذکوریان تحصیل اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوے مستغیث وہان سے اپنی جان بچا کر تھانے مین آیا اور تھانے مین جب سماعت نہوئی تب بذریعہ درخواست ہذا نالشی ہون کہ تدارک ملزم حسب دفعہ ۳۲۵ تعزیرات ہند فرمایا جاوے۔

عرضی فدوی بچا سنگھ معروضہ ۱۲- دسمبر

صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اظہار تحریر فرمایا اور چٹھی کے ذریعے سے ڈاکٹر کے پاس واسطے ملاحظہ کے بھیجا اتفاق کی بات دیکھیے کہ ڈاکٹر مکریڈی اسی روز شکار کو گئے تھے اور اسسٹنٹ سرجن انچارج تھا اُس سے اور پرون لال سے نہایت دوستی تھی اور اُسکو بھی دیانت حسین سے بغض تھا یہ موقع اُن لوگون کو بہت اچھا ہاتھ لگا اور اسسٹنٹ سرجن سے رپورٹ حسب دلخواہ لکھوا دی۔

رپورٹ ڈاکٹر

مین نے بچا سنگھ کو ملاحظہ کیا اُسکے دو دانت سامنے کے ٹوٹ گئے ہین اور یہ چوٹ سامنے کی ہے اور کسی طاقتور آدمی کے گھونسے کی ہے اور دماغ مین بھی کچھ صدمہ پہونچا ہے اور ہونٹھ ۱/۲ انچ چوڑا اور ۱/۲ انچ گہرا اور ایک انچ لانبا پھٹ گیا ہے یہ ضرب بھاری آلہ کی سنگین ہے۔

ساڑھے تین بجے ڈاکٹر کی رپورٹ پہونچی جب تک ہسپتال سے رپورٹ نہین آئی مسٹر پرتیش نے دو تین مرتبہ اسکو دریافت کیا اور جسوقت سے یہ درخواست گذری وہ مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے تھے جب رپورٹ آئی اسکو بہت غور سے پڑھا اول یہ توڑا بھاری معاملہ ہے سررشتہ دار سے کہا اور دوسرے دن صبح کے لیے حسب دفعہ ۳۲۷ - بنام دیانت حسین کو بذریعہ سمن اپنے اجلاس مین طلب کیا اور گواہان ثبوت

کے لیے کورٹ انسپکٹر کو ہدایت کی کہ حاضر کرے
یہ سمن ساڑھے پانچ بجے شام کو اُسی روز میر دیانت حسین پر
تعمیل کیا گیا اُسکو دیکھتے ہی دیانت حسین کو ایک سخت
حیرت ہوئی پہلے وہ سمجھے کہ یہ سمن کسی اور کے نام کا ہر
دھوکے سے اُنکے پاس لایا گیا ہر لیکن جب غور سے پڑھا
تو معلوم ہوا کہ نہین اُنھین کے نام ہر مسکرا کر سمن
لے لیا اور دوسری پرت پر دستخط کر دیے اب تمام
شہر مین دوسرے دن صبح کے لیے تیاریان ہو رہی ہین
میر دیانت حسین سخت تردد مین تھے کہ خداوندا یہ کیا
معاملہ ہر وہ خوب سمجھتے تھے کہ نہ اُنھون نے کسیکو مارا
نہ کسی کے دانت توڑے اتنے مین اُنکے چند احباب آئے

ایک - جناب سید صاحب کچھ سنا آپ نے
آپ پر ایک نالش ہوئی ہر -

دیانت حسین - ہان بھائی میرے پاس ابھی سمن
آیا ہر مگر اسرار کچھ سمجھ مین نہین آتا -

دوسرے - قبلہ یہ فرمیشن کے سب بھید ہین - بھلا
بچا سنگھ کی یہ مجال تھی کہ وہ کوئی حرکت اس قسم کی کر
گزرے - ع

کوئی معشوق ہر اس پردۂ زنگاری مین

لہٰذا اب بھی ہوشیار ہو جانا چاہیے -

تیسرے - یہ مقدمہ ڈپٹی شوکت حسین و بردن لال کی
صلاح سے ہوا ہر -

دیانت حسین - نہین جی اُنکو بھلا کون ایسی غرض
تھی کہ وہ خواہ مخواہ الساطو فان کھڑا کرتے -

جناب - آپ تو ایسی باتون سے خراب ہوتے ہین
آپ اتنا نہین سمجھتے کہ بچا سنگھ کی اتنی جرأت ہو سکتی ہر

ایک - حضرت آپ کسیکو وکیل کرنے کی فکر کیجیے
صاحب ضلع آپسے برہم ہین خدا خیر کرے -

دیانت حسین - بھائی صاحب سچائی ہمیشہ غالب

رہتی ہر حق کا راضی اللہ ہر مین اپنے معاملات مین
ہمیشہ خدا کو وکیل کیا کرتا ہون - و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

دوسرے دن دس بجے مسٹر ہرلیس اپنے اجلاس پر آئے
اور آتے ہی بچا سنگھ بنام سید دیانت حسین والا مقدمہ
پیش ہوا منجانب بچا سنگھ مسٹر لابیرسٹر اور لالہ منمو ہن سہائے
لالہ گوری لال بابو انیا پرشاد وغیرہ وغیرہ قریب تیس
چالیس آدمیون کے وکیل و مختار تھے غریب دیانت حسین کی
طرف سے اُسوقت تک کوئی نہ تھا صرف دو تین مسلمان
خدا پرست اِدھر اُدھر لگے ہوے تھے کہ اگر ضرورت ہوگی
فوراً مختار نامہ داخل کر دینگے تمام کچہری وکیلون سے
کھچا کھچ بھری تھی اور یہ عجیب بات ہر کہ بری خبر اتنی جلد
مشہور ہوتی ہر جو سمجھ مین نہین آتی ہر بہت سے دور دور کے زمیندار
اور رئیس اس مقدمے کی خبر سنکر آ گئے تھے اور سب کچہری کے
گرد جمع تھے تمام لوگ بچا سنگھ پر لعنت ملامت کرتے تھے
فیروزنگر کی عدالت مجسٹریٹی مین یہ دوسرا تھیٹر تھا جسمین
ایک تحصیلدار اسٹیج پر آتا ہر لیکن اُس تھیٹر اور اس
تھیٹر مین زمین و آسمان کا فرق تھا اُسمین ایک بے ایمان
ظالم راشی تحصیلدار معتوب تھا اور اُسکی ذلت دیکھ دیکھکر
پبلک کو مسرت ہوتی تھی اور اسمین ایک عالی خاندان
تعلیم یافتہ محب قوم اور بہترین شخص ملزم ہر اور اسکی
بیکسی پر تمام زمانہ رو رہا ہر اُسمین اسٹیج منیجر ایک منصف
مزاج اور سمجھدار شخص تھا جو اپنی خدمات سے واقف تھا
اور اسمین ایک ناتجربہ کار غصہ ور آدمی ہر کہ جسکو
یہ بھی نہین معلوم کہ کسطرح ایکٹرون سے سلوک کیا جاتا ہر
گیارہ بجے مستغیث کا اظہار شروع ہوا اُسنے بڑی
قابلیت سے اپنے استغاثے کے مطابق اظہار دیا اُسکے بعد
لالہ بھگوان دیال سیاہہ نویس - راما نند محرر متفرقات
اور پنڈت کاشی ناتھ نائب تحصیلدار او چند چپراسیان
تحصیل کا بطور گواہان ثبوت اظہار ہوا ان لوگون نے بھی

بڑی طرّاری سے گواہی دی جب پنڈت کاشی ناتھ کا
اظہار ہوا تو اُسوقت میر دیانت حسین البتہ کسیقدر
بدحواس ہوے اور وہ اب سمجھے کہ یہ کیا ہو رہا ہی اور
کہان تک اسکا نتیجہ ہوگا انکو بدحواس دیکھکر بابو کیرت چند
گھوش وکیل ہائی کورٹ اور مولوی قمر علی وکیل نے فوراً میر
دیانت حسین کی طرف سے وکالت نامہ داخل کیا اور
اسطرح سے سوالات جرح کیے کہ بالکل شہادت ایک
دوسرے سے مختلف ہوگئی اور پنڈت کاشی ناتھ کے
اظہار سے یہ بات بھی اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ اُن
لوگون کو مسٹر ہرلیسن کی ناراضی کا اور ڈپٹی شوکت حسین کی
خفگی کا پورا پورا علم ہی ڈاکٹر کے بیان سے بھی یہ امر مشکوک
ہوگیا کہ سید دیانت حسین کے جسم اور قوت کا آدمی ایسی
چوٹ نہین پہونچا سکتا تھا مگر صاحب مجسٹریٹ کی
راے مین فرد جرم مرتب کرنا ضروری معلوم ہوا اور
اُنھون نے سید دیانت حسین کا جواب تحریر کرنا شروع
مین نے ہرگز بیجا سنگھ کو نہین مارا بیجا سنگھ میری تحصیل کا
مالگزار ضرور ہی لیکن اُسنے امسال اپنی مالگزاری بذریعہ
منی آرڈر نہین بھیجی بلکہ اُسنے خود ۲۴ نومبر کو تحصیل مین
داخل کی اسکا دوسرا بھائی دار نہال سنگھ بھی اپنی مالگزاری
۲۸ نومبر کو داخل کرچکا - ۱۱ دسمبر کو مین نے ہرگز بیجا سنگھ کو
نہین طلب کیا اور نہ مین نے اُسکو دیکھا ۱۱ دسمبر کو مین
صبح سے دو بجے تک مسٹر ڈلن کے ساتھ تھا اُنکی روانگی کا
انتظام کر رہا تھا اور ریل تک اُنکو پہونچانے گیا تھا حضور عالی
یہ نالش مجھپر سچا نہین بیجا سنگھ نہین ہی بلکہ اسکی وجہ میری
بدقسمتی اور حضور کی ناراضی اور میرے ہمقوم دوستون کی
مہربانی ہی -

صاحب - ول ہم غیر متعلق بات نہین سننا چاہتا

دیانت حسین - بہت اچھا آپ نہ سنیے مین آپکے
کانون کو بلاوجہ اپنی فریاد سے تکلیف دینا نہین چاہتا

صاحب - ول تمھارا کون گواہ ہی -

جواب - بابو کیشب چندر سین اسٹیشن ماسٹر اور مسٹر ڈلن
و رحمن خان -

الغرض میر دیانت حسین نے اسم نویسی گواہان صفائی
داخل کی اور اُسمین مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر بابو کیشب چندر
اسٹیشن ماسٹر اور رحمن خان ہوٹل کیپر فیروزنگر کا نام لکھا تھا
مجسٹریٹ نے نہایت بے رخی سے مسٹر ڈلن کا طلب کرنا
نامنظور کیا کہا کہ صاحب بہادر یہ ہی آپ مقدمے کو مفت
بڑھاتے ہیں ہم مسٹر ڈلن کے بلانے سے انکار کرتے ہین کیونکہ
کوئی فائدہ نہین معلوم ہوتا اچھا اسٹیشن ماسٹر اور رحمن خان
خانساماں طلب کیے جائین اور مقدمہ کل پھر پیش ہو
اور ملزم پانچسو روپیہ کی ضمانت پر رہا ہے اسیوقت
پانچسو روپیہ کی ضمانت بابو کیرت چندر گوش نے کرلی
اور سب لوگ اپنے اپنے گھر گئے -

دوسرے دن جب میر دیانت حسین کا مقدمہ پیش
ہونے والا تھا اُسی دن صبح کو مسٹر ہرلیسن سے ملنے کو
بہت لوگ گئے میر دیانت حسین کے مقدمے کا سب سے
تذکرہ رہا جو کوئی جاتا مسٹر ہرلیسن خود بخود پوچھتے تھے
کہ تحصیلدار والے مقدمے کی اصلیت کیا ہی جو آپکے
ملنے والون نے جو جو بتلایا ہم بالتفصیل ذیل مین بتلاتے ہین

ڈپٹی شوکت حسین - حضور مقدمے کے سچ ہونے مین
ذرا شک نہین میر دیانت حسین گو بہت لائق اور ہوشیار
آدمی ہین لیکن خداوند حد سے زیادہ مغرور ہین اور
سمجھتے ہین کہ ہمچو من دیگرے نیست - لڑکے کو مین ہی
غصے مین مار بیٹھے ایسا نہین چاہیے تھا خداوند نعمت
حلم عجب چیز ہی حضور خود غور فرمائین کہ منشی پرون لال صاحب
کیسے معقول اور لائق شخص ہین تمام زمانہ انکا مداح ہی
اور میر دیانت حسین سے معلوم نہین کیا سبب یہ شخص
ناشاکر ہی -

پیرون لال ۔ حضور تابعدار نے سُنا کہ ہائی کورٹ مین حضور کی شکایت کا تار دیا گیا تھا اور کئی کونسلی بلائے گئے ہین تابعدار نے یہ بھی سُنا کہ میر دیانت حسین حضور پر ہتک عزت کی اگر مقدمے سے بری ہوگئے تو نالش کرنے والے ہین ۔ خداوند نعمت دیانت حسین بڑے لائق اور بڑے رئیس ہین افسوس غرور نے انکو چوپٹ کر دیا ۔

شیخ بدر الدین لوکل فنڈ کلرک ۔ مین نے حضور کچھ نہین سُنا لیکن حضور نے بغیر اصلیت سمجھے کاہیکو جاری کیا ہوگا ۔

تا نباشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا

کرم خان انسپکٹر ڈاک خانہ ۔ حضور کو ٹھیک خبر ملی تحصیلدار صاحب نے مار ا ضرور اور حضور اگر نہ مارتے تو اتنا بڑا مغرور زمیندار ایسی نالش کرکے اپنی بےعزتی کس لیئے کرتا حضور کے انصاف کی شہر مین دھوم ہے مگر حضور کے سررشتہ دار ایماندار آدمی ہین ۔

پولیس انسپکٹر فیروز نگر ۔ حضور کو بڑا سچا مقدمہ ملا تحصیلدار صاحب نے ضرور مارا انکو گھمنڈ بہت تھا کیا کسی کو کچھ سمجھتے تھے حضور یہ ہندوستانی چلنے انگریزی کپڑے پہنتے ہین اپنے برابر کسی کو نہین لگاتے ایسے ہی قائم گنج مین میان دلدار علی تحصیلدار بھی بہت بانکے ٹیڑھے رہتے تھے کارمیکل صاحب ناراض ہوئے فوراً جیلخانہ بھیج دیا سب سیٹی پٹاخ بھول گئے حضور اب لالہ پیرون لال کو تحصیلدار کر دین اُنسے بہتر دوسرا شخص ضلع مین نہین ہے ۔

ناظرین خیال کرنے کا مقام ہے کہ کسطرح ہندوستانی لوگون نے محض مسٹر ہریسن کی جھوٹی خوشامد مین پیرون لال کی تعریف اور غریب دیانت حسین کی برائی کی مسٹر ہریسن کو پورے طور پر مقدمے کی اصلیت کا یقین ہوگیا انسپکٹر صاحب پولیس نے سزا بھی سمجھا دی اور یہ تحصیلداری کا انتظام بھی کر دیا کرم خان انسپکٹر ڈاک خانہ اور انسپکٹر پولیس سے کسی طرح میر دیانت حسین کو کوئی عداوت یا لالہ پیرون لال سے کوئی تخصیص نہ تھی لیکن فیشن آف دی ڈے ہو رہا تھا کہ لوگ مسٹر ہریسن سے ملنے جاتے تھے اور اُنکے خوش کرنے کو حسب منشا اُنکے باتین کر آتے تھے ۔

اس مقدمے کا گھر گھر چرچا ہوتا تھا اور ہزارون آدمی رعایا اور روسا دست بدعا تھے کہ خدا دیانت حسین کا ساتھی ہو اُنکی بیقصوری ہر شخص کے زبانزد تھی لیکن تمام اعلی و ادنی ملازمان سرکار کو یہ فکر تھی کہ یہ وار خالی نہ جائے بابو کیرت چندر نے میر دیانت حسین کو صلاح دی کہ مقدمہ منتقل کرا لیا جائے گو میر دیانت حسین یہ کہتے تھے کہ سچائی ہمیشہ کامیاب رہتی ہے ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

لیکن بابو صاحب نے یہ فرمایا کہ دُنیا عالم اسباب ہے اس کلجگ مین ہمیشہ سچائی نہین چلتی حاکم برسر پرخاش ہے مقدمے کا منتقل ہو جانا ہی بہتر ہے چنانچہ اسی فکر سے بابو صاحب نے الہ آباد جانے کا قصد کیا جیسے ہی اسٹیشن پر پہونچے ریل چھوٹ گئی اور اسوقت جو صدمہ کیرت چندر کو ہوا وہ شاید انکو کبھی نہین ہوا تھا فوراً بابو صاحب نے صاحب سشن جج کے یہان تار دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ دیانت حسین تحصیلدار بلا قصور مبتلائے مصیبت ہے مسٹر ہریسن برسر پرخاش ہین مقدمہ منتقل کر دیجیے ۔ اس تار کا یہ جواب آیا ۔ تار کی درخواست پر مقدمہ منتقل نہین ہو سکتا ہے سائل کو اپیل کا حق ہمیشہ حاصل ہے ۔

دوسرے روز پھر دس بجے مقدمہ پیش ہوا اس روز کا

ہجوم تماشائیون کی ریل پیل دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی بیچارے میر دیانت حسین کی والدہ خود پالکی مین سوار ہو کر کچہری آئی تھین ہرچند دیانت حسین نے منع کیا تھا لیکن اُنھون نے نہ مانا پالکی ایک درخت کے نیچے رکھی ہوئی تھی ہزارون آدمی دست بدعا تھے الٰہا وندا اس [illegible] پر رحم کر صاحب کے آتے ہی مقدمہ پیش ہوا۔ پہلے بابو گیش چندر کا اظہار شروع ہوا۔

مین فیروز نگر کا اسٹیشن ماسٹر ہون ۱۱ دسمبر کو مسٹر ڈلن دو بجے کی ریل مین سوار ہوے تھے اور ایک بجے اسٹیشن آئے تھے سید دیانت حسین اور مسٹر ڈلن ایک ہی گاڑی مین آئے تھے اور جب تک مسٹر ڈلن سوار نہین ہوے تھے اسٹیشن پر رہے اُس سے پیشتر کا مین کچھ حال نہین جانتا۔

خانساماں نے بھی یہی بیان کیا۔ بعد اختتام شہادت گواہان صفائی وکلاے فریقین نے تقریرین کین۔ مسٹر لائر بہت ہی تھوڑی دیر گفتگو کر کے بیٹھ گئے اور لوگون سے آہستہ سے یہ کہا کہ ایک بیگناہ کے معاملے مین مجبور ہون زبان یاری نہین دیتی۔ اسکے بعد مسٹر کیرت چندر نے بڑی فصاحت کے ساتھ دو گھنٹے بحث کی اور ہر پہلو سے اس مقدمے کو بنایا ہوا ثابت کیا لیکن حضور مسٹر ہریسن صاحب بہادر سے لوگون نے مقدمہ کی اصلیت اسطرح یقین دلائی تھی کہ وہ کچھ بھی خیال نہ کرتے تھے اور آخر کار فریقین کی بحث سنکر اُنھون نے سید دیانت حسین کو مجرم قرار دیا اور ایک سال قید سخت اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور یہ حکم سنا کر فوراً گاڑی مین سوار ہو کر بنگلے چلے گئے۔

باب بست و پنجم

قیدی دیانت حسین

ناظرین ایک مصنف کے لیے یہ بہت ہی سخت مقام ہے افسوس! وہ رئیس زادہ جسکے ہاتھون مین پھولون کا زیور بار ہوتا تھا ڈیڑھ پاؤ کی وزنی ہتکڑیان پہنے ہے جسکے پیرون مین سونے کے کڑے بھی بوجھ تھے اُنہین وزنی بیڑیان جکڑی ہوئی ہین وہ نونہال گلشن جسکا باپ امیر ابن امیر اور جسکا دادا اُسی شہر کا حکمران ہو وہ انقلاب زمانہ کی بدولت اس بیکسی سے جیلخانے جاتا ہے جسکی شادی کی تیاریان تھین اُسکے جیلخانے کی برات سج رہی ہے ہزارون بڈھے جوان عورت مرد سبھی سسرال پہونچانے کو ہمراہ ہین شور قرنا کے بدلے ہرطرف شور و بکا ہے اور ہر شخص شکل اخگر خاک آلود ہے جو ہے فرط سینہ زنی سے سینہ کبود ہے آتشبازی کے بدلے چہرون پر ہوائیان سہنائی کے عوض لبون پر واویلا ہے اور گیتون کے عوض سب لوگ نالہ کنان ہین۔ ہے ہے وہ شخص جو آج سے ایک دن پہلے اس شہر کا حاکم فوجداری تھا جو خود مجرمون کو جیلخانے بھیجتا تھا آج خود قیدی بنا ہوا جا رہا ہے۔ میر دیانت حسین نے جس وقت سے قید کا حکم سنا ایک سکتے کی حالت مین تھے نہ روتے تھے نہ چلاتے نہ باتین کرتے تھے نہ شور و غل مچاتے تھے چپ چاپ سکوت کے عالم مین بار بار اپنے [illegible] دیکھتے تھے اور خدا کی قدرت پہ غور کرتے تھے جسوقت اُنکو جیل لیجاتے تھے لالہ برزن لال کے اشارے سے پولیس نے اُنکو شہر مین ہو کر لیجانا چاہا ہنوز تھوڑی دور سے چلے تھے کہ ہزارہا آدمیون کا ہجوم ہوا اور برابر پھولون کی بارش اُنپر ہونے لگی جس راستے سے نکلتے صدہا گلدستے اُنپر پھینکے جاتے تھے گورنمنٹ کالج کے طالبعلمون نے اُسوقت ماتمی لباس پہنا اور ننگے سر جیل تک پہونچانے کو اُنکے ہمراہ ہوے تمام بازار والون نے دکانین بند کر دین شہر مین ایک قیامت برپا ہوگئی تمام روساے شہر اس مظلوم

قیدی کے ساتھ تھے کچہری کلکٹری سے جیل کے دروازے تک آدمیون کا تانتا لگا ہوا تھا جیل کے پھاٹک پر پاہ پُر و دیانت حسین نے سب کو آنسو بھری آنکھون سے دیکھا اور یہ کہا کہ ع

ابتو جاتے ہین تنگدے سے میر

پھر ملینگے اگر خدا لایا

ناظرین یون تو وہ کون فرد بشر تھا کہ جو اس بیگناہ قیدی سے پوری ہمدردی نہین رکھتا تھا وہ کون انسان تھا جسنے اس مصیبت پر رنج نہین کیا وہ کونسی آنکھ تھی جسنے اس غم مین آنسو نہین بہائے وہ کونسا جگر تھا جو اس ناگہان آفت پر شق نہین ہوا لیکن مان کی محبت بھی قیامت کی محبت ہوتی ہے اور بڈھی رانی صاحبہ کا حال بھی ایک عجیب حسرتناک واقعہ ہے جیسے رانی صاحبہ نے اپنے باوقار بیٹے کے قید ہونے کا حال سنا معاً غش آگیا بیہوش ہوگئین تمام ماماؤن نے پالکی کے گرد ایک عجیب شور و بکا برپا کیا تھوڑی دیر مین خود بخود رانی صاحبہ ہوش مین آئین اور یون رونا شروع کیا۔

رانی صاحبہ۔ میری جان اماں تمپر واری ایسی بیمروتی اختیار کی کہ زندان سدھارنے سے پہلے بڈھی اماں کو دیدار سے بھی محروم رکھا۔ بیٹا میری زندگی کے دن پورے ہوگئے میرا جینا تمھارے دم تک تھا تمھارے ابا کے مرنے کے بعد تمھین دیکھ دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتی تھی ہے ہے مجھ رانڈ دکھیا کو آج بے وارث بھی ہونا پڑا۔ ارے لوگو میرے لال کو مجھ تک تو لے آؤ۔ کہدو کہ اماں گور کنارے ہے۔ آخری دیدار تو دکھا جائین دولہا دیکھنے کی ارمان تو رہی سہی قیدی کے لباس مین تو اماں کو دیدار دکھا جاؤ۔ لوگو دن دہاڑے ملک کے راج مین میری چھبیس برس کی کمائی لٹی جاتی ہے میرے خاندان کا نام خاک مین ملا جاتا ہے کیا لوگو قیدی ہونے سے لہو بھی سفید ہو جاتا ہے میرا لال مجھے دیکھنے نہین آیا۔

ہر چند سب لوگ سمجھاتے تھے لیکن بڑی رانی صاحبہ کا برا حال تھا انکے بین زمین ہلائے دیتے تھے اتنے مین میر دیانت حسین نے لوگون سے کہا کہ مجھے میری ماں کو دکھلا دو پہلے لوگون نے پس و پیش کیا اگر پھر کچھ رحم آیا اور میر دیانت حسین کو پالکی کے پاس جانے کی اجازت دی۔ جیسے ہی میر دیانت حسین وہان پہونچے رانی صاحبہ نے پالکی سے نکل کر اپنے لخت جگر کو چمٹا لیا اور اسطرح رونا شروع کیا کہ اُف اُف۔ بیٹا تمتو زندان سدھارتے ہو مجھ نصیبون جلی کو کسکے سپرد کیا میری کون خبر لیگا مین کسکو دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگی۔ مجھے کون صبح اٹھکر سلام کرنے آئیگا ہے ہے یہ گرمی یہ لو اور تم جیلخانہ سدھارو۔ بیٹا مجھکو بھی ساتھ لیتا چل۔“

دیانت حسین۔ اماں صبر کرو خدا مالک ہے جسنے یہ مصیبت ڈالی ہے وہی اسکو دفع بھی کرنے والا ہے اماں خدا کے لیے پالکی مین جاؤ۔ تمھارا اسطرح باہر نکل آنا مجھے ہمیشہ خون رُلائیگا۔

رانی صاحبہ۔ جب تمھین زندان سدھارتے ہو تو مین موئے پردے کو لیکر کیا کرونگی میری عزت آبرو جب آج سب ہی کا خاتمہ ہوا جاتا ہے تو ایک اکیلا پردہ رہا تو کیا۔

اتنے مین کانسٹبلون نے زبردستی میر دیانت حسین کو وہان سے ہٹا لیا اور جیل لے چلے۔ پھر تو اسوقت رانی صاحبہ جسطرح سے قیامت برپا کی ہے خیال کرنے سے آنسو نکل پڑتے ہین۔

ماماؤن نے بہزار خرابی پالکی مین بٹھلایا اور تمام لوگون نے اور خاصکر راجہ منور علیخان صاحب نے حاضر ہوکر

دست بستہ اُنکی تشفی کی اور اُنکو یقین دلایا کہ آپ ذرا نہ گھبرائین میر دیانت حسین ضرور بری ہوجائینگے رانی صاحبہ مع ہمراہ و سواری مکان گئین اُس روز اُنکی حالت دیکھکر ہر شخص بلبلا اُٹھا تھوڑی دیر مین سیّد دیانت حسین جیل مین لے گئے جب وہ اندر جانے لگے سب لوگون نے انکی پوری تسکین دی بڑے زور سے اُنکی رہائی کی دعائین مانگی گئین—

باب بست و ششم

دیانت حسین جیلخانے مین

جس وقت سیّد دیانت حسین جیل مین پہونچے تمام قیدیون مین ایک ہلچل پڑ گیا اور ہر شخص انکو دیکھنے دوڑا جیل مین یہ دستور ہی کہ جب کوئی نیا قیدی آتا ہی اُسکو سب قیدی ملکر بلا وجہ گالیان دیتے ہین مارتے ہین اور طرح طرح کی اذیت پہونچاتے ہین لیکن میر دیانت حسین سے اس قسم کی کوئی بے عنوانی کسی قیدی نے نہین کی بلکہ سب اشخاص نے اُنکی افسوسناک حالت پر اظہار تاسّف کیا تھوڑی دیر مین اُنکے بال کاٹے گئے سچائی کے انعام مین جو سرکار سے خلعت عطا ہوا تھا یعنی لباس زندان اُنکو پنھایا گیا اور ایک بارک مین رہنے کو جگہ دیگئی۔

دیانت حسین کے جیل مین آتے ہی اہلکاران جیل مین عجیب خیالی پلاؤ پکنے لگے۔

داروغہ—واللہ بعد مدت یہ سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہی جتنی ہی اسکو اذیت آج پہونچگی اتنا ہی کل فائدہ ہوگا۔

جمن برقنداز—داروغہ صاحب آپ ذرا آنکھ بدل دیجیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہی پورا ایک توڑا نہ وصول ہو تو میرا نام جمن خان نہ رکھیے—

مدار خان برقنداز—نہین حضور! ایسا نہ فرمایئے یہ بڑے رئیس کا بیٹا ہی آج انکا دن بگڑ گیا تو آپکو تھوڑا رحم کرنا چاہیئے—

داروغہ—اجی کیسا رئیس اسکا ساپاجی دوسرا دیکھا بھی ہی تمام زمانہ سر پر اُٹھا لیا تھا۔ پوچھیئے دینا رشوت لیتی تھی اُنکے باپ کا اجارہ تھا اس مردودے مین جب تک اچھی طرح نہ لے لونگا ہرگز نہ مانونگا—

جمن—اجی کیا یہ پٹرسن صاحب کا راج ہی۔ داروغہ صاحب آپ بے لیے نہ چھوڑیے گا—

داروغہ—اجی دینگے اور بیچ کھیت دینگے نہین تو کل ہی چکی پر لگادونگا سب رانگی نخشکے مین ملجائیگی—

یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین راجہ منور علیخان صاحب آگئے اور داروغہ صاحب کو علٰحدہ لے گئے—

راجہ صاحب—داروغہ صاحب آپ جانتے ہین کہ آج آپکے زندان مین ہمارا یوسف آیا ہی اُسکی عزت اُسکا وقار اُسکی بیجرمی اُسکی بیقصوری کون کون بات کو روؤن آپکو معلوم ہی کہ تمام خلقت اُسکے غم مین آج ماتمی ہی اور مین یقین کرتا ہون کہ آپکو اُنسے ہمدردی ہوگی بہرحال ایسا انتظام کیجیے کہ اُنکو تکلیف نہونے پایے—

داروغہ صاحب—راجہ صاحب آپ جانتے ہین کہ حال ہی مین پٹرسن صاحب تمام جیل کو درہم برہم کر چکے ہین مسٹر ہیرلیسن صاحب کی جو برہمی تحصیلدار صاحب سے ہی وہ محتاج بیان نہین ایسے وقت مین جناب آپ مجھکو معاف کیجیے بندہ اپنی نوکری میر دیانت حسین پر نثار نہین کرسکتا—

راجہ صاحب—ایسا غضب نہ کیجیے ہی ہی آپ کو ترس نہین آتا—

داروغہ صاحب—سُنیے جناب ہم لوگ بغیر اپنا حق لیے اس قسم کی کوئی بات نہین کرسکتے ہم لوگون کو یافت آپ ہی لوگ جب پھنسکر آتے ہین تب ہوتی ہی اگر آپکو منظور ہی کہ دیانت حسین صاحب آرام سے رہین تو ایک ہزار

روپیہ بندے کو نذر کیجیے ورنہ کل سے چکی کا کام اُنسے لیا جائیگا۔

راجہ صاحب کو اس بیہودہ تقریر پر اس درجہ غصہ آیا کہ اُنکی آنکھ سے آنسو گر پڑے لیکن بیچارے کرتے تو کیا کرتے ایک قیدی کے سفارشی بنکر اور اہل غرض ہو کر وہ جیل کے مالک کے سامنے گئے تھے سوا اس قسم کے جواب کے اور کیا توقع رکھ سکتے تھے انھون نے بہت ہی بھرے ہوے دل اور پُر آب چشم سے یون جواب دیا۔

راجہ صاحب۔ داروغہ صاحب مصیبت کے دن ہمیشہ نہین رہتے۔

داروغہ۔ جناب ہم چند ہی روز مین کام تمام کر دینگے۔

راجہ صاحب۔ جناب خدا نکرے اسکی نوبت کیون آنے لگی۔ مین جو آپ نے فرمایا ہر دینے کو حاضر ہون اور یہ پانچسو روپیہ نذر ہے قبول فرمایئے۔

داروغہ صاحب نے خوشی خوشی راجہ صاحب کا عطیہ قبول کیا اور راجہ صاحب کو اطمینان دلایا کہ میر دیانت حسین کو کسی قسم کی تکلیف نہو گی۔

(داروغہ صاحب اٹھکے اپنے دفتر مین پھر آگئے)

جمن۔ کہیے جناب کیا ٹھہری۔

داروغہ۔ کچھ بھی نہین۔ ہماری راے مین بھی بیچارے تحصیلدار واجب الرحم ہین۔

نائب داروغہ۔ اسمین کچھ شک نہین۔ راجہ صاحب اول تو رئیس دوسرے بخطا ہم سب کو اُنکی خدمت کرنا چاہیے

داروغہ۔ بخطا تو نہ کہو۔ ہے تو ایک ہی موذی لیکن ہمنے کیا مطلب ہماری خاطرداری تو اچھی طرح ہو گئی اب ہم تکلیف نہ دینگے۔

نائب داروغہ۔ خاطرداری کیا معنی آپ اُنسے کچھ متوقع ہین۔

داروغہ۔ متوقع! واہ ہمتو دیکھو (نوٹ دکھلا کر) سے بھی آئے اور لطف یہ کہ لے بھی لیا اور پھر چکی کون چھٹنے نہ چھواؤن تو سہی۔

نائب داروغہ۔ داروغہ صاحب میر دیانت حسین سے لینا شریف کا کام نہین وراللہ آپ یہ روپیہ پھیر دیجیے نہین تو میرے آپکے رنج ہو جائیگا۔

داروغہ۔ تو کیا آپ مخبری کیجیے گا۔

نائب۔ اب مین کیا عرض کرون کہ کیا کرونگا۔ غضب خدا دیانت حسین سے رشوت لیجاے توبہ توبہ۔

الغرض اہلکاران جیل مین گو اکثر موذی۔ بدذات بیرحم تھے لیکن نائب جیلر اور دو چار خدا ترس برقنداز دیانت حسین کے ہمدرد بھی تھے۔

چنانچہ نائب داروغہ اور برقنداز میر دیانت حسین کے پاس گئے دیکھا کہ وہ زمین پر بیٹھے چپ چاپ رو رہے ہین آنسو بے اختیار جاری ہین اور روتے روتے آنکھین سُرخ ہو گئی تھین بقول قلق ؎

روتے روتے سجھائی ہین آنکھین
کوئی جانے کہ آئی ہین آنکھین

نائب جیلر۔ تحصیلدار صاحب آپ ہرگز رنج مت کیجیے یہ سب مصیبت کٹ جائیگی ہم سب آپکی خدمت کو تیار ہین شب کو غریب خانہ سے جو کچھ نان و نمک آئے اُسکو نوش فرمایئے اور پلنگ مین بچھا دونگا اُسپر آرام کیجیے۔

برقنداز۔ حضور کو دیکھ دیکھ ہم سب رنجیدہ ہین خدا اپنا رحم کریگا۔

دیانت حسین۔ مین آپ لوگون کا نہایت شکرگزار ہون کہ مجھ بیکس مصیبت زدہ اسیر کی آپ اس گاڑھے وقت مین بھی مہمانداری فرماتے ہین لیکن آپ خیال کیجیے کہ اگر میری قسمت مین یہ مصیبت نہوتی تو مین جیل کیون آتا۔ مین خدا سے لڑنا نہین چاہتا جو اُسکی مرضی ہے وہ مین ضرور برداشت کرونگا۔

نائب جیلر۔ اجی جناب یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ اسمین کچھ ہرج نہین ہے صبح کو پلنگ اٹھوا دیا جائیگا۔ ڈاکٹر صاحب کے آنے تک آپکو قیدی کیطرح رہنا ہوگا اسکے بعد آپ برابر آرام سے رہیے اور راجہ منور علیخان صاحب بھی آگئے تھے اور سب انتظام کر گئے ہین۔

دیانت حسین۔ منشی صاحب یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ آدمی جس حال مین ہو اُس سے چوری کوئی کام کرے جس طرح سب قیدی رہتے ہین اُسطرح مین بھی ہونگا اگر وہ جَو کی روٹی اور بیگن کھائینگے تو مین بھی وہی کھاؤنگا۔ مجھسے سڑک کٹوائیے سڑک کوٹونگا چکی پسوائیے چکی پیسونگا اب تو مین قیدی ہون ضرور قیدی بنکر رہونگا اور قیدی کی طرح رہونگا۔

سب لوگ انکی دردناک تقریر سنکر رونے لگے اور نہایت اصرار کیا کہ آپ خدا پر بھروسا رکھیے وہ ضرور رحم کریگا۔

یہان لالہ پرون لال سے کسی نے خبر پہونچا دی کہ راجہ منور علیخان میر دیانت حسین کے آرام کا جیل مین انتظام کر آئے ہین یہ فوراً صاحب مجسٹریٹ کے پاس دوڑ گیا اور اُسنے اطلاع کی کہ حضور مجھکو معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ سید دیانت حسین نے بہت سا روپیہ جیل مین بانٹا ہے اور اُنکے آرام کا سب بندوبست ہو گیا ہے پلنگ پر سوئے ہوے ہین۔

مسٹر ہرلیسن کو اسکا پہلے سے شک تھا وہ فوراً جیل چلے آئے اور پھاٹک کھلوا کر دیانت حسین کے پاس گئے دیکھا کہ وہ بدستور رہے ہین۔

ہرلیسن۔ وَل آپ مزہ مین آرام سے ہے۔

دیانت حسین۔ جی ہان بحالت موجودہ مجھکو کوئی تکلیف نہین ہے خدا کا شکر ہے۔

ہرلیسن۔ آپ سمجھا ولایت کا بھنگی کیا کر سکتا ہے؟ اچھا اب مزے سے یہان رہیے لکھنا پڑھنا تو آپ جانتا تھا سڑک کوٹنا چکی پیسنا اب سیکھ جائیگا گوڈ نائٹ۔

یہ کہکر مسٹر ہرلیسن واپس آئے اور جیلر کو بلوا کر یہ ہدایت کی کہ اگر ذرا خطا پائی جاے تو دیانت حسین کی پوری سزا کیجاے۔

داروغہ۔ حضور بہت بہتر۔ حضور نے بڑا انصاف کیا یہ بڑا پاجی تھا۔

القصہ سید دیانت حسین نے بڑی بہادری سے جیل کے مصائب برداشت کیے اور اسی حالت مین اُنھون نے کچھ اشعار اپنے حسب حال لکھے تھے اسمین چند ہم ذیل مین رقم کرتے ہین ؎

توقیر فلک نے یہ بڑھائی — سونے کو ملی ہے اک چٹائی
کھانے کو چنے کی سوکھی روٹی — کپڑون کے عوض ملی لنگوٹی
چادر ہے یہان نہ ہے دوشالا — کمبل ملا ایک کالا کالا
ساغر کے عوض ملا ہے لوٹا — وہ بھی مٹی کا ٹوٹا پھوٹا
ڈر ہے کہ مرون جو اس محن مین — کمبل نہ ملے کہین کفن مین
ہون دفن بغیر غسل بہتر — نہلائے نہ لاش میری مہتر
اللہ ری میری بے حیائی — اسیر بھی نہ موت مجھکو آئی
اب تو دیا او کھلی مین سر ہے — موسل سے نہین ہمین خطر ہے
کنکر کوٹینگے ہم سر راہ — دیکھینگے جو کچھ دکھائے اللہ

باب بست و ہفتم

دیانت حسین کی رہائی

ادھر جیل سے لوٹتے ہی تمام روسا اور رعایا نے جابجا کمیٹیان کین اور آٹھ بجے شب تک میر دیانت حسین کی اپیل کیلیے دس ہزار روپیہ چندہ جمع ہو گیا اور اسیوقت صاحب کمشنر جج اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے پاس تار دیے گئے واقعی فیروزپور کیلیے یہ پہلا

دن ہے کہ ایسا عام صدمہ کسی واقعہ کی نسبت کبھی ہوا ہو
اسی دن شب کی ریل مین بابو کیرت چند رو راجہ منو علیخان
اور نیز بہت سے رؤسا اور مہاجن اپیل و رہائی کی غرض سے
ججی کو روانہ ہوے دوسرے دن درخواست ضمانت
باجلاس صاحب سشن جج بہادر داخل کی گئی اور صاحب
جج نے بابو کیرت چندر کی زبانی کل حالات سُننے اور
علاوہ اسکے کچہری آنے سے پہلے ہی وہ کل قصہ سنکر بہت
افسوس کر چکے تھے فی الفور پچیس روپیہ مچلکہ پر رہائی کا
حکم دیا اور ایک ہفتہ مین اپیل داخل کرنے کی ہدایت کی
یہ حکم بابو کیرت چندر کے ہاتھ اسی وقت روانہ ضلع
کیا گیا چنانچہ دو بجے کی ٹرین مین بابو صاحب موصوف
و تمام معززین فیروزنگر واپس آئے اور ساڑھے تین بجے
دن کو میر دیانت حسین پچیس روپیہ کے مچلکے پر رہا ہوے
اُنکے جیل سے لانے کے پہلے سے بڑی تیاریان کی گئین
اور سب لوگ باجہ بجاتے اور گیت گاتے اُنکو جیل سے
گھر تک لاے صاحب جج کے اس منصفانہ حکم کی شہر مین
بڑی قدر و منزلت کی گئی مختلف اخبارون مین اسکا
تذکرہ چھپا اور عام طور پر انگریزی و اُردو اخبارات مین
میر دیانت حسین کو بالکل بیگناہ اور اس مقدمے کو بالکل
بناوٹ بتلایا اور مسٹر ہرلیسن ہر فرقے مین اس بے انصافی کی
بدولت جو ہندوستانیون کے بہکانے سے اُنسے سرزد
ہوئی تھی نہایت ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے
میر دیانت حسین جیل سے آتے ہی پہلے اپنی مان کے
پاس گئے اُنکے گویا تن بیجان مین جان آگئی اُسکے بعد
اپنے تمام دوستون سے ملے اور سب لوگون کی جنھون نے
اُنسے ہمدردی کی نہایت شکرگذاری کی تھی کو شش سے
تین دن مین نقل تجویز دستیاب ہوئی جسکا ترجمہ ذیل ہے

تجویز

بیجا سنگھ ایک معزز زمیندار تحصیل فیروزنگر کو سید دیانت حسین
تحصیلدار حضور تحصیل نے بے سبب اس بیرحمی سے مارا
کہ دو دانت ٹوٹ گئے ڈاکٹر کی شہادت سے یہ امر ثابت ہے
کہ یہ دونون دانت ہاتھ کی چوٹ سے ٹوٹے ہین اور
سیاہہ نویس تحصیل اور محرر متفرقات و نیز پنڈت کاشی ناتھ
نائب تحصیلدار کے بیانات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ
ضرور دیانت حسین نے بیجا سنگھ کو مارا دیانت حسین کا
جواب ہے کہ وہ بتاریخ متنازعہ مسٹر ڈلن کے رخصت کرنے کو
اسٹیشن پر گیا تھا اور اُسنے مسٹر ڈلن کو طلب کرانا
چاہا لیکن ہماری راے مین یہ طلبی محض ایام گذاری کی
غرض سے ہے لہذا ہمنے انکار کیا اسٹیشن ماسٹر اور ہوٹل کے
خانساماں کے بیانات سے دیانت حسین کی کوئی صفائی
نہین ہوتی ممکن ہے کہ مسٹر ڈلن کے پہونچانے کو بعد ارتکاب
اس جُرم کے دیانت حسین گیا ہو دیانت حسین ایک
نہایت مغرور بد مزاج اور بد چلن آدمی ہے ہم اُس سے
بہت دنون سے ناراض ہین اور تمام اہلکاران ضلع
فیروزنگر اُسکے شاکی ہین ہم ایسے آدمی کے ساتھ کوئی
رعایت کرنا پسند نہین کرتے لہذا ہم حکم دیتے ہین کہ وہ
ایک سال قید سخت رہے اور پانچسو روپیہ جرمانہ دے
ورنہ چھہ ماہ دیگر۔

یہ تجویز ایسی کمزور اور پُر از تعصب تھی کہ جسکے دیکھتے ہی
وکلا نے میر دیانت حسین کو مبارکباد دی اور سب کو کامل
یقین ہوا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ فیصلہ ضرور منسوخ ہو جائیگا۔
ہنوز اپیل دائر نہین ہوا تھا کہ مسٹر ٹیرسن اور مسٹر ڈلن
دونون نے میر دیانت حسین کو ہمدردی کے تار بھیجے اور
مسٹر ڈلن نے یہ بھی لکھا کہ آپ مجھکو جج صاحب کے
اجلاس مین طلب کرائیے مجھکو خوب یاد ہے کہ آپ
۱۱- دسمبر کو صبح سے دو بجے تک میرے ساتھ رہے اور بلکہ
حاضری بھی آپ نے میرے ہی بنگلے پر کھائی تھی ان
تارون کی وجہ سے اور بھی تقویت ہوئی اور بڑی

دھوم دھام سے اپیل دائر کیا گیا وجوہات اپیل مسٹر سالکنش
بیرسٹر اور بہت سے وکلاے ہندوستانی کے مشورے سے
لکھے گئے اور اسمین مسٹر ڈلن پر مقدمے کا زیادہ زور دیا گیا
اور ڈاکٹر ملکی شہادت اور گواہان کے بیانات کے اختلافات
اور مسٹر ہریسن کی خود ناراضی سب امور اچھی طرح دکھلائے گئے تھے
تاریخ پیشی کے روز مسٹر سالکنش اور جملہ وکلاے اپیلانٹ نے
بڑی لیاقت کے ساتھ بحث کی اور سید دیانت حسین کا تہین
دانتون مین زبان ہونا کمیٹی انسداد رشوت کرنا اور
راشیون سے پرہیز کرنا جملہ حالات کو بہت ہی شرح اور
بسط کے ساتھ بیان کیا اور جو تار مسٹر ڈلن نے بنام سید
دیانت حسین بھیجا تھا وہ بھی جج صاحب کو ملاحظہ کرایا
اور علاوہ اسکے بہت سے اخبارات انگریزی و اردو
ملاحظہ کرائے گئے جسمین اس مقدمے کے مفصل حالات
شائع ہوے تھے جس سے عدالت اپیل کو پورا اطمینان بیگناہی
سید دیانت حسین کا ہوگیا اور کوئی ضرورت زیادہ کارروائی
کی نہ دیکھکر سید دیانت حسین کو قابل عزت بری کیا آخیر فقرہ
انکی تجویز کا ہم ناظرین کے ملاحظہ کے لیے نقل کرتے ہین
اسمین کچھ شبہہ نہین کہ دیانت حسین پر جو ظلم ہوا ہے وہان کی
ہندوستانی سوسائٹی کی بدولت ہوا ہے وہ ایک ایسی مثال ہے
جس سے سب متمدین لوگون کو سبق لینا چاہیے دیانت حسین کے
واقعات بیشک بہت ہی قابل عبرت ہین اور جس بے ایمانی سے
فیروزنگر کے لوگون نے اس مقدمے کو مرتب کیا وہ بہت ہی
قابل توجہ گورنمنٹ ہے جبکو مسٹر ہریسن ایسے لائق اور تجربہ کار
مجسٹریٹ سے بہت تعجب ہے کہ وہ کیون ایسے فریب مین
آگئے اور اپنے ہاتھ سے ایک ایسا ظلم کیا کہ جسکی دوسری نظیر
شاید اس عملداری مین مشکل سے مل سکے ہم انسے خواہش
کرتے ہین کہ وہ اپنی پہلی فرصت مین ان معاملات مین
ازسرنو تحقیقات کرین اور ان بے ایمان اشخاص کو جنکے
سبب سے ایک مشہور متدین کو اسقدر تکلیف اور بےعزتی
گوارا کرنا پڑی سزا دین ہم خوش ہونگے اگر بچا سنگھ پر
دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند اور اسکے معاونین پر اعانت
دفعہ مذکور اور گواہون پر دفعہ ۱۹۳ کا جرم قائم کرکے
منجانب سرکار پیروی کیجاے

اس حکم کے پہونچتے پر مسٹر ہریسن کو بہت ہی انفعال ہوا
اور انھون نے فوراً دیانت حسین کو بحالی کا حکم دیا اور
مقدمے مین پوری تفتیش کا وعدہ کیا اسی دن شب کو
مسٹر ہریسن کے یہان ڈنر تھا۔ ڈاکٹر مکریڈی مسٹر ہاورڈ
مسٹر جوزف اور پادری صاحب شریک تھے اور وہان
اسی مقدمے کا کچھ تذکرہ ہوا۔

ڈاکٹر - مسٹر ہریسن اسمین شک نہین مجھسے یہ بڑی غلطی ہوئی
دیانت حسین قطعی بیگناہ ہے

مسٹر جوزف - اوہ بیشک جس دن وہ قید ہوا ہم
سمجھے بلوہ ہو جائیگا ہزار دن آدمی روتا تھا۔

ہریسن - اور بڑی رانی کا رونا دیکھکر تو مجھے خود بڑا
رنج ہوا۔ اچھا بتلاؤ کہ یہ مقدمہ کسنے بنایا اور اصلیت
کیا ہے۔

مسٹر ہاورڈ - اگر مجھسے اصلیت پوچھتے ہو تو مجھے
خوف ہے کہ تمنے ضرور بے انصافی کی مجھکو تو یہی معلوم ہے
کہ یہ مقدمہ بالکل بنایا گیا اور سوا تمہارے فیروزنگر مین
کوئی دوسرا شخص نہین ہے جو اس مقدمے سے پورا واقف نہ ہو

ہریسن - لیکن مجھے ڈپٹی شوکت حسین اور پنڈت لال
سرشتہ دار نے دیانت حسین کو قصوروار بتلایا ۔

ہاورڈ - وہ لوگ کیون نہ قصوروار بتلاتے انھین کے تو
ہاتھ لبس ہوئے ہین انھین لوگون نے یہ مقدمہ بنایا ہے
اگر تم رام جیاون سے یہ سب حال پوچھوگے تو شاید وہ بھی
بتلادیگا جس دن تمنے دیانت حسین کو قید کیا تھا اسی دن
رام جیاون نے خود مجھسے کہا تھا کہ یہ بالکل بنایا ہوا مقدمہ ہے

ڈاکٹر مکریڈی - دیانت حسین کے مثل کوئی تعلیم یافتہ

اور مثدین ہندوستانی میری نظر سے نہین گذرا۔

ہرلیسن۔ مجھکو خود بہت افسوس ہی کہ میرے ہاتھ سے ایک بہت ہی ہونہار آدمی کو نقصان پہونچا لیکن اسمین میرا ذرا بھی قصور نہین اچھا مین ابھی رام جیاون کو بلاتا ہون چنانچہ رام جیاون بلایا گیا اور صاحب نے اُنسے پوچھا کہ رام جیاون تم کچھ کھاؤ اگر ہمسے چھپاؤ بتلاؤ دیانت حسین کا مقدمہ کیسے اُٹھا اور کون بات سچی ہی۔

رام جیاون۔ حجور ہم کا ہا نہین بڑے آدمی کی بات کون سکے۔

مسٹر ہاورڈ۔ تمنے ہمسے خود پورا حال بیان کیا اب کسلیئے چھپاتا ہی۔

الغرض رام جیاون نے بعد دو قدح لبسیار و وعدہ عفو تقصیرات یون بیان کرنا شروع کیا۔ حجور راجہ دیانت حسین اس لائق اور دیانت دار ہوب مشکل ہی جہ دن سے نوکر بھیے ایک ٹکہ گھوس نہین لیا اور سرکار کام جہ طرح کیا کون نہین جانت سب لوگ کہار کہات رہے اور جہ دن سے کہ تحصیلدار صاحب ڈپٹی شوکت حسین کے بٹوا کے سونڈن مین نہین گئے سب عملے اُنسے اکس پر اکہت رہے اور سب کی کونسل سے بچا سنگھ دلیس کا اُٹھائی گیر اٹھار کردین گا اس انجیر ضلع فیروزنگر مین کبھی نہین بھیار ہا منشی پرون لال دلیس کے بے ایمان دیا ہے وہا تحصیل کے بے مانن سے گواہی دلائس اور کار سرکار کی تحقیقات سے کوئی بات چھپ رہی ہی۔

رام جیاون نے ولایت کے بھگی والا قصہ صاف صاف بتلا دیا اور کہا کہ یہ بھی حسب صلاح پرون لال کے اُس سے تقصیر ہوئی تھی۔

ہرلیسن صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا اور سقدر رنجیدہ ہو کہ شاید کبھی نہوے ہونگے مسٹر ہرلیسن ایک عالی خاندان اور نیک نہاد آدمی تھے لیکن کسیقدر جلد باز اور سیدھے تھے ہر شخص کی بات کو بہت یقین کر لیتے تھے جب اُنکو یہ قصہ معلوم ہوا تو واقعی اُنکا انفعال بہت ہی قابل خیال تھا مسٹر ہرلیسن نے اس معاملے مین پوری تحقیقات کا مصمم ارادہ کیا اور بچا سنگھ پر دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند کا مقدمہ قائم کرکے ایک تاریخ پیشی مقرر کی۔

باب بست و ہشتم

دیانت حسین اور مسٹر ہرلیسن کی پھر ملاقات

اپیل سے بری ہونے کے بعد سید دیانت حسین پھر اپنی تحصیلداری پر فوراً بحال ہوے اُنکی اس بحالی کی خوشی ایسی نہ تھی جو قابل تذکرہ نہو گھر گھر باجے بجتے تھے عورتین منتین بھرتی تھین کہین خدائی رات کا سامان تھا کہین امام باڑے مین روشنی ہوتی تھی کہین مولود شریف کی تیاریان تھین مسجدون مین شکرانہ کی نمازین بہت شان وشوکت سے ادا کی گئین ہندو رعایا نے ست نرائن کی کتھا منعقد کی اور بہت سے سکھون نے بابا نانک شاہ کا کڑھاؤ چڑھایا صدہا مقامات سے مبارکباد کے تار آئے ہزارون جگہ سے خط آئے بہت سے اخبارون نے بہت ہی خوشی کے ساتھ اس منصف مزاج جج کے انصاف کی داد دی اور میر دیانت حسین کو صبر کی ہدایت کی سب سے زیادہ پُراثر تار مسٹر ڈلن کا پہاڑ سے آیا جو ہم ذیل مین نقل کرتے ہین۔

تار

میری دلی مبارکباد اپنی قابل عزت بریت پر قبول کیجیے خدا ہمیشہ سچائی کی طرف ہی اور مجھکو امید ہی کہ عارضی مصیبت سے آپ اپنا دل نہ توڑینگے اس چیدہ روزہ قیدنے ہرگز تمہاری عزت مین کوئی کمی نہین کی بلکہ میری نگاہ مین آپ اور بھی

اب قابل عزت ہوگئے ملک کو چاہیے کہ تمکو شہید قوم کا لقب دے یوسف کے قید ہونے سے اُنکی عزت اور بڑھ گئی تھی اُسیطرح سے اس قید سے آپ کی عزت اور زیادہ ہوگئی۔

لیکن بحالی کے ہر چند سب نے سمجھایا مگر دیانت حسین کچھ ایسے افسردہ خاطر ہوگئے تھے کہ کہین جانے کا قصد نہ کرتے تھے اور اسیوجہ سے وہ کلکٹر کے یہان بھی نہین گئے مسٹر ہریسن اُنسے ملنا چاہتے تھے مگر وہ بھی اپنے منفعل تھے کہ انکو بُلانے کی جرات نہ کرسکتے تھے آخر کار مسٹر ہریسن ایک دن خود تحصیل کی کچہری مین تشریف لیگئے اور وہان میر دیانت حسین سے ملاقات کی دیانت حسین نے جیسے ہی ہریسن صاحب کو دیکھا اُنکا دل بھر آیا اور اُن پچھلی بے اعتنائیون کو خیال کرکے بے اختیار رونے لگے مسٹر ہریسن کو بھی اُسوقت سخت ملال ہوا اور بڑی دیر تک معذرت کرتے رہے اور کل وجہ اپنی برافروختگی کی اور لوگون کی جوڑ بازیان میر دیانت حسین سے بیان کین اور اپنا دلی افسوس اس ناگہانی غلط فہمی پر ظاہر کیا دیانت حسین نے اُسکے جواب مین تمام واقعات از ابتدا تا انتہا بیان کیے اور کمیٹی تارک الرشوت قائم کرنا اور ڈپٹی صاحب اور لالہ پرون لال کا حلف نہ لینا اور اپنے ڈپٹی صاحب کے یہان جلسے مین شریک نہونے کو بالتفصیل ظاہر کیا انکا طرز بیان ایسا پُراثر تھا کہ مسٹر ہریسن بہت ہی دلگرفتہ ہوے اور آپسمین بہت دیر گفتگو کے بعد خود بخود صفائی ہوگئی آئینہ دل پر جو غبار کدورت لالہ پرون لال اور ڈپٹی شوکت حسین صاحب کی بدولت جما ہوا تھا وہ سب دور ہوگیا اور مسٹر ہریسن نے جان لیا کہ بیشک حق کا راضی اللہ ہے۔ اس ملاقات کے بعد پھر دنیا کا پھر رنگ بدلا اور میر دیانت حسین کا آفتاب اقبال طلوع ہونا شروع ہوا مسٹر ہریسن نے پرون لال سے قطعی ملاقات چیت ترک کردی اور کبھی اپنی کوٹھی پر نہین آنے دیتے تھے اور مختلف موقعون پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لالہ پرون لال اور ڈپٹی شوکت حسین سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سخت کشیدہ ہین دو تین مرتبہ اُسی زمانے مین ڈپٹی شوکت حسین ملنے گئے مگر صاحب نے ملاقات بھی نہین کی۔

اب سُنیے لالہ پرون لال سے معتوب ہوتے ہی ہر شخص اُنسے بگڑ چلا جو لوگ اُنکے یار غار تھے اُنھون نے اب کج ادائیان شروع کین جو اُنکے خاص دوست احباب تھے اُنھین کو اب ملنے مین عار ہونے لگا پنڈت کاشی ناتھ نائب تحصیلدار نے خود بخود ہریسن صاحب سے جاکر کل اصلیت بیان کردی اور [illegible] کہدیا کہ تمام تحصیل کے عملون نے پرون لال کے دباؤ سے دیانت حسین کے خلاف گواہی دی تھی ڈپٹی برج لال تو پرون لال کے سررشتہ دار ہوتے ہی گوشہ نشین ہوگئے یعنی وہ بیچارے نہ پرون لال کے شریک تھے نہ دیانت حسین کے رشوت لینا اُنھون نے ترک ہی کردی تھی اس وجہ سے وہ کسی مقدمے مین فہمایشی مخبر نہوتے تھے اب بھی اُنکا وہی رنگ رہا لیکن ڈپٹی شوکت حسین پرون کے مددگار تھے ہنوز ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ دفعتاً گورنمنٹ سے تار آیا منشی شوکت حسین ڈپٹی کلکٹر کی تبدیلی ضلع کانگڑہ کو ہوگئی اندر چوبیس گھنٹہ کے وہ فیروزنگر چھوڑدین اس تبدیلی سے باستثنائے لالہ پرون لال عام طور پر سب لوگ خوش ہوے کیونکہ دیانت حسین کے معاملے سے ڈپٹی شوکت حسین ہر حلقہ مین نہایت عزیزدل ہوگئے تھے پرون لال کا بڑا آہنگ ٹوٹ گیا اور واقعی یہ ہے کہ اب اُنکی حالت بہت خطرناک تھی۔

باب بست ونہم

بچا سنگھ پر مقدمہ

تاریخ پیشی پر منجانب سرکار حسب درخواست مسٹر ہریسن

مسٹر فارلس بیرسٹر آف لا پیروی کے لیے کلکتہ سے آئے تھے اور ملزم کی طرف سے چند ہندوستانی وکلا جو پرون لال کے دوست تھے پیروکار تھے مقدمہ پیش ہوتے ہی پرون لال اجلاس سے اُٹھا دیے گئے اور اُنکو بھی گواہوں کے زمرے مین بیٹھنے کا حکم دیا گیا جب اجلاس سے پرون لال اُٹھنے لگے تو مسٹر ہرلیسن نے اُنکی طرف مخاطب ہو کر اتنا کہدیا تھا کہ "ابھی تھوڑی دیر مین تمھارا اظہار ہوگا اور اگر تم ایک حرف بھی جھوٹ بولوگے تو اسقدر بید پڑینگے کہ مسٹر پرون لال تم بھی ہمیشہ یاد کروگے" یہ الفاظ گو بہت لمبے چوڑے نہ تھے مگر پرون لال ایسے آدمی کے ڈرانے کو بہت کافی تھے اور خاصکر اُس حالت مین جب پرون لال کُل معاملات سے واقف بھی تھے ایک ہندی مثل ہے کہ "چور کا جی کتنا" وہ بعینہ پرون لال پر صادق تھی پرون لال جانتے ہی تھے کہ سب اُنھین کا کیا دھرا ہے ورنہ۔ سہ

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

انکو بخوبی معلوم تھا کہ وہ معشوق کون تھا؟ اور غالباً ہمارے ناظرین بھی اُنکو جانتے ہونگے۔ القصہ سب سے پہلے بچا سنگھ کا اظہار لیا گیا مسٹر ہرلیسن کا تمتمایا ہوا چہرہ کچہری کا رنگ پرون لال کی ذلت یہ سب دیکھکر وہ بہت ہی گھبرا گیا اُسکے دل مین پرون لال کی موجودہ حالت میر دیانت حسین کی بحالی سب اُمور نے ایسا اثر کیا کہ اُسنے اپنے دل مین ٹھان لی کہ ایک حرف جھوٹ نہ بولونگا چاہے کچھ بھی کیوں نہو چنانچہ اُسنے یہ لکھایا۔

حضور مین بالکل بےقصور ہوں یہ تمام مقدمہ لالہ پرون لال اور ڈپٹی شوکت حسین کا اُٹھایا ہوا تھا مجھکو پرمھوپال سیاہہ نویس میرے گھر سے بُلا لیگیا ہے پرون لال کی مرضی سے خود اپنے ہاتھ سے دانت توڑ لیے اسکے انعام مین مجھکو دوسو روپیہ نقد دیے تھے اُنھین کے کہنے سے مین نے یہ حرکت کی تھی مین جانتا ہون کہ مین مرنے کے بعد نرک مین جاؤنگا سرکار مجھکو جیلخانے بھیجدین مین نے ایک ایسے دھرم مورت اور دھرم اوتار اپنے دیس کے راجہ اور اپنے وقت کے حاکم پر جھوٹا اتہام لگایا ہے جسکے بدلے اگر پرمیشر مجھکو اوجھین کردے تو بھی بہت ہی کم سزا ہے تحصیلدار ایسا امیر اور بے لگاؤ آدمی ضلع مین کوئی نہین ہے مین نے اُنسے بُرائی کی ہے میر جگنا تھ سوامی اے اجودھیا مہارانی تم ایہہ کا بنیاؤ کرو سیاہہ نویس بخشی جی اور پیشکار صاحب کوئی سچ نہین بولا سب نے پرون لال کے دباؤ سے جھوٹی گواہی دی آگے سرکار مالک ہین۔

سیاہہ نویس محرر متفرقات ۔ نائب تحصیلدار رام جیاون چپراسی اور مسٹر ہاورڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بیانات مسٹر ہرلیسن نے تحریر کیے ان سب لوگون کے بیان سے مقدمہ صاف ہوگیا اور جو اصلیت تھی وہ کھل گئی پرون لال بہت گھبرائے اور کوئی شخص بھی اُنکو ایسا نہ دکھلائی دیا جسپر اُنکو اعتبار ہوتا اور جسکو وہ اپنا گواہ بتاتے بہت غور کے بعد اُنھون نے کنج بہاری لال کمپونڈر شفاخانہ ہرلیسن اینڈ کمپنی کو اپنا گواہ صفائی قرار دیا یہ انکا ہم مکتب تھا اور اسپر پرون لال کو پورا بھروسا تھا پانچ روز کے لیے مقدمہ ملتوی ہوا اور دو ہزار روپیہ کی ضمانت پر بچا سنگھ اور پرون لال حوالات سے باہر آئے پرون لال کی ضمانت مین بھی بہت مشکل پیش آئی کوئی شخص پیش نہ کھڑا ہوتا تھا آخرکار شام کو پرون لال کے باپ نے دو ہزار کا نوٹ داخل کیا جب بچا سنگھ پرون لال کی وہ حالت بھی ایک عجیب حالت تھی نہ کوئی عملہ انکے پاس پھٹکتا تھا نہ کوئی وکیل مختار قریب آتا تھا۔

یار اغیار ہو گئے واللہ یہ زمانے کا انقلاب ہوا
روپیہ پیسا سب کچھ تھا لیکن انکو اپنی رہائی سے مایوسی تھی
اور اس سبب سے کچھ بھی خرچ کرنا یہ فضول سمجھتے تھے
اور اسی خیال سے کوئی بیرسٹر بھی نہین بلایا تھا
آٹھ بجے رات کو پیر گنجہاری کے مکان پہنچے اور اُس سے
ملاقات ہوئی —

کنجہاری - منشی جی آپ نے کہان تکلیف کی کیا
آج بھی کوئی زہر لینا ہی —

پروں لال - مین جس مصیبت مین ہون پر شیر کسی پر
نہ ڈالے تمکو اپنا دوست اور غمخوار جانتا ہون اور
ہمیشہ ضرورت کے وقت تمہارے سوا کوئی نظر
نہین آتا ہے

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی

میری اتنی عرض ہی کہ آپ میری صفائی کی گواہی
دے دیجیے اور یہ کہہ دیجیے کہ دیانت حسین ادر مجھسے
عداوت ہی —

کنجہاری - عداوت کس بات کی —

پروں لال - مسلمان مسلمان سب ایک ہین جب سے
میر خادم علی مرے دیانت حسین کو یہ شک ہوا کہ مین نے
زہر دیکر مار ڈالا حالانکہ مین اُنکو اپنے باپ سے بڑھکر
جانتا تھا مجھسے ایسا کیونکر ہو سکتا تھا —

کنجہاری - منشی جی ہم تمہارے شریک ہین اور ہر طرح سے
قلمے قدمے مدد کرنے کو موجود ہین لیکن یار یہ تو بتاؤ
کہ وہ زہر جو تمنے ہمسے لیا تھا کیا کیا بھئی سچ سچ بتانا
ہمارے تمہارے کوئی پردہ نہین —

پروں لال - (ادھر اُدھر دیکھکر اور بہت آہستہ سے)
اُسی بلیچھ کو دیا تھا مگر بھائی بڑی عمدہ چیز تھی فوراً کام
تمام ہو گیا اللہ کسی نے آجتک کانون کان نہ جانا —

کنجہاری - (ہاتھ ملاکر) شاباش میرے شیر کیون نہو
جسوقت تمنے وہ شیشی دی تھی کوئی وہان بیٹھا تو نہ تھا —

پروں لال - یہ تو مجھے خیال نہین شاید مولوی ایوب
وہان بیٹھے ہوے تھے مین اُنکو وہین بیٹھا ہوا
چھوڑ آیا تھا عجب نہین کہ اُنکے سامنے ہی منشی جی نے
کھایا ہو اور رمضان اُنکا نوکر بھی تھا۔

کنجہاری - اچھا بھائی صاحب آپ اب جایئے
جو کچھ کہوگے کہدونگا بھلا تمسے باہر ہو سکتا ہون —

جان سے مال سے ایمان سے سوا تم مجھکو

ادھر تو لالہ پروں لال خوشی خوشی لوٹے اور وہان
کنجہاری کے خیالات فاسد ہونے شروع ہوے
ایک دن سررشتہ داری کے زمانے مین لالہ کنجہاری لال
منشی پروں لال صاحب کی ملاقات کو گئے تھے وہان
تحصیلدار صاحب حسام پور - رائے کشوری لال - لالہ
بیجناتھ وغیرہ بہت سے معززین بیٹھے ہوے تھے
بیچارے کنجہاری بھی جاکے کنارے بیٹھ گئے آپ جانیے
بڑے آدمیون کے سامنے غریبون کو کون پوچھتا ہی
پروں لال نے کنجہاری کی طرف توجہ بھی نہ کی اور
پانچ چھ منٹ کے بعد بہت ہی حقارت سے دیکھکر پوچھا
کہ آپ کون ہین —

کنجہاری - آپ مجھکو اتنی جلدی بھول گئے مین آپکا
قدیم ہم مکتب اور ساتھی ہون آج آپکو خدا نے امیر
کیا ہی آپ چاہے نہ پہچانیے —

پروں لال - بہت آدمی آکے جھوٹ کہدیا کرتے ہین
کہ ہم مکتب ہین ہمکو تو آپکی صورت بھی یاد نہین اور
منشی صاحب اسکول مین ہزار ہا لڑکے پڑھتے ہین سب ہی
ہم مکتب ہین اس سے کسی کا کچھ حق نہین ہو جاتا اچھا آ
آپ رخصت ہون —

کنجہاری کو لالہ پروں لال کی اس ردکھائی نے ایسا

ملول کیا تھا کہ جسکا داغ انکے دل مین ابتک باقی تھا اور اب تک وہ زخم آلا تھا لالہ کنجھاری اُسی دن سے کبھی پرون لال سے نہین ملتے تھے اور ہمیشہ وہ اس فکر مین رہتے تھے کہ کسی موقع پر لالہ پرون لال سے اسکا بدلا لینا چاہیے اُسکو پہلے ہی سے شک تھا کہ خادم علی کو پرون لال نے ضرور وہ زہر کھلایا ہو جو اُس سے لیگیا تھا اکثر اسکے دل مین آتا تھا کہ اس راز کو افشا کر دے مگر اس خوف سے کہ کوئی زیادہ فساد نہ بڑھے اُسنے اس معاملے کو نہین اُبھارا تھا میر دیانت حسین کے اخلاق کا وہ ہمیشہ معترف تھا اور اس ناگہان انقلاب مین بھی وہ انکا ہمدرد تھا گو کچھ واسطہ نہ تھا لیکن ہمیشہ انکی کامیابی کی دعائین کرتا تھا میر دیانت حسین بھی ہمیشہ اُس سے مہربانی سے پیش آتے تھے اور ہم مکتب سمجھکر معمول سے زیادہ عنایت کیا کرتے تھے۔ یہ موقع کسر نکالنے کا بہت ہی عمدہ ملا اور کنجھاری لال اُسیوقت سے آمادہ ہوگیا کہ میر خادم علی کی وفات کا راز بھی اپنے اظہار مین افشا کرنا چاہیے اُسنے اپنے رجسٹر بھی اُسیوقت تلاش کیے اور تاریخ نکال رکھی جس تاریخ مین لالہ پرون لال کے نام زہر کی فروخت لکھی تھی وہ ٹھیک وہی دن تھا کہ جسکی صبح کو میر خادم علی صاحب مرحوم نے انتقال کیا تھا۔

خدا خدا کرکے پانچ روز ختم ہوے اور تاریخ معینہ پر مقدمہ پیش ہوا اُس روز کی حالت واقعی چشم عبرت سے دیکھنے کے قابل تھی سیکڑون آدمی یہ مژدہ سُننے آے تھے کہ پرون لال نے اپنا کیا بھر پایا ہزارہا آدمیون کا مجمع تھا لیکن افسوس اُسمین کوئی افسوس کرنے والا ہمدرد نہ تھا پانچ ہی چھ روز مین پرون لال بالکل گھل گئے تھے آدھا جسم بھی نہین رہ گیا تھا بہت میلے کپڑے پہنے نہایت اُداس پریشان صورت بنائے ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھے صدہا آدمی گرد جمع ہوگئے۔

۱۔ واللہ بڑا پاجی تھا زمین سر پر اُٹھائی تھی۔

۲۔ گیہون کی روٹی ہضم نہو سکی سچ ہی خدا کمینے کو عروج نہ دے۔

۳۔ اور لالچی کتنا تھا اپنے باپ سے بھی بے لیئے نہ چھوڑا۔

۴۔ خدا کرے یہ موذی قید ہو اور چوک مین سر بازار اس سے کنکر کٹوائے جائین ہر ہر غریب راجہ نے اسکا کیا بگاڑا تھا وہ بیچارہ رشوت نہین لیتا تھا اسکے باپ کا کیا اجارہ تھا خواہ مخواہ کو پیچھے پڑ گیا اور قید کرا کے چھوڑا وہ تو خدا جج صاحب کو لاٹ گورنر کرے بڑا انصاف کیا نہین تو غضب ہو گیا تھا۔

۵۔ دیکھتے ہو موذی کو غرور کتنا تھا بڑے بڑون کا سلام ہونا دشوار تھا ڈیوڑھی لگتی تھی۔

۱۔ اجی جب سے اسنے حجن بی بی سے بے اعتنائی کی واللہ یہ اتو جی ہٹ گیا جب یہ خادم علی کا نہوا تو اور کسی کا کیا ہو گا۔

۲۔ خدا آپکو نیکی دے۔ خیال کرنے کی بات ہے۔

۳۔ ابھی اسکو کالا پانی ہو گا۔ سُنا ملکہ ثوریا نے تار بھیجا ہے کہ اسنے اتنے بڑے رئیس ابن رئیس کو پھنسوایا تھا اسکو ضرور کالے پانی بھیجنا چاہیے اور مین نے سُنا ہے کہ سُلطان روم نے بھی ملکہ ثوریا کو اس بارے مین خاص سوار بھیجا ہے۔

۴۔ یہ کیا آپ نے چانڈو خانے مین سُنا تھا۔ کہان روم۔ کہان لندن۔ پانچ دن مین تو خالی ریل جاتی ہے ہزارہا کوس ہے بھائی سوار کیسے جاتا۔

۵۔ جانے کو کیا ہوا بادشاہون کی سرکار مین ہین کیا ہمارے آپ کے ٹٹو سے تھوڑے ہی مین مان ہزار دن گھوڑے عربی موجود ہین۔

(باقی ہے)

(مصنف) جی بجا ہی آپ دونون صاحب انسے بھی
زیادہ محقق ہین۔
استنے مین پکار ہوئی اور ملزمان مسٹر ہریسن کے سامنے
لائے گئے پرون لال کا گواہ صفائی پیش کیا گیا۔

بیان کنجہاری لال

مین ڈاکٹر ہریسن کے شفاخانہ مین کمپونڈر ہون مجھسے
اور پرون لال سے بہت برسون سے دوستی ہی مین نے
اور آسنے پانچ برس تک ایک ساتھ گورنمنٹ کالج مین
تعلیم پائی ہی مین اتنا ضرور جانتا ہون کہ پرون لال کو
دیانت حسین سے بہت رنج تھا اور یہ بات تمام شہر مین
ہر شخص جانتا ہی اسکا سبب یہ تبلایا جاتا ہی کہ دیانت حسین نے
کوئی رشوت کی کمیٹی قرار دی تھی اسمین پرون لال نے
حلف نہین لیا تھا اور اسی وجہ سے پرون لال کو یہ خیال
پیدا ہوا تھا کہ یہ کمیٹی خاص انھین کے ذلیل کرنے کو کی گئی تھی

سوال پرون لال۔ آپ یہ تبلایئے کہ آپکے نزدیک
میرا چال چلن کیسا ہی اور آپکی راے ہین اس معاملے مین
کون قصور وار ہی۔

کنجہاری لال۔ چونکہ مین اسوقت اندوے گنگا
اپنا بیان لکھا رہا ہون لہذا مین بے کم و کاست اپنا
اپنا بیان لکھاؤنگا مین خوب واقف ہون کہ پرون لال
نہایت بدچلن بدمعاش اور ظالم آدمی ہی اسنے میر خادم علی کو
زہر دیکر مار ڈالا۔

صاحب۔ کیا اسکو زہر دیکر مار ڈالا۔

کنجہاری۔ حضور خادم علی محافظ دفتر کو جو حضور کے
آنے کے پیشتر انتقال کر چکے تھے جنکی جگہ پرون لال
محافظ دفتر ہوا تھا انکو زہر دیا تھا۔

صاحب۔ تم اسکا ثبوت دے سکتے ہو۔

کنجہاری۔ بیشک حضور میری دکان کا انگریزی رجسٹر
حضور منگوا کر دیکھین اسمین ٹھیک اسی دن پرون لال کے
نام زہر کی بکری لکھی ہی علاوہ اسکے حضور مولوی ایوب
مدرس گورنمنٹ کالج اور رمضانی ملازم میر خادم علی متوفی
سابق محافظ دفتر کا اظہار لین اس سے حال معلوم ہو جائیگا

صاحب نے اسیوقت سواے بھیجکر مولوی ایوب اور
رمضان کو بلوا کر اظہار لیا انھون نے یہ لکھایا کہ جس
شب کو ایک شیشی کسی دوا کی پرون لال نے میر خادم علی کو
دی تھی اور یہ کہا تھا کہ حکیم بنو کا دیا ہوا جلاب ہی
چنانچہ میرے سامنے اسی دوا کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ
میر خادم مرحوم نے نوش کیا اور علی الصباح دوسرے دن
انکے انتقال کی خبر معلوم ہوئی مجھکو یہ نہین معلوم کہ وہ
دوا کیا تھی۔

اتفاقیہ حکیم بنو بھی باہر کھڑے مقدمے کا تماشا دیکھ رہے تھے
وہ بھی دھرے گئے انکا بھی اظہار تحریر کیا گیا انھون نے
قطعی انکار کیا کہ مین نے کوئی انگریزی جلاب یا کسی
قسم کی دوا آج تک پرون لال کو کبھی نہین دی اور
نہ مین نے کبھی پرون لال کا علاج کیا اور نہ میر خادم علی نے
کبھی میرا علاج کیا۔ رمضان نے شیشی کی دوا پھینکنے اور
دو روپیہ دینے کا بھی حال بیان کیا۔

ایک لطیفہ اس مقام پر یہ بھی لکھنے کے قابل ہی کہ
حکیم بنو صاحب کے والد نے کوئی جولاہن گھر مین
ڈال لی تھی اسی کے بطن سے یہ تھے اور جولاہا کہلانے سے
بہت چڑتے تھے جب وہ اظہار دیکر نکلے تو بعض
نا واقفون نے بصیغۂ ہمدردی یہ کہا کہ واللہ آپکی تو
وہی مثل ہوئی۔

کرگہ چھوڑ تماشا جاے ناحق چوٹ جولاہا کھاے

اسپر حکیم صاحب بہت ہی بگڑے اور یہ لطیفہ اتنا
مشہور ہوا کہ حکیم کرگہ انکا نام پڑ گیا۔

بعد تحریر بیان حکیم بنو صاحب مسٹر ہریسن نے
پرون لال سے پھر استفسار کیا اور اسنے ایک عجب

مایوسی کی حالت مین یہ سمجھکر کہ اب کوئی چھٹکارا نہین حسب ذیل جواب لکھا یا۔

حضور عالی مین سخت گنہگار ہون جو مجھسے ہوا شاید کسی نے نہ کیا ہوگا مین نے اپنی تھوڑی سی زندگی مین بہت سی بد افعالیان کین مین نے ضرور اپنے محسن خادم علی کو زہر دیا اور بیشک مولوی ایوب کے سامنے مین سنے میر خادم علی کو ؛ ایہ اُسی کا نتیجہ تھا کہ مین آج غضب مین گرفتار ہون ڈپٹی شوکت حسین کے سکھلانے سے مین نے بیشک بچا سنگھ کو میر دیانت حسین کیخ مقدمہ دائر کرنے کی ترغیب دی اور تحصیل کے عمال سے گواہی دلائی یہ بھی بہت بڑا قصور ہوا کہ مین نے اپنے مالک کے ساتھ نمک حرامی کی دیانت حسین اس شہر کے راجہ تھے اور مین بیشک اُنکا ادنیٰ رعایا تھا دُنیا اسوقت میری آنکھون مین تیرہ و تار ہے حضور کی آنکھ پھرتے ہی سارا زمانہ مجھسے پھر گیا وہ لوگ جو میرے یار غار تھے اب میرے تشنۂ خون ہو رہے ہین غور کا مقام ہے کہ کنجبہاری لال ایسا دوست غمخوار خادم علی کے قتل کا راز افشا کردے اب حضور مالک ہین جو چاہین حکم دین۔

اب کیا تھا پرون لال نے اقبال کر دیا اور ثبوت بھی پورا پورا دستیاب ہو گیا۔

مسٹر ہرلیسن نے بچا سنگھ اور پرون لال کو حسب دفعہ ۲۱۱-پنلکوڈ ایک ایک سال قید کی سزا دی اور واسطے تجویز جرم زہر خورانی میر خادم علی مرحوم پرون لال کو سپرد سشن کیا کاشی ناتھ نایب تحصیلدار و نیز دیگر گواہان کو مسٹر ہرلیسن نے یکقلم ملازمت سرکار سے برخاست کر دیا۔

باب بست و دہم

پرون لال کی آخری قسمت

عدالت سشن مین پرون لال کا مقدمہ پیش ہوا چونکہ یہان پرون لال اقبال کر چکے تھے اسلیے اُنکے باپ نے کوئی پیروی پرون لال کے لیے نہین کی اور اسی وجہ سے کوئی وکیل مختار بھی اُنکی طرف سے نہ تھے پرون لال نے سشن مین بھی جرم سے اقبال کیا اور عدالت نے سزاے موت کا حکم دیا۔

حکم سناتے وقت جج صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے۔

پرون لال تم دُنیا کے اُن چند مشہور آدمیون مین ہو جنھون نے اپنی شہرت خلق خدا کے ستانے سے اور خدا کے بندون کو نقصان پہونچانے سے پائی خادم علی تمہارا محسن تھا اُسنے مثل بیٹے کے تمھاری پرورش کی اور تمنے اُسکے ساتھ محض ایک دنیاوی عہدے کے لالچ پر اتنی عظیم بُرائی کی اسیلیے میری راے مین جسقدر جلد تم دُنیا سے الگ ہو جاؤ اُتنا ہی زیادہ مفید ہے اور اسیلیے مین تمھارے لیے سزاے موت تجویز کرتا ہون مجھکو یقین ہے کہ تم خدا کی سرکار مین بھی اپنے افعال کے لیے روسیاہ اُٹھوگے۔ پرون لال اسکو سنکر رونے لگا اور چُپ چاپ جیل چلا گیا۔

مسٹر ہرلیسن اس فیصلے کو سنکر بہت خوش ہوے اور حسب خواہش اُنکے خاص فیروزنگر کچہری کلکٹری کے سامنے اُسکو پھانسی دی گئی اُس دن بھی صدہا آدمیون کا ہجوم تھا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس جوانمرگ کے بے وقت پھانسی پر کسی کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ بہا اور کسی کی زبان سے ذرا بھی اسکے پھانسی پانے پر افسوس نہ نکلا اُس مجمع مین اگر کوئی رونے کی آواز سنائی دیتی تھی تو بیشک اُسکے بڈھے باپ کی تھی وہ بھلا کیونکر نہ روتا اُسکا اکلوتا سپوت بیٹا یا اقبال بیٹا اسطرح اُسکے سامنے پھانسی پاے اُسکے پھولے پھلے گھر کو اُجاڑے اُسکے لا ولد کا

بدنصیب خطاب دے اور وہ نہ روئے؟ یہ کیونکر ممکن تھا وہ بُرا تھا یا بھلا۔ ایماندار تھا یا بے ایمان۔ جعلیا تھا یا فریبی اُسکا نورچشم تھا اُسکا لخت جگر تھا اُسکے گھر کا چراغ تھا۔ اُسکی نوجوان بہو کا بیوہ ہونا اُسکی بڈھی جورو کا اپنے اکلوتے بیٹے کو ہمیشہ کے لیے رخصت کرنا یہی سب باتین تھین جو بدنصیب حیدر می کے زندہ درگور ہونے کے لیے کافی تھین۔

باب سی و یکم

سیّد دیانت حسین کا پھر عروج

ان تمام واقعات کے بعد مسٹر ہرلیسن پر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سچائی کیا چیز ہے اور بناوٹ کیا شے ہے اُنکو یہ پورا تجربہ ہوگیا کہ ابھی تک پرانے فیشن کے ہندوستانیون مین ایسی تہذیب اور شایستگی بہت ہی کم لوگون مین آئی ہے کہ وہ ایک منٹ بھی خودغرضی اور جوڑتوڑ سے اپنے کو الگ رکھہ سکین۔ غول کے غول مخبرون کا بیان انکو اب معلوم ہوا کہ۔

بناوٹ کی تھی ساری جادوگری

یہ بھی مسٹر ہرلیسن پر اب ثابت ہوگیا کہ کیسا ہی لائق اور منصف مزاج آدمی کیون نہو جب ہمیشہ اُسکے کانون مین طرح طرح کی خبرین پڑا کرینگی تو وہ کسی طرح جھوٹ اور سچ مین تمیز نہین کرسکتا وہ اب بھی جان گئے کہ میر دیانت حسین کس لیاقت اور کس اعتبار کے قابل آدمی تھے جبسے کہ یہ کل حالات مسٹر ہرلیسن پر آئینہ ہوئے انکو دیانت حسین سے بہت ہی انفعال تھا اور ہمیشہ وہ اس فکر مین رہتے تھے کہ کسی طرح اسکی تلافی کرنا چاہیے گو اسمین کچھ شک نہ تھا۔

گر صد ہزار لعل و گہر مہیا ہی چہ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

مگر بہرحال مسٹر ہرلیسن جو ایک بالطبع فیاض اور نیک نہاد افسر تھے جیسا کہ عموماً انگلشمین ہوا کرتے ہین انھون نے اس انقلاب کی ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ مین بھیجی اسمین فیروزنگر کے لوگون کی شرارت اور سیّد دیانت حسین کے حالات بالتشریح لکھکر گورنمنٹ سے یہ خواہش کی کہ سیّد دیانت حسین نیٹو سول سروس مین لے لیے جائین خاندانی اعتبار سے وہ ہرطرح اسکے مستحق تھے کیونکہ ایک بڑے باپ کے بیٹے تھے لیاقت مین بھی وہ ایک عمدہ انگریزی دان اور مشہور ذہین اور ذی لیاقت افسر تھے عمر بھی اُنکی کچھ زیادہ نہ تھی۔ مسٹر ہرلیسن نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ راجہ کا خطاب جو اُنکے باپ راجہ سیّد لیاقت حسین خان صاحب بہادر کا تھا اُنکو بھی گورنمنٹ سے دیا جاے الحمد للہ کہ وہ رپورٹ منظور ہوئی اور دفعتاً سیّد دیانت حسین کے نام گورنمنٹ سے یہ تار آیا کہ تمکو راجگی کا خطاب عین حیات عطا ہوا اور تم اسسٹنٹ کمشنر فیروزنگر مقرر کیے گئے۔ اس تقرر کو عام طور پر ہر گروہ نے پسند کیا اور ہر قوم کے لوگ مسٹر ہرلیسن کی منصف مزاجی کے از حد شکر گذار ہوے۔

الٰہی جسطرح تونے سیّد دیانت حسین کی دیانت کو برقرار رکھا جسطرح تونے ایمانداری کے انعام مین اُنکی مدد کی اُنکو تمام مصیبتون سے بچایا اُسیطرح تو تمام متدین ملازمان سرکار کے ساتھ ہو اور اُنکے ہمقوم بھائیون سے جو مثل برادران یوسف ہون اُنکو محفوظ رکھ۔ ع۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

باب سی و دوم

مسٹر اسسٹنٹ کمشنر دیانت حسین

جیسے ہی سیّد دیانت حسین اسسٹنٹ کمشنر ہوے انھون نے فیروزنگر سے اپنے تبادلہ کی خواہش کی گو مسٹر ہرلیسن نے اُنھین بہت روکا لیکن گورنمنٹ نے مسٹر دیانت حسین کی درخواست پسند کی اور ضلع جہان آباد کو اُنھین تبدیل کیا۔

جہان آباد ایک چھوٹا اسٹیشن تھا لیکن دلچسپ اور آب وہوا کی خوبی مین ازحد مشہور تھا مسٹر دیانت حسین کو خوش نصیبی سے ایک لب دریا بنگلہ مل گیا جسمین قیام فرمایا۔

جب وہ جہان آباد آئے تو ضلع مین مسٹر جان براؤن صاحب ڈپٹی کمشنر تھے و مولوی حکمت اللہ و رائے دیبی دیال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے منشی رحیم اللہ منصف تھے مسٹر براؤن ایک نئے فیشن کے ذی اخلاق آدمی تھے مگر شکار کا ازحد شوق تھا اس وجہ سے کام مین بہت توجہ نہ تھی کھیل تماشے مین زیادہ وقت بسر کرتے تھے مولوی حکمت اللہ صاحب چپراسی کے عہدے سے ملازمت سرکار مین داخل ہوے۔ سر جان کیمبل جب کمشنر ہوے انھون نے جمعدار کردیا رفتہ رفتہ سررشتہ دار تحصیلدار اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوے عمر قریب چھہتر برس کے تھی لیکن سرکاری کاغذات مین صرف پینتالیس برس درج تھی صاحب ڈپٹی کمشنر مولوی صاحب کی بڑی خاطر کرتے تھے مولوی صاحب کی رشوت ستانی زبان زد خاص و عام تھی اور ایسا عام طور پر انکا دروازہ کھلا تھا کہ جو جی چاہے دے آئے ایک روپیہ سے لیکر جو کچھ ملے انکو لینے مین انکار نہ تھا۔ سر اجلاس رشوت لیتے تھے لیکن نڈر ایسے تھے کہ چہرے پر شکن تک نہ آئی تھی۔

چپراسی اردلی۔ خدمتگار۔ باورچی بھی ہمراہ تھے اور کچہری مین گھوما کرتے تھے جہان کوئی مقدمہ والا پھانس کر ڈپٹی صاحب کے سامنے لیجاتے تھے اور ڈپٹی صاحب اچھی طرح مونڈ لیتے تھے ڈپٹی صاحب کے اختیارات ایسے وسیع تھے کہ دفتر مین اُنکے تمام اعزہ و اقارب جمع تھے محافظ دفتر انکا حقیقی چھوٹا بھائی ناظر کلکٹری اُنکا سالا تھا۔ دفتری ڈپٹی صاحب کا حقیقی داماد الغرض تمام کنبہ انکا جہان آباد مین جمع تھا۔

رائے دیبی دیال صاحب انگریزی دان ڈپٹی تھے اور وہی انچارج خزانہ تھے بارہ برس سے اُس ضلع مین تھے اور راشی یہ بھی اعلی درجے کے تھے لیکن انکا طریقہ رشوت ستانی جداگانہ تھا یہ مقدمات مین رشوت کم لیتے تھے جب تک ہزار پانچسو نہ ملے ہاتھ نہ ڈالتے تھے لیکن رؤسا اور مہاجنون کا ناک مین دم کیے رہتے آج اس بابو کی ٹم ٹم عاریت منگوائی اور پھر لکھ بھیجا کہ بندہ زادہ کو آپکا ٹم ٹم بہت پسند ہے اور وہ روتا ہے لہذا واپسی سے مجبوری ہے" کل فلان راجہ سے ایک ہزار روپیہ قرض منگوا بھیجا اور ڈکار تک نہ لی۔ پرسون اُن نواب صاحب کے ہان سے خیمہ منگوایا اور واپس نہ کیا۔

رائے صاحب گو متدین نہ تھے لیکن اپنے کو ایماندار جانتے تھے اور اسی گھمنڈ پر اکثر حکام سے لڑا کرتے تھے اور یہی سبب تھا کہ مسٹر براؤن اُنسے رضامند نہ تھے۔

لالہ جھنگو لال صدر تحصیل کے تحصیلدار تھے یہ ایک ہوشیار اور تیز آدمی تھا مگر انتہا درجے کو ظالم اور غیر خداترس غریب آزار اور بد دیانت۔ مسٹر براؤن اسکو بہت ہی اچھا جانتے تھے اور دو ایک مرتبہ قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری بھی کر چکا تھا اُسکا حقیقی چھوٹا بھائی منگو لال صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے اجلاس کا سررشتہ دار تھا اور وہی مسٹر دیانت حسین کے حصہ مین پڑا تھا۔

مسٹر دیانت حسین جہان آباد مین پہونچکر سب سے پہلے مسٹر براؤن سے ملنے گئے مسٹر براؤن نے نہایت تپاک سے انکو لیا اور بہت ہی محبت سے پیش آئے۔

براؤن۔ فیروزنگر کے لوگ بڑے بے ایمان تھے آپکو بڑی تکلیف پہونچائی۔

دیانت حسین۔ وہین پر کیا منحصر ابھی ہندوستان مین عام طور پر یہی حال ہے۔

براؤن۔ نہین دیانت حسین ہمارے ضلع مین اُس سے بہت پناہ ہے اور سوا دیبی دیال کے اور میری دانست مین کوئی عملہ بھی راشی نہین ہے۔

دیانت حسین- مین نہایت ہی خوش ہوا خدا کرے آپکا اندازہ صحیح نکلے-

براون- آپ ضرور اسکی جانچ کیجیئے اور آپ جو انتظام ضلع مین مناسب سمجھین کیجیئے مین پورا آپکو اختیار دیتا ہون مین نے خاص جہان آباد کا آپکو مہتمم حصہ ضلع کیا ہے اور تمام دفتر آپکے تعلق کر دیے ہین اور نیز آبکاری واسٹامپ- آپکا جی چاہے خزانہ بھی لے لیجیے-

دیانت حسین- نہین اُس سے معاف کیجیئے میرا جی خزانے کے کام مین نہ لگیگا-

دیانت حسین آٹھ بجے صبح سے گیارہ بجے تک براون صاحب کے پاس رہے اور آپسمین بڑی دوستی اور بے تکلفی ہو گئی- گیارہ بجے مسٹر براون دیانت حسین کو اپنی گاڑی پر کچہری لائے اور دیانت حسین نے کام کرنا شروع کیا-

تمام کچہری کے لوگ اپنے نئے اسسٹنٹ کمشنر کو دیکھنے دوڑے اور اُنکے اجلاس پر ایک ہجوم عمال کا ہو گیا- سب لوگ آکر اُنکو سلام کرتے تھے اور مسٹر دیانت حسین ہر شخص سے بکمال خندہ پیشانی نام اور عہدہ دریافت کرتے تھے چار بجے صاحب ڈپٹی کمشنر کی گاڑی مین اپنے بنگلے چلے گئے-

جہان آباد مین انکی آمد کی بڑی دھوم تھی اور طرح طرح کی رائین انکی نسبت قائم کیجاتی تھین-

ڈپٹی حکمت اللہ- کہیے رائے صاحب آپنے مسٹر کو دیکھا-

رائے دیبی دیال- جی ہان وہ تو پورے صاحب لوگ ہین-

ناظر- مگر حضور ہین بڑے ہنس مکھ-

محافظ دفتر- اور جناب لائق بھی ہین دستخط بڑے بانکے ہوتے ہین-

اردلی ڈپٹی حکمت علی- مجھسے بڑے صاحب کا خانساماں کہتا تھا کہ کلکٹر صاحب کے بڑے دوست ہین- اور آج کھانا بھی ساتھ کھایا-

ڈپٹی حکمت اللہ- این! انگریز کے ساتھ کھانا کھایا اجی اُسی سید احمد کے پیرو ہونگے-

دیبی لال- پھر کل ملنے چلیئے گا-؟

حکمت اللہ- ہان چلنا تو ضروری ہے- کل آٹھ بجے آئیے گا ہم آپ ساتھ چلینگے-

دوسرا دن

دوسرے روز سویرے مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر ہجوم ہوا-

دیانت حسین- اردلی دیکھو گول کمرے کا دروازہ کھولدو جو لوگ ہمارے ملنے کو آئین اُنکو بٹھلاؤ اور ہمیں خبر کرو-

اردلی- بہت بہتر حضور-

دیانت حسین- اور دیکھو اگر کسی شخص سے تم ایک پیسہ بھی انعام مانگوگے یا کسی کو پریشان کروگے تو مین فوراً تمکو برخاست کر دونگا-

اردلی- نہین حضور جب سرکار کی مرضی نہو گی تو ہم کبھی ایسی گستاخی نہ کرینگے-

دیانت حسین- دیکھو کون کون صاحب تشریف لائے ہین-

اردلی- دونون ڈپٹی صاحب- راجہ ہرنبس نرائن آنریری مجسٹریٹ- بابو بھیرلال وکیل اور بابو مادھو داس بابو خزانہ اور تحصیلدار حاضر ہین-

دیانت حسین- اچھا سب صاحبون کو بٹھلاؤ اور راجہ صاحب کو ہمارے پاس بھیجدو-

راجہ ہرنبس کی ملاقات

جیسے ہی راجہ صاحب آئے دیانت حسین نے دروازے تک استقبال کیا بڑے تپاک سے ہاتھ ملا کر بٹھلایا-

راجہ صاحب- آپکے پتا سے اور ہمسے بڑا بیوہار تھا-

دیانت حسین- بیشک ہوگا آپ اور وہ ہم عمر بھی معلوم ہوتے ہین-

راجہ صاحب- آپکی ادائی سے ہم بہت خوش ہوئے اور آپکا جو بات کی تکلیف ہوئے ہمسے بتاوب- آپکی طلب کا ہو-

دیانت حسین- آپ یہ کہ[illegible]یافت کرتے ہین مین تین سو ساٹھ روپیہ پاتا ہون

راجہ صاحب- ماہواری-

دیانت حسین- (ہنسکر) جی نہین سالانہ ہی

راجہ صاحب- اور اوپر بھی آمد کا ہوتا ہے

دیانت حسین- معاذ اللہ کیا آپ مجھکو راشی جانتے ہین مین رشوت نہین لیتا اور نہ کوئی شریف خیال لیتا ہوگا- یہ وہی کمینہ خصلت دشمن ملک لوگ ہین جو قوم کو ذلیل کرتے ہین-

راجہ صاحب- آپ کھلی بازی کرت ہین- کاسکارما اس منئی بھی ہین جو گھوس ناہین لیت-

دیانت حسین- کیا آپ نے اپنے ضلع مین ایسا کوئی آدمی نہین دیکھا جو رشوت نہ لیتا ہو-

راجہ صاحب- ہمارے ضلع مین تو کوئی ایسا ناہین آوا مولبی حکمت اللہ دمڑی تک ناہین چھوڑت- کہت ہین کہ سرتی (کھانے کا تباکو) کو کافی ہوئی- ڈپٹی دیبی بال مانگ کے چیز بھیرب بغتے ناہین چلہے اوہکے عوض مقدمہ جتائے لیو مدا جیز نہ پھیرب-

دیانت حسین- مجھکو آپ سے یہ سنکر نہایت رنج ہوا اور مین انشاء اللہ آپکے ضلع کو اس بلا سے بہت جلد نجات دلاؤنگا- اور مین بہت شکر گذار ہوا کہ آپ نے پہلے ہی روز مجھکو آگاہ کر دیا-

(راجہ صاحب رخصت ہوئے)

دیانت حسین- چپراسی دونون ڈپٹی صاحبون اور تحصیلدار صاحب سے میرا سلام کہو اور میری طرف سے معافی مانگو کہ مین اُنکے ملنے کے قابل نہین ہون لہذا مین اُنسے ملنا نہین چاہتا- وکیل صاحب اور خزانہ کے بابو کو بھیجدو-

وکیل صاحب اندر آئے

دیانت حسین نے نہایت اخلاق سے دروازے تک بڑھکر لیا اور دوستانہ باتین شروع ہوئین-

وکیل- ہمارے ضلع مین یہ پہلا مرتبہ ہو کہ آپ کا سا نیک مین اور لائق جنٹلمین آیا ہو ورنہ یہ ضلع ہمیشہ پرانے فیشن کے عملون اور حاکمون کا تختہ مشق رہا-

دیانت حسین- مجھکو امید ہو کہ آپ سب لوگ مجھسے راضی رہینگے-

وکیل- راضی کیون نہ رہینگے- جو لوٹ مار اس ضلع مین ہو کہین دنیا مین نہوگی- سر اجلاس حاکم لوگ فریقین سے رشوت مانگتے ہین- ایک روز عجیب تماشا ہوا مولوی حکمت اللہ صاحب کے ہان ایک بقایا لگان کا مقدمہ پیش تھا مدعی سے دو روپیہ ٹھہرا ہوا تھا اتنے مین مدعا علیہ نے چار دیے ڈپٹی صاحب نے فوراً دعوی خارج کردیا- مدعی- حضور ہماری بڑی حق تلفی ہوئی ہمنے دونون ثبوت داخل کیے اور پھر مقدمہ خارج ہوگیا- ڈپٹی صاحب- ہان بھائی تیری شکایت سچ مگر مدعا علیہ چار دن تردید مین پیش کردین مین کیا کرتا- عجب حال ہو کوئی پوچھنے والا نہین ہم لوگون کو کوئی پوچھتا ہی نہین-

دیانت حسین- او بیشک جب حاکم خود رشوت لیتا ہو تو کوئی وکیل نہین کرتا- بہر حال مین یقین کرتا ہون کہ آپ مجھے مدد دینگے اور مین اسکے انسداد کی پوری فکر کرونگا-

وکیل صاحب کے بعد بابو صاحب سے مختصر ملاقات ہوئی اور سب لوگ اپنے گھر تشریف لے گئے-

باب سی و سوم

ظہر دو ڈپٹی صاحبان

ناظرین غالباً یہ سمجھ گئے ہونگے کہ سیّد دیانت حسین نے ڈپٹی حکمت اللہ اور دیبی دیال سے کیون ملاقات نہین کی اگر یاد نہ رہا ہو تو مین یاد دلاتا ہون کہ فیروزنگر مین کمیٹی تارک الرشوت کے یہ بانی تھے اور غیر متدین لوگون سے ملنے کی قسم کھا چکے تھے۔ ڈپٹی صاحبان کو سیّد دیانت حسین کی یہ کج خلقی سخت ناگوار ہوئی اور واقعی ڈپٹی صاحبان کی یہ برہمی حق بجانب تھی اُنکی تمام عمر مین یہ پہلا دن تھا کہ ایک ہمعصر نے اُنکی ملاقات سے انکار کیا اور یہ انکار بظاہر کسی وجہ سے بھی نہین۔ دیانت حسین خدانخواستہ بیمار نہ تھے آزاری نہ تھے سوتے نہ تھے پھر آخر نہ ملنے کی کیا وجہ اور غضب خدا کا ایک ادنی وکیل بلایا جاے ایک بیہودہ راجہ سے سرگوشی ہو اور ہم مرتبہ مجسٹریٹ واپس ہون یہ سب خیالات تھے جو ڈپٹیون کے مزاج کو اور بھی برہم کر رہے تھے۔

تحصیلدار۔ آخر جناب اسکا سبب کیا وہ بھی ہندوستانی ہم بھی ہندوستانی ہمتو اب پیشاب کرنے بھی نہ آئین۔

حکمت اللہ۔ کیا جناب یہ حرکت انکی یون ہی چھوڑ دیجائیگی اجی ابھی چلیے اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے آگے سر دے ماریے۔

دیبی دیال۔ جب تک میان کو نیچا نہ دکھایا جائیگا سیدھے نہونگے۔

تحصیلدار۔ اس غرور کو تو ملاحظہ کیجیے۔ دیکھیے اسسٹنٹ کمشنر کیا ہوگئے مزاج ہی نہین ملتے۔ اجی اسی سے تو ہندوستانیون کو بڑے عہدے نہین ملتے۔

حکمت اللہ۔ بھائی کی بات۔

دیبی دیال۔ بڑے صاحب بھی اس حرکت سے دیکھیے گا نہایت ناراض ہونگے۔

الغرض ہر دو ڈپٹی صاحبان صاحب ڈپٹی کمشنر کے بنگلے پر اُسوقت آئے اور اطلاع کرائی صاحب نے فوراً بلا لیا۔

صاحب۔ وَل ڈپٹی صاحب آپ لوگ نے نئے چھوٹے صاحب کو دیکھا۔

حکمت اللہ۔ حضور دیکھا اور بھر پایا۔ اُنھین کی فریاد لیکر ہم لوگ حاضر ہوے ہین۔

دیبی دیال۔ حضور وہ بھی ہندوستانی ہم بھی ہندوستانی اُنکو لازم تھا کہ پہلے ہم لوگون سے ملنے آتے لیکن جب اُنکو یہ توفیق نہوئی تو ہم لوگ خود گئے۔ اطلاع ہوئی صاف جواب دیا کہ ہم ملنا نہین چاہتے۔

حکمت اللہ۔ حضور ایسی ذلت ہم لوگون کو ہوئی ہے کہ جا کر چھپائے اگر حضور اسکا انتظام نہ فرماینگے تو ہماری بڑی آبروریزی ہوئی۔

صاحب۔ او مسٹر دیانت حسین بڑا اچھا آدمی ہے اُسوقت کوئی کام ہین ہو گا ورنہ ضرور ملتا۔

ڈپٹی صاحبان۔ نہین حضور کوئی کام نہ تھا ہم لوگون کے روبرو راجہ ہربنس نرائن اور تمبیر لال کو بلایا ملاقات کی ہنسی دل لگی رہی۔ ہمین لوگون نے خدا جانے کیا قصور کیا تھا کہ قابل ملاقات نہین قرار پائے۔

صاحب۔ اچھا ہم دیانت حسین سے اسکا تذکرہ کرکے آپ سے بتلائینگے کہ صاحب کس واسطے آپ سے نہین ملا۔ بیشک یہ بڑے تعجب کا بات ہے دیانت حسین بڑا خلیق آدمی ہے۔ ہم سمجھتا ہے اسمین ضرور کوئی بات ہوگا اچھا صاحب سلام۔

باب سی و چہارم

جہان آباد مین انسداد رشوت کی تدبیرین

مسٹر برون نے ڈپٹی صاحبون کی فریاد بہت ہی تعجب سے سنی وہ بار بار یہی سوچتے تھے کہ اسکا کیا مطلب ہے

وہ ہر چند چاہتے تھے کہ اسکو بھلا دین لیکن اُنکے دل مین ایک عجب قسم کی گدگدی اس روایت نے پیدا کر دی تھی جو بار بار اس بات پر مجبور کرتی تھی کہ یہ پہلی جلد بوجھنا چاہیئے سو انکو اتنا بھی صبر نہ آیا کہ ملاقات کے وقت تک انتظار کرتے۔ انھون نے فوراً گاڑی تیار کرائی اور مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر پہونچے۔

ڈپٹی کمشنر۔ کہو دیانت حسین کیا حال ہے۔ تم کل الاٹنین مین نہین آئے۔ ہم سب کو بڑا انتظار رہا۔

دیانت حسین۔ کل مین ذرا کام مین پھنس گیا تھا آج ضرور آؤنگا۔

ڈپٹی کمشنر۔ کہو ہمارے ہندوستانی ڈپٹیون کو تمنے دیکھا۔

دیانت حسین۔ خدا نہ مجھکو دکھلائے۔

ڈپٹی کمشنر۔ ہان جی یہ تو بتلاؤ تمنے اُنسے ملاقات کیون نہین کی وہ میرے پاس گئے تھے اور بہت رنجیدہ تھے۔

دیانت حسین۔ مین کمبخت اُنسے ملنے کے قابل ہی نہین مین کمیٹی تارک الرشوت کا ممبر ہون اور مین از روے حلف مذہبی اسکا پابند ہو چکا ہون کہ راشی اشخاص سے قطعی نہ ملونگا اور یہی سبب تھا کہ مین آپکے ڈپٹی صاحبان سے نہین ملا۔

ڈپٹی کمشنر۔ این کیا وہ راشی ہین۔

دیانت حسین۔ مجھے افسوس ہے۔ ہان وہ راشی ہین

ڈپٹی کمشنر۔ تمکو آتے ہی یہ کیونکر معلوم ہو گیا۔

دیانت حسین۔ مجھسے دو معزز آدمیون نے بیان کیا اور اُنکا طرز بیان ایسا نہ تھا کہ مین اُسکو یقین نہ کرتا راجہ ہربنس نرائن مجھسے پوچھتا تھا کہ کہین ایسے بھی ہندوستانی افسر ہین جو رشوت نہین لیتے مجھکو اُسکا فقرہ سنکر بڑی غیرت آئی۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین بڑے دھوکے مین تھا مجھکو ہرگز اسکی خبر نہ تھی لیکن کوئی افسر کیا کر سکتا ہے رشوت کا انسداد بہت دشوار ہے۔

دیانت حسین۔ دشوار ہی نہین بلکہ قریب قریب غیر ممکن ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ اسکے انتظام پر آمادہ ہون تو کچھ دشوار بھی نہین ہے۔ ابتک راشی اور متدین مین ہرگز کوئی فرق نہین اور یہی سبب ہے کہ بہت سے متدین بھی جو خدا کے ڈر سے متدین تھے راشی ہو گئے۔

ڈپٹی کمشنر۔ ہم لوگ کیا کر سکتے ہین۔

دیانت حسین۔ بہت کچھ اگر ہندوستانیون کو یہ معلوم ہو جاے کہ آپ لوگ فی الاصل راشی سے نفرت کرتے ہین اُنکی ترقی نہین کرتے اُنسے ترک ملاقات کرتے ہین اور برخلاف اسکے متدین لوگون سے ہمدردی کرتے ہین اُنکی ترقی مین دیانت کا خیال کیا جاتا ہے تو آپ دیکھین کہ کسقدر جلد ہندوستانی درست ہو جاتے ہین۔ ہندوستانی جتنا انگریزون سے ڈرتے خدا سے اتنا نہین ڈرتے۔

ڈپٹی کمشنر۔ لیکن دیانت حسین ہندوستانی تو سب ایک ہی طرح کے ہین انمین متدین ملنا بھی تو دشوار ہے۔

دیانت حسین۔ نہین یہ بھی آپکی غلطی ہے۔ اگر آپ اچھے خاندان کے معزز تعلیم یافتہ نوجوان معزز عہدون پر مقرر کرین اور وہ یہ سمجھین کہ دیانت بھی ایک ذریعۂ عزت ہے تو ہرگز اُنسے بددیانتی نہوگی۔ دیکھیے آجکل کے نئے فیشن کے ڈپٹی کلکٹر اور تحصیلدار ہرگز رشوت نہین لیتے۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین بھی تمسے اقرار کرتا ہون کہ راشیون سے ہرگز نہ ملونگا جب تک وہ اپنی عادت ترک نہ کرین اور جو کچھ تمسے اسمین انتظام ہو سکے بے تکلف کرو مین تمھارا شریک ہون اور جب تمکو کسی کی رشوت ستانی معلوم ہو مجھے ضرور اطلاع کرنا اُسکا پورا بندوبست کرونگا۔

دیانت حسین۔ مین نہایت شکر گذار ہون کہ آپنے ایسے اچھے کام مین میری مدد کا وعدہ فرمایا مسٹر سٹرٹن اور ڈلن میرے بڑے ہمخیال ہین اور ہمیشہ وہ رشوت کے انسداد کی فکر مین رہتے ہین لیکن مسٹر بردن اگر برا نمانو تو ایک بات مین اور کہون جسطرح والدین کے افعال کا اولاد پر اثر پڑتا ہے ویسا ہی افسرون کے افعال کا ماتحتون پر۔

ڈپٹی کمشنر (گھبراکر) مین ہرگز رشوت نہین لیتا۔

دیانت حسین۔ یہ مین جانتا ہون کہ تم رشوت نہین لیتے لیکن ڈالیان لینا تحفہ تحائف قبول کرنا ہاتھی گھوڑا مانگ بھیجنا یہ سب رشوت ہے بغیر غرض کوئی کسی کو نہین دیتا۔ دیکھو ڑوس مین مسٹر انڈرسن پنشن یافتہ سپرنٹنڈنٹ پولیس رہتے ہین کوئی انکے ہان جاتا ہے۔ میری راے ہے کہ اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین بھی وعدہ کرتا ہون کہ آج سے مین کسی کی ڈالی وغیرہ نہ لونگا۔ واقعی یہ بہت ہی خطرناک عادت ہم لوگون مین پڑگئی ہے۔

دیانت حسین۔ ایک بات اور بھی ضروری ہے اگر کہو تو بیان کرون۔

ڈپٹی کمشنر۔ شوق سے کہیے۔

دیانت حسین۔ مین نے سنا ہے کہ آپ کام مین اپنے عمال کا بہت اعتبار کرتے ہین اور عملون کی سفارش بہت سنتے ہین۔ تھوڑی محنت آپ گوارا کیجیے تو عمال کا زور بالکل ٹوٹ جاے۔

ڈپٹی کمشنر۔ بہت کام اور کھیل کچھ نہین۔ آدمی کو سست کر دیتا ہے۔ ہاہاہاہاہا۔

دیانت حسین۔ مین کھیل کو منع نہین کرتا۔ کام بھی کرو اور کھیل بھی۔

ڈپٹی کمشنر۔ اچھا مین اب سب کام اپنے ہاتھ سے کرونگا اور تم بہت جلد سنوگے کہ مین نے کیسا عمدہ انتظام کیا۔

دیانت حسین۔ بہت بہت شکریہ۔

مسٹر بردن رخصت ہوکر اپنے بنگلے گئے اور جاتے ہی چپراسی کو پکارا۔

صاحب۔ چپراسی دیکھو جو کوئی ڈپٹی صاحب یا تحصیلدار خواہ عملہ ہماری ملاقات کو آوے اس سے صاف کہدو کہ پہلے دیانت حسین صاحب اسسٹنٹ کمشنر سے ملاقات کر آوے تب ہم ملیگا اگر چھوٹا صاحب انسے نہین ملاقات کریگا تو ہم بھی نہین ملیگا۔

اسی دن سے جہان آباد کی ہوا بدلی اور تمام ضلع مین اسکی طرح طرح شہرت ہوئی کوئی کہتا تھا کہ مسٹر دیانت حسین اس ضلع کے انتظام کو گورنمنٹ سے تعینات ہوے ہین کوئی کہتا تھا کہ بردن صاحب نے خود انکو انتظام رشوت کے لیے بلایا۔ کسی کا قول تھا کہ بردن صاحب اور دیانت حسین فقیر کا بھیس بدل کر رات کو سب عملون مین گھومتے ہین ناچ رنگ دعوت تواضع سب یکقلم لوگون مین بند ہوگئی اور ہر شخص بجاے خود خائف تھا اگر کوئی بھی گروہ اس دیانت گردی مین خوش تھا تو وکلا اور زمیندار ورنہ تمام عمال ہیجان ہو رہے تھے۔

مسٹر دیانت حسین نے دو ہی چار دن کی کچہری مین یہ امر ثابت کر دیا کہ وہ اسطرح لائق اور اسطرح بے رورعایت افسر ہین تمام اہل مقدمہ کو انپر اعتبار ہو چلا اور اگر ذرا بھی کوئی اہلکار کچھ بد پہلو کی کرتا فوراً ان تک اطلاع ہوتی تھی۔ ادھر صاحب ڈپٹی کمشنر نے بھی خود کام کرنا شروع کیا اور وہ ادھا دھندہ موقوف ہوا۔ اگر کوئی جگہ خالی ہوتی اسکے انتظام کے واسطے نہ سررشتہ دار سے صلاح کیجاتی نہ ڈپٹی حکمت اللہ بلائے جاتے نہ دیانت حسین

جسکو چاہتے مقرر کر دیتے لیکن دیانت حسین کے آوردے نہ اُنکے رشتہ دار ہوتے نہ متوسل یا کسی کالج کے تعلیم یافتہ گریجویٹ یا انڈر گریجویٹ ہوتے یا کسی معزز خاندان تعلیم یافتہ نوجوان - تمام عمال مین یہ مشہور ہوتے تھے کہ اسکولوں کے لونڈے کام کیسے کرینگے خواہ مخواہ نکالے جائینگے لیکن وہ اسکو بھی خوب جانتے تھے کہ یہ دیانت حسین کا راج ہے اُنکے آوردے کو نکالنا ٹیڑھی کھیر ہے ادھر صاحب ضلع نے تمام افسرون سے ملنا چھوڑ دیا تھا اُسکا بھی از جلد فرٹیا ڈپٹی دیبی دیال نے فوراً اپنا تبادلہ کرا لیا اور اُنکی جگہ بابو آتما داس بی اے تشریف لائے اور یہ بھی مسٹر دیانت حسین کے گروہ مین داخل ہوے -

باب سی و پنجم

راجہ جہان آباد کا مقدمہ

ادھر جہان آباد مین دیانت دیانت مچی تھی اُدھر ایک نیا گل کھلا یعنی راجہ ہربنس نرائن نے ایک پٹواری کو مار ڈالا - کنجہاری لال نامے ایک پٹواری راجہ صاحب کا قدیم دشمن تھا ہمیشہ اُنکے خلاف گواہیان دیا کرتا تھا اور راجہ صاحب اُس سے سخت پریشان رہتے تھے ہربنس نرائن شکار کو جاتے تھے راستے مین پٹواری ملا - راجہ صاحب کی آتش غضب تیز ہوئی پٹواری نے خلاف ادب کیا گستاخی کی کہ راجہ نے اپنی بندوق فیر کردی اور کنجہاری کا شکار کر ڈالا -

راجہ صاحب کی طرف سے فوراً پورا انتظام کیا گیا پولیس اور حاکم پرگنہ یعنی ڈپٹی حکمت اللہ موافق کر لیے گئے اور با طمینان تمام پولیس نے کارروائی شروع کی -

راجہ کے ایک ملازم نے اقبال کیا کہ اُسکی بندوق اتفاقیہ سر ہو گئی اور کنجہاری مر گیا پولیس نے اسی ملازم کو چالان کیا اور ڈپٹی حکمت اللہ کے اجلاس مین مقدمہ پیش ہوا - راجہ صاحب سے کسی نے پوچھا بھی نہین دو چار روز بعد مسٹر دیانت حسین کو کل حالات کی اطلاع ہوئی اور یہ بھی خبر پہونچی کہ دس ہزار روپیہ ڈپٹی صاحب کو اس مقدمے مین ملنے والا ہے وہ فوراً صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس چلے گئے -

دیانت حسین - براؤن آج بڑا بھاری شکار لایا ہون -

مسٹر براؤن - کیا دیانت حسین خیریت تو ہے

دیانت حسین - تمنے کنجہاری پٹواری کے قتل کا حال سنا -

مسٹر براون - ہان مین نے سنا ہے ہربنس راے کے کسی سپاہی نے مار ڈالا اور شاید وہ اقبال بھی کرتا ہے -

دیانت حسین - یہ محض غلط خبر ہے خود ہربنس راے کے ہاتھ سے وہ مارا گیا اور حکمت اللہ کو دس ہزار روپیہ اس مقدمے مین دیا گیا ہے یا دیا جانے والا ہے اور سب انسپکٹر نے بھی بڑی بھاری رقم ماری - یہ مقدمہ میرے اجلاس مین فوراً منتقل کر دو مین اصل مجرم برآمد کر لونگا -

مسٹر براؤن نے وہ مقدمہ اُسیوقت مسٹر دیانت حسین کے اجلاس مین منتقل کر دیا اور دیانت حسین سرگرم تحقیقات ہوے انھون نے خفیہ طور پر تحقیقات کی اور مقتول کی عورت کو طلب کر کے مفصل حال دریافت کیا - خوش نصیبی سے سید دیانت حسین کو دو گواہ چشم دید مل گئے ایک انگنو کوری جو موقع واردات کے قریب کھیت مین وہان کاٹ رہا تھا اور جب ہربنس نے بندوق چلائی اُسنے غل مچایا لیکن راجہ نے اُسکو روک دیا - دوسرا گواہ بیت چمار تھا یہ بھی وہین اپنے کھیت مین تھا اور اُسنے بھی

راجہ کو بندوق چلاتے دیکھا تھا جس سپاہی نے قتل سے
اقبال کیا تھا پیچھے کو ثابت ہوا کہ وہ اُس روز جہان آباد مین
موجود بھی نہ تھا۔

الغرض راجہ ہربنس نرائن ملزم قرار پائے اور سید
دیانت حسین کے اجلاس مین مقدمے کی پیشیان ہونے لگین
بیرسٹر اور ہ کلاؤ ڈوڈو سے بلائے گئے اور پنجاب کا بھی ایک بیرسٹر آیا تھا
دوران مقدمہ مین دیانت حسین کے پاس اکثر گمنام
خطوط آئے تھے کہ اگر تمنے راجہ کو بری نہ کردیا تو تم اپنی
جان سے صبر کرو۔ مسٹر دیانت حسین کو ان دھمکیون کی
کوئی پروا نہ تھی اور وہ بڑی مضبوطی سے مقدمے کی
کارروائی مین مصروف تھے۔

ہنوز مقدمہ ختم نہوا تھا کہ ایک روز آٹھ بجے شب کو
دیانت حسین کے پاس اُنکا اردلی آیا۔

اردلی۔ اگر جان بخشی ہو تو مین کچھ عرض کرون۔

دیانت حسین۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔

اردلی۔ حضور ناراض نہون تو مین کہون۔

دیانت حسین۔ نہین ہم ہرگز ناراض نہونگے۔

اردلی۔ راجہ ہربنس نراین کے بیٹے مجھکو ملے تھے اور وہ
حضور سے ملنا چاہتے ہین۔

دیانت حسین۔ کسواسطے۔

اردلی۔ حضور حضور وہ ۔۔

دیانت حسین۔ بولو تو کیا کہنا چاہتے ہو درست۔

اردلی۔ اگر حضور ہربنس نرائن کو چھوڑ دین اور اُنکی آبرو
بچائین تو وہ ایک لاکھ روپیہ حضور کے نذر کرین اور ایسی
رقمین تو صاحب لوگ بھی لے لیتے ہین۔

دیانت حسین۔ ہمارے سامنے سے تم چلے جاؤ اور
ایسی بات پھر مت کہنا اگر ایک لاکھ نہین وہ ایک کروڑ مجھکو
دین تو مین لات ماردون مین ایمان فروشی کرنے نہین نکلا ہون۔

دیانت حسین پر واقعی یہ وقت بہت ہی سخت تھا

قربان حسین

اُنکی حالت کے آدمی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ کم نہ تھا
اور اسکا واپس کرنا ایک مشکل کام تھا لیکن الحمدللہ یہ
ثابت قدم رہے دوسرے دن انھون نے ہربنس رائے کو
سیشن سپرد کر دیا اور بالآخر عدالت سیشن سے ہربنس رائے کو
سزاے موت دی گئی۔

دیانت حسین کی اس لیاقت اور ایمانداری کی از حد
تعریف ہوئی اور تمام ضلع مین لوگ اُنکا لوہا مان گئے
مسٹر براؤن نے بھی از حد شکر گذاری کی۔

مولوی حکمت اللہ وہان سے علٰحدہ کیے گئے اور انکے
عزّہ کی بھی تبدیلیان ہوگئین۔

اس مقدمے کے بعد دیانت حسین کے دشمنون کی تعداد
جہان آباد مین بہت بڑھ گئی اور ہزارہا آدمی انکے
تشنۂ خون تھے کوئی دن ایسا نہوتا تھا کہ دو چار
گمنام خطوط انکے پاس نہ آتے ہون اسمین ہزارہا
گالیان لکھی ہوتی تھین اور یہ دھمکی ہوتی تھی کہ بہت جلد
ہربنس نرائن کے پاس تم بھی بھیجے جاؤگے۔ دیانت حسین
بالطبع ایک جوانمرد اور جری شخص تھے ایسی گیدڑ بھبکیون کو
وہ خیال مین بھی نہ لاتے تھے مسٹر براؤن نے بھی انکو سمجھایا
کہ اپنی حفاظت کا کچھ انتظام کرو لیکن وہ ہمیشہ ہنسکر ٹال
دیتے تھے۔

باب سی و ششم

مسٹر دیانت حسین کی شہرت

راجہ جہان آباد کے مقدمے کی شہرت ایسی نہ تھی جو
مسٹر دیانت حسین کی لیاقت اور دیانت کو یورپ تک نہ
نہ دیتی۔ تمام انگریزی اور اُردو اخبارات مین اسکا تذکرہ
بکمال آب و تاب شائع ہوا اور ملک کے ہر حصے سے سید
دیانت حسین کی مدح و ثنا کی صدائین آتی تھین۔

مسٹر ٹیرسن جو جوڈیشل سکرٹری گورنمنٹ تھے دیانت حسین کے

بڑے پرانے دوست اور انکے حالات سے پورے آگاہ تھے اس کامیابی کو سُنکر نہایت خوش ہوے اور اُنھون نے میر دیانت حسین کو یہ چٹھی لکھی۔

میرے پیارے دیانت۔

مجھکو اُمید ہے کہ تم جہان آباد کو بہت پسند کرتے ہوگے وہ بہت ہی اچھا چھوٹا اسٹیشن ہے اور شکار کا بھی اس ضلع مین بڑا موقع ہے۔

مین نے دلی مسرت سے اخبارات مین جہان آباد کے مقدمے کے حالات دیکھے جس کامیابی سے آپ نے ایسے متمول اور ذی اختیار ملزم کو سزا دلائی وہ بہت ہی قابل تعریف ہے اور میری دلی مبارکباد قبول کیجیے مین نے تمام مسل سرجان چارلس کو دکھلائی اور لفٹنٹ گورنر خواہش کرتے ہین کہ مین اُنکی بے انتہا شکرگزاری آپ تک پہونچاؤن۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ سرجان نے تمھاری دیانت اور لیاقت کی بابت ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ ہند کو بھیجی ہے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ بہت زمانہ نگذریگا کہ مین تمکو اسٹار آف انڈیا لکھونگا۔

مین نے بہت افسوس کے ساتھ سُنا کہ جہان آباد کے لوگ تم سے رنج رکھتے ہین اور تمکو طرح طرح کی دھمکیان دیتے ہین مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ یہ سب اشتعال چندروزہ ہین اور جون جون زمانہ ترقی کرتا جائیگا یہ سب لوگ تمھارے شکرگذار ہونگے لیکن اگر تمکو کچھ وہان کی سوسائٹی سے خوف ہو تو مجھکو فوراً اطلاع دو مین تمکو دوسرے ضلع مین تبدیل کرا دون جو کچھ میرے امکان مین ہو مین ہمیشہ تمھارے لیے کرنے کو مستعد ہون۔

مین شروع موسم سرما مین وطن جانے والا ہون مسنر پٹرسن مجھسے کہتی ہین کہ کیا اچھا ہوتا اگر دیانت حسین بھی ہمارے ہمسفر اور وطن مین ہمارے مہمان ہوتے۔

تمھارا دلی دوست۔ پٹرسن۔

مسٹر دیانت حسین نے یہ خط پاکر بہت خدا کا شکر کیا کہ انکی محنت ٹھکانے لگی اور لفٹنٹ گورنر نے اظہار مسرت کیا اسٹار آف انڈیا کے خطاب کی اُنکو کوئی مسرت نہ تھی کیونکہ وہ بمقابلہ اُن خطابون اور دنیوی عارضی عزتون کے اس سچی عزت کی جو اُنکے ملک والون کی طرف سے ہو بہت زیادہ قدر کرتے تھے مسٹر پٹرسن کے اُس جملے کو جو اُنھون نے فیروزنگر سے چلتے وقت کہا تھا ہمیشہ معترف رہتے تھے وہ جملہ یہ تھا کہ مین سرکار کا نوکر ہون لیکن پبلک کی خدمت کرنے کو اگر پبلک مجھسے راضی رہی تو گویا مین نے اپنی خدمات کا انعام پا لیا۔

مسٹر دیانت حسین اُس جملے کو پڑھکر بہت ہنسے جو دھمکیون کے بارے مین مسٹر پٹرسن نے اپنی چٹھی لکھا تھا وہ خود ایسے بہادر اور جوانمرد تھے کہ ان گیدڑ بھبکیون کی ذرا پروا نہ کرتے تھے جسطرح ہمیشہ اپنے کام کو کرتے تھے وہی وہ اب بھی کرتے تھے آپکے چہرے پر ذرا شکن نہ تھی۔ اس خوف سے جہان آباد کی تبدیلی اُنکو کبھی گوارا نہ تھی اور اسی وجہ سے وہ وہان سے جانا پسند نہ کرتے تھے لیکن مسٹر پٹرسن کا پیام البتہ ایسا نہ تھا کہ وہ اُسکو ٹال جاتے۔ انگلینڈ جانے کا اُنکو لڑکپن سے شوق تھا اور مسٹر پٹرسن سے وہ کئی مرتبہ اپنا ارادہ بھی ظاہر کر چکے تھے لیکن دو امر مانع تھے اول تو اُنکے پاس اتنا روپیہ نہ تھا کہ سفر یورپ کو کافی ہوتا دوسرے کوئی دوست ساتھی نہ تھا۔ مانع دوم تو جاتا رہا یعنی مسٹر و مسنر پٹرسن سے زیادہ مناسب ہمسفر کون مل سکتا تھا مانع اب صرف روپیہ کی ضرورت تھی اور یہی سب سے اول چیز تھی بے روپیہ کوئی کام نہین ہو سکتا۔ بقول شاعر۔

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

ہمارے دیانت حسین کے پاس اگر کمی تھی تو روپیہ کی بیچارے تین سو ساٹھ ماہ تنخواہ پاتے تھے انگریزی طریقے سے رہتے تھے بنگلہ کا کرایہ گھوڑا گاڑی انگریزی کپڑے نوکر چاکر سب اسی مین خرچ ہو جاتا تھا۔ ساٹھ روپیہ اپنی مان کو بھیجتے تھے اور تین سو روپیہ مین اپنے دن کاٹتے تھے۔ اُنکی مفلسی اور تکلفات سے جو لوگ آگاہ تھے وہ اُنکی دیانت کی اور بھی زیادہ قدر کرتے تھے۔ واقعی جو لوگ فارغ البال اور متمول ہین اور وہ رشوت نہ لین تو کوئی بڑا کام نہین لیکن وہ غریب جو محتاجی مین زندگی بسر کرتے ہون تباہ اور پریشان رہتے ہون اور پھر اپنی نیت ڈانوا ڈول نہ کرین بڑے مرد ہین۔

دیانت حسین اسی فکر مین تھے کہ اگر اُنکے پاس کافی روپیہ جمع ہو جاے تو وہ فوراً انگلینڈ چلے جائین چنانچہ اُنھون نے مسٹر پٹرسن کو بھی یہی لکھا گو یہ شیخ چلی کے منصوبے تھے لیکن ؎

اُسسے فضل کرتے نہین لگتی بار
نہو اُس سے مایوس اُمیدوار

اس عرصے مین مسٹر دیانت حسین نے اور بھی بہت اچھے اچھے کام کیئے اور اپنے ڈپٹی کمشنر کو نہایت راضی رکھا جہان آباد مین یا تو پُرانی قطع کے کایتھون اور مسلمانون کا مجمع تھا یا اب دیانت حسین کی بدولت گو چھوٹا ور اُمدر گریجوئٹ کے ضلع کے عملون مین دوسرا دکھائی نہ دیتا تھا جو لوٹ مار اور نوچ کھسوٹ کچہری مین مچی تھی وہ بالکل مٹ گئی اور تمام اہل معاملہ۔ زمیندار اور رعایا خوش خوش آتے ہنستے کھیلتے واپس جاتے۔ صحبت کا اثر واقعی بہت جلد پڑتا ہی جو پُرانے وقت کے دو چار عملے ضلع مین رہگئے تھے اُنھون نے بھی رشوت ستانی ترک کر دی۔ جہان آباد کی جو آجکل حالت تھی وہ ذیل کی مکالمت سے بخوبی ثابت ہو سکتی ہی۔

ایک روز محافظ دفتر کلکٹری جو پُرانی قطع کے ایک اہلکار تھے اپنے گھر مین بیٹھے تھے یہ بیچارے ہاتو ہمیشہ جب کچہری سے لوٹتے دو چار روپیہ اپنی بی بی کے ہاتھ دھرتے تھے اور اب زمانے کا رنگ دیکھکر اُنھون نے بھی رشوت لینا ترک کر دیا تھا کچہری سے خالی ہاتھ آتے اور کھانا کھا کر سو رہتے تھے اُنکی بی بی نے اُنسے یون گفتگو کی۔

بی بی۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ آج دو تین روز سے تم کسکا مُنھ سوتے اُٹھکے دیکھتے ہو۔

میان۔ کیون یہ تمنے کس وجہ سے پوچھا۔

بی بی۔ آج چوتھا روز ہی کہ تم خالی ہاتھ کچہری سے آتے ہو ایک پیسہ بھی نہین ملتا لڑکے آسرا لگائے رہتے ہین کہ ابّا کچہری سے لوٹ کر مٹھائی کھانے کو کچھ دینگے اور بیچارے اپنا سا مُنھ لیکر رہجاتے ہین۔

میان۔ مُنھ تو مین تمھارا ہی دیکھتا ہون۔

بی بی۔ نوج میرا مُنھ ایسا منحوس ہوتا یہ تم تہمت کیسے دھرتے ہو

میان۔ مین نے تمھارے مُنھ کو منحوس نہین بتایا تم خفا کیون ہوتی ہو۔

بی بی۔ پھر آخر کیا سبب ہی۔

میان۔ مین نے اب رشوت لینا ترک کر دی۔

بی بی۔ کوئی سبب تو بتلاؤ۔

میان۔ ہمارے یہان مسلمان ڈپٹی جو چھوٹے صاحب کہلاتے ہین وہ اس سے بہت چڑھتے ہین اور بڑے صاحب بالکل اُنکے ہنچے مین ہین تمام ضلع مین مدرسے سے بلوا کر لونڈے بھرتی کر دیئے ہین وہ لوگ کسی سے ایک چھدام نہین لیتے۔ مثل مشہور ہی جلیسا دیس ویسا بھیس اسی وجہ سے ہم سب لوگون نے اپنے حق حقوق لینا بند کر دیا۔

بی بی۔ تمکو ہنس کی چال چلنے کی کوئی ضرورت نہین اُن نگوڑون کے کوئی آگے پیچھے نہوگا تمھارے اللہ رکھے دو بیٹیان بیاہنے کو بیٹھی ہین بیارے نواب مرزا کا بیاہ در پیش ہی اور ماشاءاللہ رکھے مُنی بیگم کی چھوکری کی نمک چشنی

ترباالمسلمین منضلے

ہونے والی ہی اگر نہ لوسگے تو کام کیسے چلیگا۔

میان ۔خدا تنخواہ ہی مین برکت دیگا۔

بی بی ۔دیکھیگا وہی حال گھر کا ہوگا جو پڑوس کے صاحب کا ہی بی بی کے نا بوت ڈوپٹہ بھی نہ دیکھا۔ نابی بی مجھسے اب گھر کا دھندھا نہین ہونے کا۔ تم جانو اور تمھارا کام تم تواب مولوی بنکے بیٹھے جو حرام سے توبہ کی مین گھر بار کیسے چلاؤنگی

میان ۔کیا رشوت کے حرام ہونے مین بھی کچھ شک ہی۔

بی بی ۔کیا نگوڑی رشوت ہی نے قصور کیا دنیا بھر کا جھوٹ سچ ہر وقت زبان پر رہتا ہی وہ حرام نہین۔

میان ۔پھر کیا کیا جاسے اب کوئی اپنی آبرو مٹا دے تب آپ خوش ہون۔

بی بی ۔جی ہان ہمتو آپکے دشمن ہین ہم نہ آپکی آبروریزی کر خوش ہونگے توکیا دوسرا خوش ہونے آئیگا۔

میان ۔تمتو بات بات مین نی نکالتی ہو سمجھتی ہو نہین زمانہ پرآشوب ہی ذرا ذراسی شکایت پر عملے برابر موقوف ہوتے جاتے ہین اسوقت مین پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے لے مین اب باہر جاتا ہون مین سچ رہونگا

باب سی و ہفتم

نجم الہند دیانت حسین

جیسے مسٹر پیٹرسن نے شیہد دیانت حسین کے نجم الہند ہونے کی پیشین گوئی کی ہر طرف سے افواہین مشہور ہونی شروع ہوئین تمام یورپین حلقون مین اسکی شہرت تھی کہ عنقریب مسٹر دیانت حسین کو اسٹار آف انڈیا کا خطاب ملنے والا ہی بہت سے احباب نے انکو پیشگی مبارکباد کی چٹھیان لکھین بہتون نے ولایت اپنے دوستون و اعزہ کے نام انکی سفارش مین خطوط بھیجے۔ ایک وزصاحب ڈپٹی کمشنر کے ہان کھانے مین یون بات چیت ہوئی۔

ڈپٹی کمشنر ۔دیانت حسین ابھی تک کچھ حال نہین معلوم ہوا کہ تمکو خطاب کب ملیگا۔

ڈاکٹر ۔یہ تو تحقیق ہی کہ انکا نام جا چکا ہی بہت سے آنرز جو اس مرتبہ تقسیم ہونگے مجھکو کامل یقین ہی کہ اسمین تمھارا نام ضرور ہوگا۔

دیانت حسین ۔لیکن مجھکو اسکا بہت شوق نہین ہی اور مین نے کوئی کام ایسا نہین کیا جسکا مجھکو صلا ملنے والا ہو

ڈپٹی کمشنر ۔دیکھو دیانت حسین یہ کوئی چھوٹا کام نہ تھا کہ تمنے راجہ جہان آباد سے رشوت نہین لی اتنی بڑی رقم کا واپس کرنا بڑے مرد کا کام ہی۔

دیانت حسین ۔آپ نے یہ قصہ کیونکر یہ سنا۔

ڈپٹی کمشنر ۔بھلا کوئی بات چھپی رہتی ہی۔ مین نے یہ حال لفٹننٹ گورنر سے بھی بیان کیا تھا۔

دیانت حسین ۔یہ کوئی بات ایسی نہ تھی جسکی شہرت دیجاے۔ یہ آپ خوب یاد رکھیئے کہ جو شخص دیانت کی قدر جانتا ہی وہ کرورروپیہ پر بھی نگاہ نہ ڈالیگا۔

ڈپٹی کمشنر ۔نہین تعجب یہ ہی کہ تم ایسی تکلیف مین زندگی بسر کرتے ہو اور باوجود اسکے اپنی ایمانداری مین دھبہ نہین لگاتے۔

دیانت حسین ۔مین سمجھتا ہون کہ آپ لوگ مجھسے سب آگاہ ہین اسواسطے پردے کی احتیاج نہین واقعی مین جس مصیبت مین رہتا ہون اسکا عالم و دانا خداے کریم ہی۔ چار چار روز گذر جاتے ہین کہ مین صرف دال اور چانول کھا کے رہجاتا ہون لیکن مین اسپر بھی خدا کا شکر گذار ہون کہ وہ مجھے کسیکا دست نگر تو نہین کیے ہی۔

ڈاکٹر ۔دیانت حسین تم اپنی شادی کیون نہین کرتے۔

دیانت حسین ۔عجب آدمی ہو۔ ارے میان سنتے جاتے ہو کہ تنہا تو بسر ہی نہین ہوتی بیاہ کرکے کیا کرینگے۔

ڈپٹی کمشنر ۔نہین جی تم ابھی بیاہ نہ کرنا انگلینڈ ہو آؤ تب بیاہ کرنا۔

ڈاکٹر۔ کب تک جاؤ گے۔

دیانت حسین۔ صریح سُنتے جاتے ہو کہ کوڑی پاس نہین ابھی مین کیسے بتاؤن کہ کب جاؤنگا۔ راجہ نوازعلیخان کی بیٹی سے میری شادی ٹھہرتی ہی لیکن مین ہرگز اسکو پسند نہین کرتا کہ روپیہ کے لالچ مین ایک غیر تعلیم یافتہ عورت سے زندگی بھر کا ساتھ اختیار کرون مین نے جنیلز گرلاٹری مین کچھ ٹکٹ خرید کیے ہین اگر مجھے کچھ روپیہ مل گیا تو فوراً ولایت چلا جاؤنگا مسٹر ٹیرسن سے مین نے وعدہ کیا ہی کہ مین اُنھین کا ہمسفر ہونگا۔

ڈاکٹر۔ لیکن وہ تو جلد جانے والے ہین۔

دیانت حسین۔ ہان مجھے معلوم ہی۔

اس ڈنر کے دوسرے دن صاحب ڈپٹی کمشنر نے براہ راست لفٹنٹ گورنر کو یہ چٹھی لکھی۔

مائی ڈیئر سر جان۔

دیانت حسین کے پورے حالات سے مین آپکو وقتاً فوقتاً اطلاع دیچکا ہون لیکن وہ حالات صرف اُنکی دیانت اور لیاقت کے متعلق تھے جن مصائب مین وہ اپنی زندگی بسر کرتے ہین وہ آپکو اطلاع دینا مین ضروری سمجھتا ہون وہ غریب ابھی تک تین سو ساٹھ تنخواہ پاتا ہی۔ انگریزی سوسائٹی مین شریک ہی اور یورپین کی طرح زندگی بسر کرتا ہی اُسکی میز اکثر بے آلو اور اُسکا مُنھ اکثر بغیر چُرٹ کے رہتا ہی۔ اُس غریب کی مصیبتین جب سے مجھکو معلوم ہوئی ہین مجھکو نہایت رنج ہی اور واقعی یہ امر ہی کہ تین سو ساٹھ اُسکے واسطے کیا کافی ہو سکتا ہی جو شخص اپنی ترقی خود ذکر لیتا ہو میری راے مین گورنمنٹ کو اُسکی ترقی کر دینی چاہیے دیانت حسین نے اپنی مالی حالت مجھسے چھپائی لیکن اتفاق سے مجھکو اُنکے خانگی حالات معلوم ہوگئے اور اسی وجہ سے مین آپکی مدد کی اس معاملے مین خواہش کرتا ہون

آپکا مخلص خاص۔

سرکاری رپورٹین خواہ کیسی ہی بے اثر ہون لیکن یہ ممکن نہین کہ ڈپٹی افسل سفارش بیکار ہو سر جان چارلس نے اس سفارش کی بڑی قدر کی اور مسٹر دیانت حسین کو قائم مقام جنٹ مجسٹریٹ درجۂ اوّل مقرر فرمایا اور اپنے ہاتھ سے دیانت حسین کے نام یہ چٹھی بھیجی۔

مائی ڈیر راجہ۔

آپکو مین خوشی سے اطلاع دیتا ہون کہ مین نے آج آپکو قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول مقرر کیا مجھکو اُمید ہی کہ یہ تقرری آپکی موجودہ تکلیفات مین مدد دیگی۔

آپکا وفادار۔ جان چارلس۔

گزٹ کی اشاعت سے پہلے اُنکو خود لفٹنٹ گورنر کی تحریر سے اپنی ترقی کا حال معلوم ہوا فوراً وہ چٹھی لیے ہوے ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے اور اُنکا شکریہ ادا کیا اور لفٹنٹ گورنر کے نام شکریہ کی چٹھی روانہ کی۔ تمام اسٹیشن کے لوگ اس ترقی سے نہایت خوش ہوے۔

اس اضافۂ تنخواہ سے واقعی دیانت حسین کی حالت مین بڑا فرق آگیا افلاس دور ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ گورنمنٹ کی اس برمحل پرورش نے تمام ملازمان سرکار پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا اور یہ بات سب کو پورے طور پر معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی شخص اپنی خدمات کو لیاقت اور دیانت سے انجام دے گورنمنٹ اُسکی دستگیری کرنے کو تیار ہی۔

ہمارے دوست مسٹر دیانت حسین کو جائنٹ مجسٹریٹ ہوے بہت زمانہ نہ گذرا تھا کہ پاینیر نے دفعتاً اُنکے نجم الہند ہونے کی خوشخبری سُنائی۔ آنرز گزٹ جو لندن مین شائع ہوا اُسکی نقل بذریعۂ تار پاینیر مین شائع ہوئی منجملہ اور لوگون کے راجہ دیانت حسین سی الیس کا بھی اُسمین نام تھا اس خبر کے مشہور ہوتے ہی ضلع مین بڑی مسرت ہوئی بہت سے جلسون کی طرف سے گورنمنٹ مین شکریے ادا کیے گئے اور خود دیانت حسین کو مبارکبادی دی گئی دو مہینے بعد

لفٹنٹ گورنر نے خاص دربار کیا اور تمغہ ستارۂ ہند سید دیانت حسین کو عطا کرتے وقت جو الفاظ کہے وہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

"مجھکو اپنی تمام آفشل زندگی مین ایسی مسرت بہت شاذ ہوئی جیسی آج آپکو تمغۂ اسٹار اف انڈیا دینے مین ہوئی حضور قیصرۂ ہند نے براہ مراحم خسروانہ آپکو یہ عزت عطا فرمائی جسکے آپ ہر طرح مستحق ہین حضور ویسرائے نہایت افسوس کرتے ہین کہ وہ اس موقع پر غیر حاضر ہین اور مین اُنکی قائم مقامی کر رہا ہون مسٹر دیانت حسین جو شخص آپکے حالات سے آگاہ ہے واقعی وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ دنیا مین اپنی آپ مدد اسطرح ہو سکتی ہے جب آپکے والد نامدار نے انتقال کیا آپ بالکل بے سر و سامان ہو گئے اور کوئی شخص یہ نہین سمجھ سکتا تھا کہ یہ قدیم خاندان پھر بھی کچھ نام پیدا کریگا لیکن مسٹر پارکر نے ایسا اچھا بیج بویا تھا کہ وہ اب خدا کی مہربانی سے ایسا خوشنما درخت ہے۔ آپنے اپنی لیاقت دیانت اور سچائی سے ہندوستان مین ایک عمدہ مثال پیدا کر دی اور یہ ثابت کر دکھایا کہ اس ملک مین بھی ایسے بہادر لوگ موجود ہین جہان آباد کے مقدمے مین آپ نے جو سرگرمی اور استغنا صرف کی وہ ایسی نہ تھی کہ حضور قیصرۂ ہند کی اطلاع تک نہ پہونچائی جاتی آپ نے شروع عمر مین جو مصائب برداشت کیے اُسکا مجھکو بہت افسوس ہے لیکن مین یقین دلاتا ہون کہ اُس سے آپکا وقار دوگونہ ہو گیا۔"

مین پھر اپنی دلی مسرت ظاہر کر کے آپکو مبارکباد دیتا ہون دعا کرتا ہون کہ مین اپنے نوجوان دوست کو با اقبال اور مرفہ الحال دیکھون۔

سر چارلس نے جن الفاظ مین مسٹر دیانت حسین کے حالات بیان کیے وہ گو بہت مختصر تھے لیکن بہت ہی جامع تھے اسمین کچھ شک نہین کہ سید دیانت حسین کی ابتدا اور اُنکی تکلیفین خیال کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمت اور استقلال عجب چیز ہے اور انسان اگر چاہے تو اپنی حالت بہت کچھ سنبھال سکتا ہے۔

نجم الہند ہونے کے بعد سید دیانت حسین کا عزم سفر انگلینڈ اور بھی بالجزم ہو گیا بار بار وہ یہی تمنا کرتے تھے کہ ای کاش حیدر نگر لاٹری مین پہلا انعام اُنھین ملجاتا اور وہ فوراً رخصت لیکر ولایت جاتے۔

۱۶ ستمبر تاریخ لاٹری مقرر تھی وہ دن میر دیانت حسین کے خیال سے جاتا رہا اتفاق سے اُس روز شام کو صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہان لاٹنس تھا اور دیانت حسین بھی وہان گئے ہوے تھے۔ کھیل مین مصروف تھے اتنے مین ٹیلیگراف آفس سے ایک چپراسی آیا اور میر دیانت حسین کو ایک لفافہ دیا کھولتے ہی دیانت حسین فرط مسرت سے اُچھل پڑے اور قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے بار بار خدا کا شکریہ ادا کرنے لگے۔

ڈپٹی کمشنر۔ دیانت حسین کیا ہے جو بہت خوش ہو رہے ہو؟

دیانت حسین۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے لاٹری مین پہلا انعام ملا۔

سپرنٹنڈنٹ۔ ہان! خدا کا شکر ہے۔

ڈاکٹر۔ دیانت حسین خدا نے عین وقت پر تمھاری مدد کی اور واقعی خدا نے بھی تمھاری دیانت کا انعام دیا۔

ڈپٹی کمشنر۔ اب بتاؤ کیا ارادہ ہے۔

دیانت حسین۔ ارادہ کیا مین ضرور نومبر مین مسٹر پیٹرسن کے ساتھ جاؤنگا۔

ڈپٹی کمشنر۔ مگر یار ہو بڑے خوش نصیب۔ ہمنے تمام عمر مین صدہا مرتبہ لاٹریان خریدکین مگر ایک پیسہ کبھی نہ پایا۔

ڈاکٹر۔ اجی مجھے تمام عمر اسکی ارمان ہی رہی کہ چٹھی مین کچھ ملے لیکن ایک دمڑی بھی نہ ملی اُسوقت ایسی خوشی مجکو ہوئی کہ

سب نے کھیل بند کر دیا اور اسکی باتین ہونے لگین سپا
ہیمین اور انگریز بار بار دیانت حسین کو مبارکباد دیتے تھے
مٹھائی کے عوض دعوت مانگتے تھے دیانت حسین بھی
ازحد مسرور تھے اور بار بار خدا کا شکر کرتے تھے۔

باب سی و ہشتم

راجہ منور علیخان کی بیٹی

اس قصہ مین راجہ منور علیخان کا نام اتنی مرتبہ آچکا ہی کہ ناظرین کو اُنسے دوبارہ انٹروڈیوس کرنے کی ضرورت نہین ہی۔ راجہ منور علیخان اُن عالی خیال باہمت اور روشنضمیر رؤسا مین سے تھے جنکی ذات سے ملک کی رونق اور قوم کا بہت کچھ فائدہ تھا اُنکا دارالریاست مغربی ترقیات کا نمونہ ہو رہا تھا اسکول۔ شفاخانہ تارگھر۔ زنانہ مدرسہ۔ زنانہ اسپتال۔ مدرسۂ صنعت وحرفت واٹرورکس الغرض کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اُس چھوٹے قصبہ مین موجود نہو۔

راجہ صاحب کے پاس نہایت وافر علاقہ اور کافی دولت تھی اور تین لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی تو علاقہ سے تھی اسکے علاوہ نیل کی تجارت سے بہت روپیہ آتا تھا اور جب کا یہ تذکرہ کیا جاتا ہی راجہ صاحب کے پاس آٹھ لاکھ روپیہ کے پرامیسری نوٹ جمع تھے۔ راجہ صاحب اپنی راے کے بڑے مضبوط تھے۔ البرٹ بل کے زمانے مین گو بہت کچھ اُنپر زور ڈالا گیا مگر کونسل مین جو اُنھون نے راے قایم کی تھی اُس سے نہ ہٹے قانون لگان مین جو ترمیم رعایا کے لیے غیر مضر اور زمینداران کے مفید تھی اُسکو بغیر منظور کرائے نہ چھوڑا اُنمین ایک بڑی صفت یہ بھی تھی کہ کسی گروہ یا پارٹی مین اپنے کو کبھی نہین ڈالتے تھے مذہبی جھگڑون اور قومی تنازعات سے ہمیشہ اپنے کو الگ رکھتے تھے اور اس وجہ سے ہندو و مسلمان سبھی اُنسے راضی رہتے تھے وہ اگر کسی امر مین بالعیب تھے تو اولاد کے بارے مین یہ بھی ایک عجیب بات دیکھی جاتی ہی کہ جسکے گھر کھانے کو نہین وہان تو ہر سال آمد لگی رہتی ہی اور جنکو ضرورت اور تمنا ہوتی ہی وہان اولاد کا بیج ہی مارا جاتا ہی۔

صرف ایک صاحبزادی ہمارے راجہ صاحب کے تھی وہ بھی بدنصیبی سے گونگی راجہ صاحب اور میر دیانت حسین کے والد سے بہت زیادہ مراسم تھے اور صرف مراسم ہی نہین بلکہ کچھ قرابت بھی تھی۔ دیانت حسین کے مصائب مین منور علیخان نے سچی ہمدردی اور دلی محبت کا برتاؤ کیا۔ مقدمۂ فوجداری کی اپیل مین ہر طرح کوشش کی اور پیروی کی کہ اگر دیانت حسین کے باپ زندہ ہوتے تو وہ بھی اُس سے زیادہ نہ کرتے راجہ صاحب کو یہ نہایت تمنا تھی کہ اُنکی لڑکی جسکا نام صابرہ تھا دیانت حسین کو بیاہی جاے یہ تمنا اُنکو کچھ اس خیال سے تھی کہ اُنکے بعد اُنکا علاقہ سرسبز رہے اور اُنکا نام اور وقار قائم رہے اور کچھ اس خیال سے کہ دیانت حسین کو فائدہ پہونچے مگر دیانت حسین کو یہ بات کبھی منظور نہوئی۔ دوست احباب نے ہرچند سمجھایا اعزہ اقارب نے یہان تک کہ خود دیانت حسین کی والدہ ماجدہ نے اصرار کیا مگر نہ مانا ایک روز راجہ صاحب نے خود در پردہ دیانت حسین سے اس بارے مین گفتگو کی مگر کچھ فائدہ مند نہوئی آخر کار حسب مشورۂ میر دیانت حسین سید حکمت علیخان کے ساتھ راجہ منور علی خان نے اپنی صاحبزادی کا عقد کر دیا سید حکمت علیخان راجہ صاحب کے متوسلین بعید مین سے تھے بتیس یا بائیس برس کی عمر تھی کلکتہ یونیورسٹی کے ایم اے تھے اور نہایت نیک مزاج اور متمول شخص تھے میر دیانت حسین نے اُنکی بہت کچھ تعریف اور سفارش راجہ صاحب سے کی اور آخر کار صابرہ کا بیاہ ہوا اس شادی مین راجہ منور علیخان نے کوئی دھوم دھام نہین کی صرف قریبی رشتہ دار اور مخصوصین

احباب شریک تھے اور شرعی طور سے عقد ہوگیا جو کچھ
راجہ صاحب نے خرچ کیا وہ کار خیر مین - اس شادی کے
یادگار مین ایک خیرات خانہ قائم کیا اور بہت سے
مدرسون مین چندہ بھیجا میر دیانت حسین بھی اس تقریب مین
تشریف لائے تھے اور آٹھ روز برابر مقیم رہے - جب
شادی بیاہ سے فراغت ہوئی اور کل رسوم ضروری
ادا ہوگئے میر دیانت حسین جہان آباد واپس آئے

باب سی و نہم

راجہ منور علیخان کی وصیت

شادی کے چند روز بعد راجہ صاحب نے اپنا وصیت نامہ
لکھا اور سربمہر دفتر رجسٹرار مین بھیجا - یا اُسکے مضامین کی
اطلاع سوا راجہ صاحب کے دوسرے کو نہ تھی اور
سچ یہ ہے کہ کسیکو یہ بھی خبر نہ تھی کہ راجہ صاحب اپنا
وصیت نامہ داخل کر چکے - ایک روز راجہ صاحب
صبح کو گھوڑے پر سوار ہوا کھانے گئے راستے مین
ایک ہاتھی ملا گھوڑا چونکا اور راجہ صاحب گر پڑے
سر پھٹ گیا اور بیہوش ہوگئے سائیس و راہی سب نے
ملکر راجہ صاحب کو اُٹھایا اور محلسرا مین لائے - اُنکی
حالت دیکھکر کل شہر مین کہرام مچگیا - سول سرجن مسٹر زنگر
اور اسسٹنٹ سرجن فوراً بلائے گئے جہان تک ممکن تھا
کوشش ہوئی کوئی علاج کارگر نہوا - ڈاکٹر صاحب نے
دیکھتے ہی کہدیا کہ اُمید شفا فضول ہے دماغ مین سخت
چوٹ آئی ہر چند گھنٹے کے بعد راجہ صاحب دنیا مین مہمان ہین
ڈاکٹر کا بیان سچ ہوا اور آفتاب غروب ہوتے ہوتے
راجہ صاحب کا آفتاب حیات بھی غروب ہونے لگا
دفعتاً راجہ صاحب نے سب ملازمین کو بلایا -

راجہ - بھائیو مین اب تمسے رخصت ہوتا ہون
تم سب میرے دوست اور عزیز تھے تمنے نہایت وفاداری
اور خلوص سے میرے ساتھ بسر کی اور میرے فائدے کو
اپنا فائدہ میرے رنج کو اپنا رنج سمجھا مین تمھارا شکریہ
ادا کرتا ہون افسوس مین اب زیادہ دنیا مین نہین رہ سکتا
اور نہ تمھاری وفاشعاری اور خیرخواہی کا کوئی انعام
دے سکتا ہون - حکمت علیخان دیکھو صابرہ کو اور اپنے
ملازمین اور اپنی ریاست کو تمھارے سپرد کرتا ہون میری
پوری خواہش وصیت نامے مین درج ہے اُسکو آج ہی
دفتر رجسٹری سے منگوا کر دیکھنا اور جہان تک ہو سکے
اُسکی تعمیل کرنا میری روح تمھاری نگران رہیگی - اے
دوستو اور اے بھائیو مین تمسے ایک مرتبہ پھر رخصت ہوتا ہون
میری تقصیرات اور خطاؤن کو معاف کرو السلام علیکم
الوداع الوداع - لا الہ الا اللہ -

بس اسقدر کہنے پائے تھے کہ محمد الرسول اللہ آہستہ آہستہ
کہتے ہوئے طعمۂ اجل ہوگئے اُسوقت کی حالت ایک عجیب
حالت تھی کل زمین و آسمان مین سوا آہ آہ کے دوسرا
لفظ سُنائی نہ دیتا تھا - تمام شہر ماتم سرا ہو رہا تھا ہر فرد بشر کو
اپنے ذی مروت - فیاض - عالی حوصلہ اور ہمدرد آقا کی
دائمی مفارقت شاق تھی اور ہر شخص فرط غم سے اپنا حال
تباہ کر رہا تھا غربا اور مساکین کی بیکسی اور ملازمین ریاست کی
حالت بیچاری صابرہ کی بے زبان فریاد قیامت برپا
کر رہی تھی -

سید حکمت علی نے اُسوقت تجہیز و تکفین کا سامان کیا
علما اور مجتہدین جمع ہوئے غسل میت ہوکر نہایت عالیشان
جماعت سے نماز جنازہ ادا ہوئی اور دس بجے رات کو
سپرد زمین کیے گئے -

دوسرے روز صبح کو رجسٹری کے دفتر سے وصیت نامہ
نکلوایا گیا مضمون حسب ذیل تھا -

وصیت نامہ

مین منور علیخان اپنی خوشی و رضامندی سے یہ وصیت

کرتا ہون لعبد میری وفات کے اسی کے مطابق عمل کیا جائے۔

(۱) مین اپنا کل علاقہ و جائداد غیر منقولہ اپنی بیٹی صلیرہ اور اُسکے شوہر حکمت علیخان کو دیتا ہون سوا اُنکے دوسرا کوئی حقدار نہوگا۔

(۲) انتظام ریاست بذریعہ ایک کونسل کے ہوگا جسمین چار شریک ہونگے اور ایک میر مجلس۔ حکمت علیخان میر مجلس رہینگے اور دو ہندو و دو مسلمان جنکو میری رعایا کے سرغنہ منتخب کرین ممبر ہونگے۔ کل اختیارات ریاست وحکومت کونسل کو حاصل رہینگے۔

(۳) میرے جانشین کا فرض ہوگا کہ ہمیشہ برٹش گورنمنٹ اور اُسکے حکام کی خیرخواہی اور اطاعت کو مقدم سمجھے کل امور مین حکام وقت سے مشورہ لیکر کاربند ہو بہبودی رعایا اور سرسبزی ریاست کو اپنے ذاتی عیش وآرام پر مقدم رکھے۔ رعایا سے ٹھیک وہی برتاؤ کرے جیسا کہ اپنی خاص اولاد سے۔ اگر کوئی شخص میری رعایا کو ستائیگا تو میری روح کو صدمہ پہونچیگا۔

(۴) میرے ملازم جو اسوقت ہین بدستور رہینگے بحالت ضعیفی وہ نصف تنخواہ بطور پنشن کے پائینگے اور بحالت سرزد ہونے کسی سخت خطا کے کونسل کے حکم سے برخاست ہوسکینگے۔ میرے ملازمین کو لازم ہے کہ میرے جانشین کی اطاعت اور فرمانبرداری ویسی ہی کرین جیسی میری کرتے تھے۔

(۵) میری ریاست مین ہند و مسلمانون کا جھگڑا کبھی نہین ہوا اور مجھکو اُمید ہے کہ آیندہ بھی کبھی نہوگا مگر مین اپنے جانشین کو وصیت کرتا ہون کہ وہ ہمیشہ باہمی ارتباط ہند و مسلمانون کا بڑھانے کی کوشش کرے مذہبی تعصبات سے بالکل الگ رہے اور سب سے انصاف و ملائمت کا برتاؤ کرے۔ جب تک معززین اور سرغنہ لوگون کی شہ نہین ہوتی عوام کبھی ہنگامہ کی جرات نہین کرتے۔

(۶) تقریبات مین فضولخرچی ہرگز نہ کیجائے کونسل خزانہ کی حالت دیکھکر ہمیشہ ہر تقریب کے لیے ایک رقم تجویز کردیا کریگی اور اُسی کے اندر اخراجات ہونگے اسمین اگر میری عدول حکمی ہوگی تو مین قیامت مین دامنگیر ہونگا۔

(۷) اگر کونسل نالائق ثابت ہوا اور رعایا کو تکلیف دے ریاست کو برباد کرے یا حکمت علی لائق میر مجلسی کے نہ نکلے تو رعایا کثرت رائے سے حکام وقت کو درخواست دیکر دوسری کونسل مقرر کرے اور حکمت علی کو تعلق انتظام سے الگ کردے اُنکو صرف پانچہزار روپیہ ہوا را الاونس ملا کریگا اور کل انتظام میری ریاست کا مطابق رائے رعایا کے ہوگا۔

(۸) ڈپٹی کمشنر ضلع وقتاً فوقتاً میری ریاست کے نگران رہینگے اور کونسل کو ضروری مشورہ اور مدد سے محروم نہ رکھینگے۔

(۹) میرے جاری کیے ہوے اسکول۔ شفاخانہ خیرات خانہ اور مدرسہ جات صنعت وحرفت بدستور قائم رہینگے اور اُنکی رونق دینا کونسل کا فرض ہوگا۔ جو سالانہ چندہ کہ محمدن کالج اور یتیم خانہ بریلی اور رامزے ہاسپٹل کے لیے مین نے مقرر کیا ہے وہ بند یا کم نہ کیا جائیگا۔

(۱۰) جو اخبارات ریاست مین اسوقت خریدے جاتے ہین وہ بند نہ کیے جائینگے۔

(۱۱) آٹھ لاکھ روپیہ کے پرامیسری نوٹ میری ریاست مین ہین اُنمین سے چار لاکھ کے نوٹ بدستور ریاست مین رہینگے۔ چار لاکھ روپیہ مین راجہ دیانت حسین اسسٹنٹ کمشنر جہان آباد کو (جنکو مین دل سے عزیز رکھتا تھا) مین آخری تحفہ دیتا ہون۔ راجہ موصوف اگر قبول

نہ کرینگے تو مین قیامت مین اُنکا دامنگیر ہونگا۔

اس وصیت نامہ مین کل ۱۲۸ دفعہ تھین طوالت کے ڈر سے اُسکی پوری نقل ہدیہ ناظرین نہین کرتا۔ گیارھوین دفعہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ مرنے والے کو دیانت حسین کے ساتھ کسقدر محبت تھی حکمت علی نے راجہ دیانت حسین کو اُسوقت تار دیا جسمین راجہ منور علیخان کے انتقال اور وصیت کا تذکرہ درج تھا۔

باب چہلم

دیانت حسین کی بے سان گمان امیری

اسٹار آف انڈیا کے خطاب پانے کے بعد جہان آباد مین ہمارے دوست مسٹر دیانت حسین کے متعلق ایسے امور بہت نہین ہوے جو اس کتاب مین درج کرنے کے لائق ہوتے سرکاری دفترون اور محکمون کی ضروری اصلاح کے بعد سیر دیانت حسین نے سوشل اصلاحون کی طرف توجہ کی اور تمام رئوسا و تعلیم یافتہ حضرات کی مدد سے تخفیف مصارف شادی و انسداد شادی صغر سنی کی کمیٹیان قائم کین اور سب لوگون نے بالاتفاق اُن مراتبات مراسم کو جنکے سبب سے سوا زیر باری اور تباہی کے دوسرا فائدہ نہ تھا خوشی خوشی ترک کر دیا علاوہ اسکے دیانت حسین کی کوشش سے ایک زنانہ اسپتال قائم ہوا جو لیڈی ڈفرن کے نام نامی سے مقرر کیا گیا پردہ نشین عورتون کا اُسمین علاج ہوتا تھا اور صدہا شریف زادیان جو پہلے بوجہ نہونے کسی زنانہ اسپتال کے بیوقت مر جاتی تھین ہنسی خوشی علاج کرا کر اور صحت پاتی ہین۔

ایک کلب بھی دیانت حسین نے قائم کیا جسمین ہر روز شام کو ہندوستانی شرفا اور انگریز جمع ہوکر بے تکلفانہ ہنستے کھیلتے تھے اور دوستانہ مراسم بڑھاتے تھے۔ اُس کلب کا نام ہمارے دوست نے بروئن کلب رکھا تھا کیونکہ مسٹر بروئن ڈپٹی کمشنر نے اسکے قائم کرنے مین بہت دلچسپی ظاہر کی تھی اور قرار واقعی مدد دی تھی۔ ایک دن کلب مین ایک روز شام کو سب لوگ جمع تھے کرکٹ ہو رہا تھا اتنے مین ایک تار گھر کا چپراسی آیا اور دیانت حسین کو لفافہ دیا۔

دیانت حسین۔ یہ بیوقت تار کہان سے آیا۔

ڈپٹی کمشنر۔ کوئی سرکاری تار ہوگا کھیل کے بعد کھولنا۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ نہین تار ابھی دیکھ لو شاید کوئی ضروری بات ہو۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین تو تار سے ایسا گھبراتا ہون جیسے کوئی جنگلی کتے سے ڈرتا ہو۔

اتنے مین دیانت حسین نے لفافہ کھولا تار پڑھا اور سر پکڑ کر آہ کہکر زمین پر بیٹھ گئے اور تار ڈپٹی کمشنر کیطرف پھینک دیا کہ وہ پڑھ لین۔

Raja Munawar Ali Khan died yesterday & left a legacy of four lakhs for you. All estate & property left for his daughter & myself.

ڈپٹی کمشنر۔ افسوس۔ راجہ منور علیخان مر گئے بہت عمدہ آدمی تھے۔

سپرنٹنڈنٹ۔ ہان! افسوس!! بہت بڑا شخص اُٹھ گیا۔

ڈاکٹر۔ اُنکی ریاست بھی بہت بڑی تھی اور نہایت عمدہ انتظام تھا مین ایک مرتبہ اُنکا مہمان رہ چکا ہون۔

بابو جی مرکانش۔ مجھکو بھی اُنسے ایک مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا تھا بہت ہی اچھے خیالات کے آدمی تھے مذہبی تعصب تو اُنمین نام کو نہ تھا۔ دیکھیے محرم و سہرہ کے

اپنے ہی بخشنہ

سب جگہ جھگڑے ہوئے ہوے تو منور علیخان کی ریاست مین -

ڈپٹی کمشنر - کیا دیانت حسین سے اُنسے کچھ قرابت تھی؟ اور لاکھ روپیہ مرتے وقت دے گئے -

یہ عجیب موقع تھا دیانت حسین کے دولت پانے سے سب لوگ خوش تھے اور بے اختیار مبارکباد دیتے تھے راجہ صاحب کی وفات سے سب کو رنج تھا اور دیانت حسین کو مغموم دیکھکر کسی کو جرات نہوتی تھی کہ اُسوقت کچھ بھی اظہار مسرت کیا جاے دیانت حسین دیر تک مغموم بیٹھے رہے اور بے اختیار روتے رہے اُنکو اس درجہ رنج ہوا کہ سب کے سامنے اور خاصکر لیڈیون کے سامنے آنسو نکلنے مین پس و پیش نہ کیا -

ڈپٹی کمشنر - دیانت حسین دیکھو موت زندگی کوئی اختیاری بات نہین ہے پھر اُسکے لیے اتنا رنج کیا جو خدا کی مرضی ہو اُسکی تعمیل کرنا چاہیے -

بابو جی پی کاش - راجہ صاحب! دیکھیے اپنے کو سنبھالیے بیشک آپ کو بہت صدمہ ہے لیکن مرد کیطرح اس رنج کو برداشت کیجیے -

دیانت حسین - مین سچ کہتا ہون کہ آج تک مین نے کبھی اپنے کو تنہا نہین جانا منور علیخان مرحوم کی امداد پر مجھکو ہمیشہ قوت رہی - افسوس!

بابو جی پی کاش - یہ سب درست ہے مگر خدا کی مرضی مین کسیکا کیا چارہ - جو اُسکی مشیت ہو ہمیشہ کوئی نہین رہیگا -

الغرض میر دیانت حسین کو اُس روز سبھون نے سمجھایا اور دیر تک تسکین کی باتین کرتے رہے - پانچ روز مین اب دیانت حسین کا رنج کسیقدر کم ہوا وہ فوراً ایک ہفتہ کی رخصت لیکر راجہ صاحب مرحوم کی تعزیت کو گئے وہان سب انتظام دیکھا بھالا کونسل اپنے مشورے اور نگرانی مین منتخب کرائی اور ریاست کا کل کاروبار بخوبی چلنے لگا - سید حکمت علیخان بھی آدمی فہمیدہ اور لائق تھے دیانت حسین کو اُنپر پورا بھروسا تھا اور اسکی پوری امید تھی کہ راجہ منور علیخان کا گھر انکی حکمت اور عقل کے سبب سے ہمیشہ منور رہیگا -

وہان سے لوٹکر دیانت حسین نے ولایت جانے کے ارادے کو بالکل مضبوط کر دیا -

باب چہل و یکم

بسفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی و باز آئی

ہم یہ پہلے عرض کر چکے ہین کہ مسٹر دیانت حسین ولایت جانے کو بالکل تیار تھے صرف روپیہ کی کسر تھی الحمدللہ وہ مانع بھی اب نہ رہا اور اُنھون نے فوراً دو سال کی درخواست رخصت کر دی اور مسٹر ہیرسن کو اطلاع دی کہ جس تاریخ کو وہ روانہ ہونے والے ہون اُسی تاریخ اُنکی بھی رخصت منظور کیجاے ڈپٹی کمشنر جہان آباد کو اُنکی جدائی ازحد شاق تھی لیکن مجبوری تھی دیانت حسین اپنے ارادے مین ایسے پکے تھے کہ وہ کسی طرح ٹال نہ سکتے تھے گورنمنٹ نے رخصت فوراً منظور کی اور مسٹر دیانت حسین نے سفر کی تیاریان کرنی شروع کین ۱۲ - نومبر کو بمبئی سے روانگی قرار پائی اور یہ طے ہوا کہ بمبئی مین مسٹر ہیرسن اُنکو ملین - مسرز ہنری ایس کنگ اینڈ کو کی معرفت اسٹیمر وغیرہ سب طے ہو گیا اور یکم نومبر تاریخ روانگی جہان آباد مین مقرر ہوئی تمام یورپین افسرون نے مسٹر دیانت حسین کا رخصتی ڈنر دیا اور باشندگان ضلع جہان آباد ۲۱ - اکتوبر کو سید دیانت حسین کا جلسۂ الوداع اور ڈنر تھا اس جلسے مین تمام رؤسا و کلا و عمال اور حکام شریک تھے اور ایک طلائی کشتی مین ذیل کی عبارت کا

اڈریس پیش کیا گیا۔

بحضور راجہ دیانت حسین سی ایس آئی جائنٹ مجسٹریٹ ضلع جہان آباد۔

ہم لوگ بکمال رنج آپ کو الوداع کہتے ہین اور آپکو رخصت کرنے جمع ہوے ہین آپ ڈھائی برس تک ہمارے ضلع مین حکمران رہے اور جس وقت آپ تشریف لائے تھے اسمین کچھ شک نہین کہ ضلع ایک عجیب حالت مین تھا رشوت کا بازار گرم تھا اور کوئی اہل معاملہ یا زمیندار ایسا نہ تھا جو کچہری آتے وقت مغموم اور پریشان ہوتا تھا۔ آپ نے اپنے اخلاق۔ انصاف اور بیدار مغزی سے وہ سب قباحتین دور کین اور ہم لوگون مین اپنا ایسا اعتبار جما لیا کہ اب کسی کو ذرا بھی کچہری کے آنے مین پس و پیش نہین تھا۔

دفعہ ۲۔ آپکے انتظام نے صرف یہی نہین کیا کہ آپکی خود کچہری مین سب کو آرام ملا بلکہ آپکی خوش انتظامی اور نگرانی سے تمام ضلع مین رشوت کا انسداد ہو گیا اور اب تمام عدالتون مین ہر شخص باطمینان تمام آتا ہے اور خوشی خوشی واپس جاتا ہے نہ مدعی کو یہ خوف ہے کہ مدعا علیہ متمول ہے اور نہ مدعا علیہ کو یہ خوشی ہے کہ مدعی غریب ہے یہ سب انتظام آپکی لیاقت اور بیدار مغزی سے ہوا۔

آپ نے اپنی کوشش اور شوق سے ٹرن کلب اور زنانہ اسپتال جو اس شہر مین قائم کیے ہین وہ ہمیشہ کے لیے آپکے یادگار رہینگے اُنسے جو فائدہ پہونچ رہا ہے ہم سب آپکے دلی احسانمند ہین۔

دفعہ ۳۔ اس تھوڑے زمانے مین آپنے جو ہم لوگون کے ساتھ احسانات کیے وہ ایسے نہین ہین کہ ہم لوگ تمام عمر فراموش کر سکین اور ہم لوگون کو آپسے ایک دلی محبت ہو گئی اور ہم التماس کرتے ہین کہ آپ ہم لوگون کو ہمیشہ یاد رکھینگے۔

ہم لوگون کو اُمید ہے کہ آپ بعد سفر ولایت کسی اور معزز عہدے پر لوٹینگے اور اسوقت ہماری تمنا ہے کہ آپ اس ضلع کو نہ بھولینگے۔

اس اڈریس پر قریب قریب ہزارون آدمیون کے دستخط تھے اور جس جوش کے ساتھ لوگ سید دیانت حسین کو رخصت کرنے جمع ہوئے تھے اُسکی کبھی توقع نہ تھی عام طور پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ خلقت دیانت حسین کے خلاف ہے لیکن اب ثابت ہوا کہ صرف وہی چند لوگ جنکو اُنسے نقصان پہونچا تھا اُنکے دشمن تھے اور عام رعایا اُنکی قدر کرتی تھی اور دل سے خیر خواہ تھی۔

مسٹر دیانت حسین نے اس اڈریس کا یہ جواب دیا۔

وکلاے زمینداران و رؤساے ضلع جہان آباد۔

میری تمام زندگی بھر اس سے زیادہ قابل عزت کوئی دن نہین گذرا جیسا آج آپ لوگون کی وجہ سے مجھکو فخر ہوا مین تہ دل سے آپکی محبت کا شکر گذار ہون کہ میرے رخصت کرنے کی تکلیف آپ نے گوارا فرمائی۔

آپ نے مہربانی سے میری اُن ناچیز خدمات کا تذکرہ کیا ہے جو مین نے جہان آباد مین انجام دین حقیقت مین وہ خدمات ہرگز اس قابل نہ تھین کہ اُنکا تذکرہ کیا جاتا مین نے جو کچھ کیا وہ اپنی قوم اور اپنے ملک کی فائدہ رسانی کی غرض سے کیا آپ لوگ ہمارے بھائی ہین اور ہندوستان ہمارا گھر ہے اسواسطے میرا دل کبھی اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ مین ایک بھائی کا گھر دوسرے جابر بھائی کے ہاتھون برباد ہونے دون۔ مجھکو خوف تھا کہ راجہ جہان آباد کے مقدمے نے آپ لوگون کو مجھسے برہم کر دیا ہوگا لیکن آج وہ شبہہ میرا رفع ہوا اور مین خدا کا شکر گذار ہون کہ جسطرح گورنمنٹ نے میری خدمات پسند فرمائین اسطرح آپ لوگ بھی مجھسے راضی رہے۔

آپ یقین کیجیے کہ اگر راجہ صاحب بیجرم ہوتے تو مین اُنکی

THE

SAMRAI DYANAT,

BY

QAZI AZIZUDDIN AHMED,

DEPUTY COLLECTOR N.-W. P.,

AUTHOR "ADABI FIRANG" MAHRAJIA &c., &c.

All Rights Reserved

LUCKNOW:

PRINTED AT THE G. P. VARMA & BROTHERS PRESS.

1891.

1ST EDITION 1000.
2ND EDITION 1000.

PRICE GLAZED PAPER AS. 12.
,, COMMON ,, AS. 6.